حسین علیہ السلام
ترتیب المجالس
فی المصائب الحسین علیہ السلام و آلہ
تصنیف: زاہد حسین آخوندزادہ
علماء کرام و طلاب عظام کے لئے ایک بہترین تحفہ

انتساب

میں خدا کا لاکھ لاکھ شکرادا کرتا ہوں جس نے مجھے جوار امام رضا علیہ السلام میں ہمت اور حوصلہ دی اور انتہائی مشکلات کے باؤجود بالطف امام ثامن امام رؤوف علیہ السلام کے در پہ اس کتاب کو مکمل کی اور اپنی اس کاوش کو اپنے مرحوم والد زاکر اہلبیتؑ اخوند غلام عباس کے نام کرنا چاہتا ہوں آپ سب سے بھی ملتمس ہے میرے والد محترم کی مغفرت کے لئے دعا کریں

احقر۔زاہد حسین اخوندزادہ قمراہ سکردو

فہرست مجالس صفحہ نمبر

مقدمہ کتاب

اَعوذُ بِاللہ مِنَ الشَّیطانِ الرَّجیم، بِسم اللہ الرّحمنِ الرَّحیم، اَلحَمدُللہِ رَبِّ العالَمین، ثُمَّ الصَّلاۃُ وَ السَّلام علی سَیِّدنا و نَبیِّنا حبیبِ اِلہِ العالمین، ابِاالقاسِمِ المُصطَفی مُحَمَّد و علی اَهل بَیته الطّاهرین المعصومین المکرّمین، سِیَّما بقیۃ اللہِ فی الارضین، روحی و اَرواحُ العالَمین لِتُرابِ مَقدَمِہِ الفِداء

اما بعد فقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

إنّ لِقَتلِ الحُسینِ حَرارَۃً في قُلوبِ المُؤمِنینَ لاتَبرُدُ اَبَدا

حسین کی شہادت مومنین کے دلوں میں ایسی حرارت و گرمی ہے جو ہر گز سرد اور خاموش نہیں ہو گی

افق پر محرم کا چاند نمودار ہوتے ہی دل محزون و مغموم ہو جاتا ہے، ذہنوں میں شہداء کربلا کی یاد تازہ ہو جاتی ہے اور اس یاد کا استقبال اشکوں کی نمی سے ہوتا ہے جو دھیرے دھیرے عاشورا سے قریب سیل رواں میں تبدیل ہو جاتی ہے اور اس کے بعد آنسووں کے سوتے خشک ہوتے جاتے ہیں اور دل، خون کے آنسووں بہانے پر مجبور ہو جاتا ہے، یہ کیسا غم ہے جو مندمل نہیں ہوتا، یہ کیسا الم ہے جو کم نہیں ہوتا، یہ کیسا کرب ہے جسے افاقہ نہیں ہوتا، یہ کیسا درد ہے جسے سکون میسر نہیں آتا

دوستو۔ زکر حسینؑ ایک عبادت ہے جسکو بجالانے میں بچے بڑے زن مرد سب بے تاب رہتے ہیں

بندہ حقیر بھی اس سعی میں رہتا ہوں کب زکر حسینؑ کا موقع ملے۔ بندہ حقیر ہر سال محرم میں پریشان ہو جاتا تھا کیونکہ ایک ایک مجلس کے لئے دس دس کتابیں چھاننا بہت ہی مشکل تھا اسی لئے بندہ حقیر نے ان مشکلات کو دیکھتے ہوئے

ہر روز کتاب خانہ گوہر شاد حرم مطہر امام رضا علیہ السلام میں جانے لگا۔ اور بندہ حقیر نے خود کے لئے ایک دفتر میں جمع کرنا شروع کیا تقریبا تین سال تک مواد کو جمع کرتا رہا اور ترتیب سے لکھنا شروع کیا

جب بندہ حقیر نے لکھنے کی سعادت حاصل کی تو کچھ دوست احباب ایک روز غریب خانہ میں تشریف لائے تو دوستوں نے مشورہ دیا اس کو اگر پرنٹ کے لئے دیا تو بہتر ہے کیونکہ سارے طلباء کرام وزاکرین عظام محرم میں ترتیبی مصائب کے لئے پریشان ہوتے ہیں۔ اگر اس دفتر کو کتاب کی شکل دی جائے تو بہتر ہے

بندہ حقیر نے اس کتاب میں اول محرم سے اربعین حسینیؑ تک کے مصائب کو بالترتیب لکھنے کی سعی کی ہے اور اس کتاب کا نام بھی ترتیب المجالس رکھا ہے اور ابھی کتاب آپ کے ہاتھ میں ہے

بندہ حقیر نے حدالامکان کتاب کو غیر مستند جملات الفاظ واقوال سے دور رکھنے کی کوشش کی ہے

اور جو کچھ بھی اس کتاب میں درج ہیں حوالاجات کے ساتھ ہیں۔ اور مستند علماء سے تصحیح بھی کروایا ہوں

اگر آپ لوگوں کو اس میں کسی بھی قسم کے لفاظی تاریخی یا کچھ اور غلطی پائے تو تنقید برائے اصلاح کی دست بستہ گزارش ہے کیونکہ انسان خطا کا پتلا ہے

خاک پائے اہلبیتؑ۔ زاہد حسین اخوندزادہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال اللہ تعالی

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِٱلْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ

عَنِ ٱلْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بالله ِ

مجلس اول

روانگی اہلبیتؑ از مدینہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جس وقت امام حسین (علیہ السلام) مدینہ کو چھوڑ رہے تھے ، ام سلمہ(رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی باوفا زوجہ) ان کے پاس آئیں اور عرض کیا : میرے بیٹے ! عراق کی طرف جا کر مجھے غمگین نہ کرو کیونکہ میں نے تمہارے نانا سے سنا ہے کہ انہوں نے فرمایا : میرے بیٹے حسین علیہ‌السلام کو کربلا کے میدان میں قتل کردیا جائے گا [1]۔

امام نے فرمایا : يا أُمّاهُ وَ أَنَا وَاللّهِ أَعْلَمُ ذلِكَ، وَ أَنِّي مَقْتُولٌ لا مَحالَةَ، وَ لَيْسَ لي مِنْ هذا بُدٌّ، وَ إِنّي وَاللّهِ لاَعْرِفُ الْيَوْمَ الَّذي أُقْتَلُ فيهِ، وَ أَعْرِفُ مَنْ يَقْتُلُني، وَ أَعْرِفُ الْبُقْعَةَ الَّتي أُدْفَنُ فيها، وَ إِنّي أَعْرِفُ مَنْ يُقْتَلُ مِنْ أَهْلِ بَيْتي وَ قَرابَتي وَ شيعَتي، وَ إِنْ أَرَدْتِ يا أُمّاهُ أُريكَ حُفْرَتي وَ مَضْجَعي

۔اے والدہ گرامی ! میں بھی یہ جانتا ہوں اور یقینا میں قتل کر دیا جاؤں گا اور اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے۔

خدا کی قسم ! میں اس روز کو بھی جانتا ہوں جس روز قتل کردیا جاؤں گا اور اپنے قاتل اور دفن ہونے کی جگہ کو بھی جانتا ہوںاور میرے ساتھ جو میرے اہل بیت ، شیعہ اور اصحاب قتل ہوں گے ان سب کو بھی جانتا ہوں !

اے والدہ گرامی ! کیا میں آپ کو اپنی قبر دکھلاؤں[2]

[1] ازمدینہ تا مدینہ جواد زہنی تہرانی
[2] مقتل مقرم

پھر کربلا کی طرف اشارہ کیا ، زمین ہموار ہوگئی اورپھر آپ نے اپنی اور اپنے سپاہیوں کی قبروں اور شہادت کی جگہ کو دکھلایا ،اس وقت ام سلمہ نے گریہ شروع کیا اور آپ کے کاموں کو خدا کے حوالہ کیا۔

امام علیہ السلام) نے فرمایا : يا أُمّاهُ قَدْ شاءَ اللّهُ عَزَّ وَ جَلَّ أَنْ يَراني مَقْتُولا مَذْبُوحاً ظُلْماً وَ عُدْواناً، وَ قَدْ شاءَ أَنْ يَرى حَرَمي وَ رَهْطي وَ نِسائِي مُشَرَّدينَ، وَ أَطْفالي مَذْبُوحينَ مَظْلُومينَ مَأْسُورينَ مُقَيَّدينَ، وَ هُمْ يَسْتَغيثُونَ فَلا يَجِدُونَ ناصِراً وَ لا مُعيناً

اے والدہ گرامی ! خداوندعالم مجھے دشمنوں کے ظلم و ستم سے مقابلہ کرتے ہوئے مقتول اور شہید دیکھنا چاہتا ہے ، میری خاندان، رشتہ دار اور عورتوں کو منتشر اور اپنے گھر سے دور کرنا چاہتا ہے ، میرے بچوں کو مقتول اور اسیری کی قید میں دیکھنا چاہتا ہے جبکہ وہ فریاد کررہے ہوں گے لیکن کوئی ان کی مدد کرنے والا نہیں ہوگا۔[1]

ایک دوسری روایت میں ذکر ہوا ہے کہ ام سلمہ نے عرض کیا : میرے پاس ایک مٹی ہے جس کوتمہارے نانا نے مجھے ایک شیشی میں بند کرکے دی تھی[2] ۔

امام علیہ السلام نے فرمایا۔ واللہ انی مقتول کذلک ، وان لم اخرج العراق یقتلونی ایضا ۔خدا کی قسم! میں یقین کے ساتھ جانتا ہوں کہ مجھے شہید کیا جائے گااور اگر میں عراق کی طرف بھی نہ جائوں تب بھی قتل کردیا جائیگا

[1] لہوف سید ابن طاؤس
[2] مقتل مقرم و از مدینہ تا مدینہ

میرے نانا کی شیشی کے پاس رکھو اور پھر دوسری مٹی کو ایک شیشی میں رکھا اور ام سلمہ کے حوالہ کرتے ہوئے فرمایا جب بھی ان دونوں کی مٹی خون بن جائے تو سمجھ لینا کہ مجھے قتل کر دیا گیا

ام سلمہ کہتی ہیں: جب روز عاشورا آیا، عصر کے وقت میں نے ان دونوں شیشیوں کی طرف دیکھا تو اچانک میں نے دیکھا کہ ان میں سے خون اُبل رہا ہے، میں نے نالہ وفریاد کی[1]

آج مدینہ میں عجیب کیفیت ہے عورتوں نے گھروں کو ماتم سرا اور مردوں نے بازاروں کو ماتم سرا بنا رکھے ہیں

آج حسینؑ کے لب پہ صرف ایک ہی آیت جاری ہے

فخرج منها خايفا يترقب قال ربى نجنى من القوم الظالمين [2]

پس ڈرتے ہوے شہر سے نکلے دشمن پیچھے تھا فرمایا خداوند مجھے ظالمین سے بچا لے

وقت جیسے جیسے قریب آتے ہیں مولا حسینؑ سب کو دولت سرا میں جمع کرتے ہے

اور اپنے ساتھ جانے والوں کے ناموں کا اعلان کرتے ہے

کبرا کو میں اس لئے ساتھ لیکر جا رہا ہوں کبرا میرے بھائی حسنؑ کی نشانی ہے

عباس دلاور سکینہ کے ہمراہ ہونگے

زینب سلام اللہ علیہا میرے اکبر کے بغیر نہیں رہ سکتی

علی اصغر بانو کی ضعیفی کی عصا ہے

[1] (لهوف)، ص 99-100
[2] ازمدینہ تا مدینہ آیۃ اللہ جواد زہنی تہرانی

حضرت سکینہ فرماتی ہے

ماکان اهل البیت اشد خوفا منا حین خرجنا من المدینۃ[1]

جب ہم مدینہ چھوڑ رہے تھے تو ہم اہلبیتؑ بہت خوفزدہ تھے

تمام لوگوں کے آمادہ سفر ہو جانے کے بعد مولا حسینؑ نے حکم دیا دو سو پچاس گھوڑوں یا اونٹ کا بندوبست کرو

ان میں ستر اونٹ سامان سفر اور خیمہ وغذا کے لئے مخصوص تھے

پھر پچاس اونٹ جن پہ کجاوے رکھے گئے تھے ان کو بٹھایا گیا تاکہ مخدرات عصمت وطہارت کو سوار کیا جا سکے

پھر رسول خدا ﷺ کے گھوڑے مرتجز کو طلب کیا اس پر سوار ہوئے اور 28 رجب کو مدینہ سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے

اتنی فکرامت تھی اہلبیتؑ کو آج حسین قبر نبی ﷺ کو وداع کرنے کے لئے جاتے ہے

اللهم ان هذاقبر نبیک محمد ﷺ وانا ابن بنت نبیک وقد حضرنی من الامر ما قد علمت اللهم انی احب المعروف وانکراالمنکر واسئالک یا ذالجلال والاکرام بحق هذا القبر ومن فیہ الا اخترت لی ماهولک رضی ولرسولک رضیٰ[2]

پرودگار یہ تیرے نبی ﷺ کی قبر ہے اور میں تیرے نبی کی بیٹی کا بیٹا ہوں اس وقت مجھے جو امر درپیش ہے اس سے آپ بخوبی واقف ہے

[1] ازمدینہ تا مدینہ آیۃ اللہ جواد زہنی تہرانی
[2] مقتل الحسین خوارزمی، ج 1، ص 186؛ تاریخ طبری، ج 4، ص 253

۔اے خدامیں سچائی سے پیاراور برائی سے نفرت کرتاہوں اے اللہ تجھے اس صاحب قبر کاواسطہ میرے لئے وہ راہ تو پسند کر جس میں تواور تیری رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا شامل ہو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہے حبیبی یا حسینؑ

کانی اراک عن قریب مرملا بدمائک ومذبوحا بارض کرب و بلاء من عصابۃ من امتی وانت مع زالک عطشان لاتسقی وظمان لا ترویٰ وھم مع ذالک یرجون شفاعتی

یا حسین ؑ ان اباک و امک و اخاک قدموا علی وھم مشتاقون الیک[1]

حسینؑ میں تجھے عنقریب اپنے خون خون میں غلطاں دیکھ رہاہوں آپ کو کربلا میں زبح کئے جائینگے اور آپ کو پیاسا شہید کیاجایئگا یہ سب کرنے کے باوٗجود امت مجھ سے شفاعت کے طلب گار ہونگے

بیٹا حسینؑ تیرا بابا علی ماں فاطمہ اور بھائی حسنؑ تیرے انتظار میں ہے۔مولا حسینؑ نانا سے سوال کرتے ہے

یا جداہ الیک وادخلنی معک فی قبرک ؟نانا کیا مجھے بھی اپنے ساتھ قبر میں جگہ دوگے ؟[2]

اتوار کی رات سنہ 60ہجری کو حسینؑ مدینہ سے کعبہ کی طرف مع اہلحرم تشریف لے جاتے ہیں[3]

☆الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین☆

[1] تسلیۃ المُجالس و زینۃ المَجالس (مقتل الحسین علیه السلام) , جلد۲ , صفحه۱۵
[2] مقتل لہوف
[3] مقتل لہوف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال اللہ تعالی

اِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيْكُمْ بِنَهَرٍۚ-فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّیْۚ-ومَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ

(القرآن)

مجلس دوئم

رسیدن اہلبیتؑ در کربلا

آج کاروان حسینیؑ چلتے چلتے ایک جگہ پر پہنچے۔اس زمین پہ پہنچتے ہی کاروان حسینیؑ کے دلوں پہ ہیبت طاری ہوئے

جب خامس آل عباء کا گھوڑا کربلا پہنچتے ہی رک گیا

فلم یزل یرکب فرسا فرسا حتیٰ رکب ستۃ افراس

جب گھوڑے نے قدم نہیں بڑھائے تو مولا امام حسینؑ نے رہوار بدل دی اسی طرح سب نے قدم نہیں بڑھائے تو مولا حسینؑ نے اصحاب سے پوچھا[1]

ای موضع هٰذِہِ؟

اصحاب نے جواب دیئے غاضریہ۔ اور بھی نام ہے کیا اس زمین کی؟

عرض کی مولا شاطیء الفرات بھی نام ہے اسکی پوچھا اور کوئی نام؟

عرض کی مولا کرب وبلا بھی نام ہے

جب یہ سننا تھا امام حسینؑ آسمان کی طرف رخ کر کے کہتا ہے

اِنَا لِلّٰہ وَاِناَ اِلَیہِ راجعون

ابومخنف کتاب مقتل میں فرماتے ہے۔ وَ أُخْبِرَ بِاسْمِهَا بَكَى بُكَاءً شَدِيداً وَ قَالَ: أَرْضُ كَرْبٍ وَ بَلاَءٍ، قِفُوا وَ لاَ تَبْرَحُوا وَ حُطُّوا وَ لاَ تَرْحَلُوا، فَهَاهُنَا وَ اَللَّهِ مَحَطُّ رِحَالِنَا وَ هَاهُنَا وَ اَللَّهِ سَفْكُ دِمَائِنَا، وَ هَاهُنَا وَ اَللَّهِ تُسْبَى حَرِيمُنَا، وَ هَاهُنَا وَ اَللَّهِ مَحَلُّ قُبُورِنَا[2].

پس امام نے ایک سرد آہ بھری اور شدید گریہ کی اور فرمایا خدا کی قسم دکھ اور مصیبت سے بھری جگہ کربلا یہی ہے

---

[1] مقتل ابومخنف
[2] ازمدینہ تا مدینہ آیت اللہ جواد زھنی تہرانی

قسم خدا کی ہمارے جوانان یہی پہ مارے جائینگے

ہماری عورتیں یہی پہ بیوہ ہونگے قسم خدا کی ہمارے بچے یہی پہ زبح ہونگے

قسم ہے اس زات اقدس کی عزت ناموس یہی پہ تار تار ہونگے

پس میرے جوانو شرفاء کے وارثو یہیں پہ اتر جاو یہیں ہمارے قبروں کا مقام ہے

پھر فرمایا

اعوز بک من الکرب والبلاء

هذا مَوْضِعُ كَرْب وَ بَلاء، ههُنا مَناخُ رِكابِنا، وَ مَحَطُّ رِحالِنا، وَ مَقْتَلُ رِجالِنا، وَ مَسْفَکُ دِمائِنا[1]

میں کرب اور بلا سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں یہ جگہ کربلا ہے یہاں پہ ہمارے خیمے نصب ہونگے یہیں پہ ہمارے خون بہینگے یہ مجھے میرے نانا نے بتایا ہے

اللہ اکبر اصحاب امام حسینؑ زمین کربلا پہ آتے ہیں

زمین کربل کی خاک کو ہاتھ میں لیکر بو کو سونگتا ہے اور رومال سے ایک اور خاک کو لیکر اس خاک کے رنگ کا اس خاک کے رنگ سے ملایا جسکو آپ نے جیب سے نکالا دونوں کا رنگ سرخ تھا حضرت نے فرمایا یہ وہی مٹی ہے جو اللہ کی طرف سے

میرے جد محمد مصطفیٰ ﷺ کے پاس لائے تھے اور کہا تھا اے نبی اللہ ﷺ یہ قبر مطہر حسینؑ کی مٹی ہے[2]

[1] . مقتل الحسین خوارزمی، ج 1، ص 237 و بحارالانوار، ج 44، ص 383

[2] صواعق محرقہ مطبع مصر ص 115

کربلا پہنچتے ہی مولا نے یہ حکم صادر کی باشندگان نینوا کو بلاو وسب حاضر ہوئے۔تو مولا نے فرمایا میں تمہاری اس زمین پہ رہنا چاہتا ہوں

سر کردگان نے عرض کی مولا ہم نے سنتے ہوئے آئے ہیں جو بھی اس زمین پہ وارد ہوئے وہ بلائے عظیم میں مبتلا ہوئے آپ ہر گز اس زمین پہ سکونت نہ فرمائیں

مولا نے فرمایا میں کیونکر اس زمین پہ نہ رہوں حکم الٰہی صادر ہوچکی ہے یہ فرما کر ساٹھ ھزار درھم میں چار میل مربع زمین مولا نے خریدلی اور دو شرط رکھ لی ایک یہ کہ اس زمین پہ زراعت نہ بجائے دوئم یہ کہ کوئی بھی زائر آجائے تو ان کو ہمارے قبور دکھانا اور تین دن تک ان کی خدمت بجائیں [1]

مولا حسینؑ عباس دلاور کو حکم دیتا ہے کہ خیمے نصب بجائے ابوالفضل عباسؑ مولا کے حکم پہ خیمے نصب کرتے ہے

سید ابن طاؤس لہوف میں لکھتے ہے جب کاروان حسینیؑ کربلا پہنچا تو امام حسینؑ ایک جگہ پہ بیٹھ گئے اور سوختہ دل سے مناجات کرنے لگے

يا دَهرُ اُفٍّ لَکَ مِن خَليلِ   کَم لَکَ بِالاِشراقِ وَ الاَصيلِ

مِن طالب وَ صاحِب قَتيل   وَ الدَّهرُ لا يَقنَعُ بِالبَديل

کُلُّ حَيٍّ سالِکٍ سَبيل و   وَ اِنَّما الاَمرُ اِلَى الجَليلِ [2]

ترجمہ۔تف ہوائے زمانہ تجھ پہ کہ تو برا دوست ہے صبح شام میں حق کے طالبوں اور اپنے دوستوں کو قتل کر دیا ہے

زمانہ بدل قبول نہیں کرتا اور تمام امور خدا کے حوالے ہے اور ہر زندہ میری طرح جانے والا ہے

---

[1] بحر المصائب وجامع التواريخ
[2] لهوف ابن طاؤس

راوی کہتا ہے جب یہ بات زینبؑ نے سنی تو کہتی ہے بھیا ایسی باتیں تو وہ کرتا ہے جسے اپنے قتل کا یقین ہو

حضرت نے فرمایا جی بہن مجھے یقین ہے

زینبؑ نے عرض کی ہائے یہ کتنی بڑی مصیبت ہے کہ حسین مجھے اپنی موت کی خبر دے رہے ہے[1]

یہ بین سنتے ہی تمام مستورات میں گریہ شروع ہوا حضرت کلثوم وامحمداہ واعلیاہ واامی زہراء پکار رہی تھی

مولا حسینؑ نے بہن کو تسلی دیتے ہوے فرمایا

دیکھو میری بہنو۔اللہ سے کئے گئے وعدے دل میں رکھو

آسمان بھی فانی ہے زمین بھی فانی ہے ہر چیز نے فنا ہونے ہے

میری بہنو خیال رکھنا میرے بعد گریبان چاک مت کرنا

اور ایسی کوئی بات مت کرنا جو خدا کی ناراضگی کا باعث ہو

ماں زہراؑ زخمی پہلو لیکر چلی گئی بابا علی زخمی پیشانی لیکر

بھائی حسنؑ زہر سے شہید ہوئے جسطرح پہلے صبر کئے تھے اب بھی صبر کرنا

☆الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین☆

---

[1] لہوف سید ابن طاؤس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال اللہ تعالیٰ

وَإِنِ اسْتَنْصَرُوكُمْ فِي الدِّينِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ إِلَّا عَلَىٰ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ ۗ

وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ

مجلس سوئم

شہادت مسلم ابن عقیلؑ

از بیعت تا شہادت

آج کوفے کی گلیوں میں عجب کا ساساں ہے لوگ جوق در جوق مسلم کے ہاتھوں بیعت کر رہے ہیں

اٹھارہ ہزار کے قریب لوگوں نے جناب مسلم ابن عقیل کے ہاتھوں پہ بیعت کر چکے تھے

مقتل ابو مخنف میں ہے چونکہ عابس بن شبیب شاکری جناب مسلم کے خدمت میں حاضر ہوے اور امام حسینؑ کی مبارک خط کو دیکھ کر کھڑے ہوئے اور محمد وآل محمد پہ درود بھیجا

پھر مسلم کی طرف متوجہ ہو کر عرض کی یا مسلم انشاءاللہ جب تک جان ہے آپ کے ساتھ ہوں۔اور ہاں کوفہ والوں کی میں ضمانت نہیں لیتا

حبیب ابن مظاہر اسدی بھی ہمراہ تھے یہ کہتے ہوے کھڑے ہوے صد آفرین ہو تم پہ اے عابس و انا وَ اللہِ مِثل ذالِک

کوفے والے آکر بیعت کرتے اور چلے جاتے یہ سلسلہ چلتا رہا

جب حاکم کوفہ نعمان بن بشیر کو اسکی خبر ہوئی تو اس نے لوگوں کو مسجد میں بلایا لوگوں کے اجتماع میں وہ ممبر پہ چلا گیا اور لوگوں کو یہ باور کرانے کی کافی سعی کی کہ مسلم کے ساتھ نہ دے مگر بے سود رہا

عبداللہ ابن مسلم ربیعہ حضرمی جو بنی امیہ کا حامی تھا اس نے کہا اے نعمان تیری یہ تقریر بہت کمزور ہے

عبداللہ ابن مسلم نے ایک خط یزید کو لکھا جسمیں مسلم ابن عقیل کی کوفہ آمد اور بیعت کا زکر اور نعمان بن بشیر کی سستی کا بھی زکر کیا اور یہ بھی لکھا کہ ایک سخت گیر شخص کو گورنر بنا کر بھیجا جائے

عمر سعد لعین نے بھی ایک خط یزید کو لکھا اس خط کا مضمون بھی ویسا ہی تھا جسطرح عبداللہ ابن مسلم نے لکھا تھا

جب اس بات کی خبر یزید کو ہوئی تو یزید بہت پریشان ہوا یزید ملعون نے ابن زیاد کو نعمان ابن بشیر کے جگہ پہ حاکم کوفہ مقرر کیا۔

ابن زیاد ملعون جیسے ہی کوفہ پہنچا اس نے ہانی ابن عروہ کے ہاں اپنے ملازمین بھیجے اور یہ پیام بھی دی اے ہانی رئیس سردار ہوتے ہوئے اسطرح لاپروئی

آپ مجھ سے ملنے آئینگے یا میں آپ سے ملنے آوں ؟ جب ہانی ابن عروہ نے یہ بات سنی تو ابن زیاد سے ملنے گئے

اسوقت ابن زیاد نے مسلم ابن عقیل کی حوالگی کا مطالبہ کی تو ہانی نے رد کر دی

تو ملعون نے ہانی ابن عروہ کی رہائی کی شرط مسلم ابن عقیل کی حوالگی رکھ دی تو ہانی نے رد کی یہ ممکن نہیں کہ میں اپنے مہمان کو تمہارے حوالے کروں

مسلم نے ہانیؑ کی گھر چھوڑ دی اور خاندان ہانی کے ساتھ قیام کی تمام قبائل و طوائف مسلم کے ساتھ ملحق ہوئے

یہ لوگ انتہائی پر جوش تھے اتنے میں رؤسائے کوفہ بیچ میں آ گئے انہوں نے افواج شام اور کوفے کی قہر سے انکو ڈرایا تو بزدل اور اور بے وفا کوفی لوگ چلے گئے تھے

جب نماز مغربین کا وقت ہوا تو مسجد کھچا کھچ بھرا ہوا تھا جب عشاء کی نماز کے بعد پیچھے مڑ کر دیکھا تو حیران رہ گیا صرف تیس بندے مسلم کے ساتھ تھے جب باب کندہ سے نکلا تو مسلم تنہا رہ گیا اتنے بڑے کوفے میں آج مسلم تنہا تھا

ٹھنڈی سانس لی جائے تو مسلم کہاں جائے دیوار سے پشت لگا کر کسی مسافر کی طرح مسلم تنہا حیران سر گردان پھرتے پھرتے ایک جگہ پہ پہنچا

ابو مخنف کے مطابق ایک گھر کے در پہ پہنچا تو ایک عورت اپنے بیٹے کی انتظار میں کھڑی تھی جسے طوعہ کہتے ہے

مسلم اسکے قریب ہوئے اور کہا اے اللہ کی کنیز اگر ایک گلاس پانی دی تو اللہ قیامت کے روز تجھے پیاس سے بچائے

طوعہ نے خوش ہو کر ٹھنڈا پانی دیا[1]

جب مسلم پانی پی چکے تو وہی پہ بیٹھ گیا تو طوعہ بولی اے مومن اپنے گھر جاو آجکل کوفے کی حالات کچھ ٹھیک نہیں ہے

مسلم خاموش رہے کوئی جواب نہ دی

تین مرتبہ طوعہ نے یہی سوال دوہرائے تو مسلم روتے ہوئے اٹھے اور فرمایا اے بی بی اس شہر میں میرا کوئی نہیں ہے

نہ یہاں میرا اہل و عیال ہے اگر آج کی شب مجھے مہمان رکھ لیا تو بروز محشر خدا تجھے مہمان بنائے

طوعہ نے عرض کیا تمہارا کیا نام ہے اور کس خاندان سے تعلق رکھتے ہو

جناب مسلم نے ایک ٹھندی آہ بھری اور فرمایا میں مسلم ابن عقیل ہوں [2]

جب توعہ نے آپکو پہچان لیا تو آپ کو گھر میں دعوت دی یہ بھی عرض کی میں آپ کی کنیز ہوں طوعہ نے حق میز بانی ادا کی اور مسلم عبادت الٰہی میں مشغول ہوئے

روایت کے مطابق جب ابن زیاد کو معلوم ہوا کی مسلم کو چھوڑ کر لوگ بھاگ چکے ہے تو ابن زیاد کافی خوش ہوئے

اور یہ حکم جاری کی مسلم جس گھر میں ہے وہ ہمارے حوالے کرے وگرنہ اس گھر کو آگ لگائے جائینگے اور جس نے مسلم کے بارے میں معلومات دی اسے انعام واکرام، سے نوازا جائیگا ابن زیاد ملعون نے یہ حصین بن تمیم کی طرف رخ کر کے کہا اگر تونے کوچہ و بازاروں کی تلاشی صحیح نہیں لی تو تیرے ماں کے نالا بلند ہونگے

---

[1] مقتل ابو مخنف
[2] ازمدینہ تا مدینہ آیت اللہ زہنی تہرانی

جب انعام کی بات طوعہ کے بیٹے بلال نے سنی تو وہ بھی لالچ میں حواس کھو بیٹھے

گھر پہنچا تو دیکھا ماں بہت خوش ہے وجہ پوچھا تو ٹال مٹول کی تکرار کی تو طوعہ بولی بیٹا پتہ ہے آج مسلم ہمارے گھر مہمان ہے

یہ سننا تھا بلال خاموش رہا اور بستر پہ سو گیا جب صبح ہوئی تو طوعہ مسلم کو پانی دینے جاتی ہے تو کیا دیکھتے ہے مسلم گریہ کناں ہے فرماتی ہے طوعہ رات کو خواب میں امیر المومنین کو دیکھا مجھے فرما رہے تھے

اَلوحاَ الوحاَ العجل العجل یامسلم یعنی اے مسلم جلدی آو جلدی آو آنے میں جلدی کرو

اے مومنہ یہ میری زندگی کی آخری رات ہے

اور طوعہ کا بیٹا اٹھا اور گھر سے باہر نکلا اور دارالامارہ کی طرف چل پڑا ابن زیاد کو مسلم کی خبر دی تو ابن زیاد ملعون نے حکم دی کہ بلال کی گردن میں سونے کا ایک ہار اور سر پہ تاج رکھا جائے

اور بلال عمدہ ترین گھوڑے پہ سوار ہو کر گھر کیطرف روانہ ہوا اسکے پیچھے تمام سپاہی طوعہ کے گھر کی طرف آئے تو یہ صدائیں جب طوعہ نے سنی تو مسلم ابن عقیل کو انکے بارے میں بتایا

جناب مسلم نے فرمایا اے ضعیفہ پریشان نہ ہوں یہ لوگ مجھے گرفتار کرنے آئے ہیں یہ کہ کر خود کلام ہوئے

یانفسی تھیی للموت فانہ خاتمۃ بنی آدم اے مسلم موت کے لئے تیار رہنا

یہ کہ کر اپنے جگہ سے اٹھا اور لباس جنگ زیب تن کی

طوعہ نے عرض کی سیدی اراکَ تَناھب للموتِ یہ گفتگو جاری تھی ابن زیاد کے فوج نے حملہ کر دیا تو مسلم نے بھی ایسا جواب وار کی دشمنوں کو طوعہ کے گھر سے نکال پھینک دی

مسلم تن تنہا دشمن کا مقابلہ کر رہے ہے طوعہ رو کر کہتی ہے اگر آپ شہید ہو گئے تو میں بھی جان قربان کرتی ہوں

طوعہ گھر کی چھت پہ چڑھ کر مسلم کو داد دے رہی ہے[1]

جو شخص مسلم کے مقابل میں آجاتا مسلم انکو شیر کی طرح چیر پھاڑ دیتے پچاس کے قریب سپاہیوں کو فی النار سقر کیا تو جب محمد ابن اشعث نے ابن زیاد کو خط لکھا کمک بھیجی جائے[2]

تو ابن زیاد ملعون بہترین لشکر کو بھیجا مگر ساتھ یہ پیغام بھی بھیجا

ثکلتک امک و عدموک قومک رجل واحد یقتل منکم هذه المقتلة

تیری ماں تیرے غم میں مرے تجھے قوم اپنے اندر نہ دیکھے بھلا ایک شخص اس قدر سپاہیوں کو قتل کر سکتا ہے؟

محمد ابن اشعث نے جواب دی کہ اے امیر میں کسی سبزی فروش سے جنگ نہیں لڑ رہا

هو اسد ضرغام وَ سَیف حَسَام فِی کفِ بطل همامِ من آلِ خَیر الأَنامِ

ابن زیاد نے مزید پانچ سو سواروں کو بھیجے اور یہ بھی کہلا بھیجا اگر اس شجاع پہ کامیابی حاصل نہیں کر سکتے تو اسکو امان دو یہ بات محمد بن اشعث نے سنی تو مسلم سے بات کی اے مسلم اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈال

آوا بھی ہم آپ کو آمان دیتے ہے

مسلم ابن عقیل نے فرمایا اے ملعون مجھے ابن زیاد کی امان نہیں چاہیے

مسلم خود سے کہنے لگے اے جان اب شہادت کے لئے تیار رہنا[1]

---

[1] از مدینہ تا مدینہ آیۃ اللہ زهنی تهرانی
[2] از مدینہ تا مدینہ آیۃ اللہ زهنی تهرانی

اتنے میں ایک شخص نے پتھر مارا جو پیشانی پہ لگا تو خون جاری ہوا تو مسلم مدینہ کی طرف رک کر کے فرمایا یابن رسول اللہ ﷺ کیا آپ کو پتہ ہے مسلم پہ کیا بیت رہے ہے؟

تھک کر بکرا بن حمران کے گھر کی دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑے تھے اتنے میں وہ ملعون ایک جگہ سے نکلا تلوار سے حملہ کی جس سے اپر والا ہونٹ کٹ گیا دانت شہید ہو گئے مسلم نے فورا بکر پہ تلوار ماری جس سے اس کا سر دور جا کر گرا[2]

ابو مخنف کے مطابق کوفیوں نے ایک گڑھا کھودا اسے ڈھانپ دی مسلم لڑتے لڑتے گھڑے میں گرے

دشمن کے تمام سپاہی اوپر سے حملہ آور ہو گئے

ابن طاؤس کے مطابق مسلم نے امان قبول نہ کی یہاں تک جنگ کی اس دوران کسی نے پشت پہ نیز امار امنہ کے بل گر گئے تو مسلم کو حراست میں لیا گیا

مسلم پیاس کی حالت میں نڈھال ہوئے تو مسلم فرماتا ہے اسقونِی من ھذا الماء

مجھے پانی پلادو کسی نے بھی پانی نہیں دی تو عمرو ابن حریث نے اپنے غلام کو پانی لانے کو کہا تو غلام پانی کا پیالا بھر لایا

جب مسلم نے پیالے کو منہ لگایا تو پیالہ کون سے بھر گیا مسلم نے پانی پھینک دی دوسرا پیالا بھی خون سے بھر گیا اسکو بھی پھینک دیا جب تیسری مرتبہ پانی لایا تو دندان مبارک پیالے میں گر گئے تو مسلم شکر خدا کرتے ہے مسلم کو ابن زیاد کے پاس لے چلتے ہے

جب ابن زیاد کے پاس مسلم کو پیش کیا تو مسلم نے ابن زیاد کو سلام نہیں کیا تو لانے والے نے کہا

---

[1] روضۃ الشہداء

[2] از مدینہ تا مدینہ جواد زھنی تہرانی

یا مسلم سلم الامیر مسلم امیر کو سلام کرو مسلم نے فرمایا۔ مالی امیر غیر الحسین

میرا حسینؑ کے علاوہ کوئی امیر نہیں

مقتل ابو مخنف میں ہے جب مسلم کو دار الامارہ لایا گیا تو عمر ابن سعد بھی موجود تھے مسلم نے عمر سے کہا میری ایک وصیت ہے جب سے میں اس شہر میں آیا ہوں میں نے نان نفقہ اپنی جیب سے کھایا ہوں میرے اوپر سات سو درھم قرض ہے میرا زرہ بھیج کر میرا قرج اتار دینا

دوسری وصیت یہ ہے کہ میرے قتل کے بعد میرے جسم کو دفن کرنا اور تیسری وصیت یہ کہ کسی شخص کو مولا حسینؑ کے پاس بھیجنا اگر مکہ سے نکلے ہے تو واپس پلٹایا جائے اور کوفہ نہ آئے کیونکہ کوفے والے اب بدل چکے ہے

ابن زیاد ملعون نے جلاد کو حکم دی مسلم کو چھت پہ لیجایا جائے مسلم تکبیر و درود پڑھتے ہوئے چھت پہ پہنچے

تو مسلم ابن عقیل نے بکر ابن حمران کے بیٹے سے التجا کی مجھے دو رکعت نماز پڑھنے کی اجازت دے مگر نہیں دی

مسلم کو چھت سے گراتے ہے سر مبارک کو تن سے جدا کرتے ہے[1]

☆الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین☆

---

[1] از مدینہ تا مدینہ جواد زہنی تہرانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال اللہ تعالیٰ

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا

مجلس چہارم

شہادت طفلان مسلمؑ

محدث قمی نے منتہی الآمال میں شیخ صدوق کے بیان کو کچھ اسطرح زکر کیا ہے جب امام حسینؑ شہید ہوئے تو میدان کربلا سے مسلمؑ کے دو شہزادوں کو گرفتار کر کے ابن زیاد کے پاس لایا تو زیاد کے بیٹے نے زندان بان کو حکم دی کہ ان پہ سختی سے پیش آنا انکو اچھا کھانا اور ٹھنڈی پانی ہر گز مت دینا

زندان بان نے حکم کی تعمیل شروع کی دونوں بچے زندان میں بابا اور ماں کی یاد میں دن روز بسر کر رہے تھے رات کو ایک روکھی سوکھی جو کی ایک روٹی اور گرم پانی دیا جاتا اسی طرح ایک سال گزری

ایک دن ایک نے دوسرے سے کہا ہماری زندان کی مدت لمبی ہو گئی ہے اس طرح ہم قید خانے میں ہی مرینگے اور ہم اس قید میں ہی ختم ہونگے

چلو اپنا تعارف کرائیں شاید داروغہ ہم پہ رحم کریں جب شام کو داروغہ زندان کھانا اور گرم پانی دینے آیا تو چھوٹے نے کہا اے برادر کیا آپ نبی ﷺ کو مانتے ہو؟

اس نے کہا کیوں نہیں میں مسلمان ہوں

بچے نے پھر سوال کی کیا آپ جعفر طیار کو جانتے ہو؟

اس نے کہا کیوں نہیں جعفر طیار کو خدا نے دو پر عطا کئے ہیں وہ سید الشہداء ہے

بچے نے کہا کیا حضرت علیؑ ابن ابیطالب کو جانتے ہو؟

اس نے کہا کیوں نہیں وہ میرا امام ہے

پھر بچے نے کہا اے برادر ہم عترت پیامبر آخر الزمان ﷺ ہے

ہم دونوں مسلم ابن عقیل کے بیٹے ہیں

ہم پہ خدارا سختی مت کرو کچھ لحاظ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی کیا کرو

جب یہ بات زندان بان نے سنی تو بچوں کے قدموں میں گرا اور معافیاں مانگنے لگے

اے نبی کے زریت خدارا مجھے معاف کرنا میری جان تم پہ قربان ابھی زندان کا در کھولتا ہوں جہاں دل کریں چلے جانا

جب رات ہوئی تو زندان بان نے دونوں بچوں کو زندان سے نکال کر ایک راستہ پر لے آیا اور عرض کی آپ لوگوں کے دشمن بہت ہیں

رات کو سفر کرنا دن کو آرام کرنا اور لوگوں سے چھپ کر رہنا

پس دونوں شہزادے رات کی تاریکی میں نکل پڑے چلتے چلتے ایک بوڑھی عورت کے گھر پہ پہنچے وہ عورت دروازے پہ کھڑی تھی شہزادوں نے بوڑھی عورت سے کہا اے مادر ہم اس شہر میں مسافر ہیں

کوئی منزل نہیں جہاں پہ رات بسر کروں ہمیں آج کی رات آج بسر کرنے دیں ہم صبح نکل جائیں گے

ضعیفہ بولی آپ دونوں کون ہے مجھے آپ لوگوں سے عطر بہشت کی بو آرہی ہے

بچوں نے کہا ہم مسلم کے بچے ہے ہم تمہارے نبی کی عترت ہیں ہم زندان سے بھاگے ہے آج

بوڑھی عورت بولی اے بچو میرا داماد ایک فاسق و فاجر ہے مجھے ڈر ہے وہ کہیں آ نہ جائے اور تمہیں تکلیف نہ دے

شہزادوں نے کہا رات تاریک ہے انشاء اللہ وہ نہیں آئیگا اور ہم صبح نکل جائینگے

پس ضعیفہ نے مہمان بنالی

کھانا کھا کر دونوں سو گئے رات کے کسی پہر در کھٹکھٹایا بوڑھی نے پوچھا کون ہے تو اس خبیث نے کہا جلدی دروازہ کھول میں تھکا ہوا ہوں

عورت نے سوال کی کیوں تھکا ہوا ہے تو؟ تو ملعون کہتا ہے زیاد کے زندان سے مسلم کے دو بچے بھاگے ہیں

ابن زیاد نے اعلان کیا ہے جو بھی بچوں کو لائیگا دو ہزار درہم انعام دیا جائیگا

میں اس انعام کی خاطر سارا دن چلتا رہا اس وجہ سے تھکا ہوں

عورت نے نصیحت کی اے حارث اولاد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دشمنی مت کر نا تو ملعون کہنے لگا کیوں تم انکی حمایت کر رہی ہو؟

ملعون گھر میں داخل ہوا اور سو گیا رات کو اچانک بچوں کی سانس چلنے کی آواز ملعون تک پہنچتے ہے و لعین بچوں تک پہنچا۔ مظلوم شہزادے نے پوچھا کون ہو تم تو ملعون نے کہا میں صاحب مکان ہوں تم دونوں کون ہو؟

پھر شہزادوں نے کہا ہم سچ سچ بتا دینگے تو وعدہ کر ہمیں تکلیف نہیں دے گا اس نے کہا نہیں دونگا

جب خبیث نے امان دی تو بتایا اے شیخ ہم زریت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے مسلم کے شہزادے ہیں

جب ملعون نے یہ سنی تو بچوں کو رسیوں سے باندھا جاتا ہے اسی طرح صبح ہوئی

ملعون نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ ان شہزادوں کو نہر فرات کے کنارے لے جا کر قتل کر و جب غلام کو معلوم ہوا تو کہ یہ بچے زریت پیامبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے تو غلام نے انکار کیا اور نہر فرات میں چھلاگ لگا دی اور اس طرف نکل گیا

ملعون نے اپنے بیٹے کو حکم دی اس نے بھی مخالفت کی وہ بھی غلام کی طرح دوسرے طرف نکل گیا

آخر میں ملعون خود تلوار لیکر آیا تو بچے روتے ہوئے کہتے ہیں اے بزرگ ہمیں خدارا قتل مت کرنا

ہمیں بردہ فروش بازار میں لے جاکر بھیجنا اور قیمت سے فائدہ اٹھانا

ورنہ ہمیں ابن زیاد کے پاس لے چلو ملعون نے دونوں باتوں کو رد کی

آخر میں جب بچے ناامید ہو جاتے تو عرض کی اے شیخ ہمیں دو رکعت نماز پڑھنے کی مہلت دو

طفلان مسلم نے نماز پڑھی پھر آسمان کی طرف سر اٹھا کر اللہ تعالیٰ کے حضور فریاد کی

یا حی یا قیوم یاحلیم یا احکم الحاکمین

پروردگار ہمارے اور اس کے بیچ تو ہی فیصلہ فرما

اس وقت ملعون نے بڑے شہادے پہ تلوار کھینچی سر تن سے جدا کر دیا اللہ اکبر سر مبارک کو ٹوپی میں رکھا

پھر اس نے چھوٹے سے کہا میں تجھے بھی اپنے بھائی کے پاس پہنچاتا ہوں یہ کہہ کر چھوٹے کی بھی سر مبارک کو تن سے جدا کر دیا

جب دارالامارہ پہنچا سروں کو عبیداللہ کے سامنے رکھے جیسے ہی ابن زیاد کی نظران معصوموں پہ پڑی تو تو عبیداللہ جیسے ملعون کو بھی رحم آیا اے ملعون کیا تو نے مہمان کا بھی عزت نہیں رکھا عبیداللہ نے حکم دیا اسکا سر قلم کیا جائے[1]

☆الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین☆

---

[1] ازمدینہ تا مدینہآیت اللہ زہنی تہرانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اَلجَلیسُ الصّالِحُ خَیرٌ مِنَ الوَحدَۃِ، و َالوَحدَۃُ خَیرٌ مِن جَلیسِ السّوءِ

مجلس پنجم

شہادت اصحاب باوفا

ابن سعد ملعون لشکر حسین کی جانب بڑھا اس نے آل اطہارؑ پہ پہلا تیر چلایا اور یہ کہا سب گواہ رہنا پہلا تیر اہلبیتؑ رسول ﷺ پہ میں نے چلایا تھا

اس کے بعد دوسرے لوگوں نے بھی تیر پھینکے

حضرت مسلم ابن عوسجہ

اس کے بعد عمرو بن حجاج نے دریائے فرات کی طرف سے اصحاب حسینیؑ پر حملہ کیا یہ جنگ ایک گھنٹے تک ہوتی رہی

اسی وقت مسلم ابن عوسجہ دشمن سے بر سر پیکار رہے آپ پہ بہت سے اشقیاء ایک ساتھ حملہ آور ہوئے اس گھمسان کی جنگ میں گردو غبار بہت اڑ رہا تھا جب گردو غبار ختم ہوا تو مولا حسینؑ نے مسلم کو شہداء کے بھیج میں دیکھا تو فرمایا

رحمک اللہ یا مسلم فمنهم من قضیٰ نحبہ و منهم من ینتظر وما بدلو تبدیلا [1]

حبیب ابن مظاہر

حصین ابن نمیر ملعون نے جب یہ کہا حسینؑ تم نماز پڑھ لو یہ قبول نہیں ہو گی

اس پر حبیب ابن مظاہر اسدی نے ملعون کو جواب دیا اے بدبخت تو کیا گمان کرتا ہے کہ آل رسول ﷺ کی نماز قبول نہ ہو گی اور تیری نماز قبول ہو گی؟

جب یہ بات ملعون نے سنی تو حبیب پہ حملہ کیا تو حبیب نے بھی جوابی وار کیا جو اسکے گھوڑے کے چہرے پہ لگی

اور جھک کر خود کو بچا لیا بچاتے بچاتے ملعون زمین پہ گرا تو ساتھیوں نے حبیب کے چنگل سے چھڑا لیا

---

[1] مقتل مقرم ص 328

یوں گھمسان کی جنگ شروع ہوئی حبیب اپنے پیری کے باوجود جوان مردی سے جنگ کرتا رہا ساٹھ یزیدیوں کو فی النار سقر کیا اتنے میں بدیل ابن صریم ملعون نے تلوار سے وار کیا اور ایک ملعون نے نیزہ دے مارا جس سے حبیب زمین پر گرے

اور اسی ملعون نے آپ کا سر مبارک تن سے جدا کیا

جب حبیب شہید ہوا تو مولا حسینؑ نے فرمایا عند الله احتسب نفسی وحماۃ اصحابی

میں خدا کی بارگاہ میں اپنی اور اصحاب کی موت کا حساب لونگا

اس کے بعد امامؑ نے کئی بار انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا[1]

حر ابن یزید الریاحی

اسکے بعد حر ابن یزید الریاحی میدان جنگ کی طرف نکلے ایک روایت کے مطابق حضرت زہیر ابن قین بھی انکے ہمراہ تھے جو پشت کی جانب سے ان کی حفاظت کر رہے تھے

حصین ابن نمیر ملعون حر کے دیرینہ دشمن یزید ابن سفیان سے کہا کیا حر کو قتل کرنا چاھتا ہے؟

تو یزید ابن سفیان ملعون نے جواب دیا ہاں کیوں نہیں پھر وہ میدان میں نکل کر حر کو مقابلے کے لئے پکارا

جب یہ بات حر نے سنی تو حر نے فورا اسے واصل جہنم کیا

اتنے میں افواج اشقیاء نے ایک ساتھ حملہ کر دئے اور آپ کو شہید کئے

[1] مقتل خوارزمی جلد 2 ص 251

مولا جب بھی کسی شہید کی لاش کو خیمہ گاہ لاتے تو یہی کہتا

قتلۃ مثل قتلۃ النبین و آل النبین

اسکی شہادت انبیاء اور انبیاء کی اولاد کی شہادت جیسی ہے

مولا حسین جب حر کی جانب متوجہ ہوے جو ابھی سانس لے رہے تھے چہرے سے خون صاف کی اور فرمایا

انت سمتک امک وانت الحر فی الدنیا والآخرہ

تم حر ہو جس طرح تمہاری ماں نے تمہارا نام حر رکھا تھا دنیا میں بھی آزاد ہو اور آخرت میں بھی

اسکے بعد ایک شخص نے حر پہ مرثیہ کہا وہ امام زین العابدینؑ تھے[1]

نافع ابن ہلال

نافع ابن ہلال نے ہر تیر پہ اپنا نام تحریر کیا پھر انکو زہر آلود کر کے دشمنوں کو نشانہ بنایا اور یہ رجز بھی پڑھتے تھے

ارمی بها معلمۃ افواقها　　　مسومۃ تجری بها اخطاقها

لیلان ارضها رشاقها　　　والنفس لا ینفعها اشفاقها[2]

آپ نے تیروں سے بارہ یزیدیوں کو واصل جہنم کیا اسکے بعد فوج اشقیاء نے چاروں طرف سے پتھروں اور نیزوں کی بارش کر دی یہاں تک آپ کے دونوں بازو کٹے اور آپ کو اسیر بھی کر لیا[3]

---

[1] مقتل عوالم ص 85
[2] مقتل عوالم س 90
[3] مقتل عوالم

وہب کلبی

انکے بعد جناب وہب کلبی میدان کارزار کی طرف آئے دشمن پر کئی زبردست حملے کئے۔اسکے بعد بعد اپنی ماں اور زوجہ کے پاس واپس آئے جو کربلا میں موجود تھیں۔ماں سے عرض کی۔اے ماں کیا آپ مجھ سے راضی ہو

ماں نے جواب دی نہیں میں تب تک تم سے راضی نہیں ہوں جب تک تم آقا امام حسین کی نصرت میں شہید نہ ہوں

اسکی بیوی بولی تمہیں خدا کا واسطہ مجھے بیوہ مت کرو یہ سن اسکی ماں نے کہا اسکی بات پہ توجہ نہ دے

واپس جاو سبط رسول ﷺ پہ اپنی جان قربان کردو تاکہ روز قیامت تجھے انکے جدامجد کی شفاعت نصیب ہو

وہب کلبی دوبارہ میدان کارزار کی طرف لوٹے اور جنگ شروع کی یہاں تک کی یہاں تک کی ان کے ہاتھ جسم سے الگ ہوئے تو اسکی بیوی چوب خیمہ لیکر اسکی طرف بڑھی اور کہ رہی تھی میرے ماں باپ آپ پہ قرباں ہو

حرم اہلبیتؑ رسول خدا ﷺ کی نصرت میں جنگ کرو وھب اسکی طرف آیا تاکہ اسے خیمہ کی طرف لوٹائے

لیکن اسکی بیوی نے اسکے دامن کو مضبوطی سے پکڑ کر کہا میں واپس نہیں جاؤں گی یہاں تک شہید ہو جاؤں

امام حسین نے فرمایا۔خدا تجھے نصرت اہلبیتؑ کی اجر عطا فرما خیمہ کی طرف لوٹ جاو۔ی

یہ سن وہب کی بیوی واپس پلٹی۔وہب نے جنگ شروع کی اور درجہ شہادت پہ فائز ہوئے [1]

☆الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین☆

---

[1] لہوف ابن طاوس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال الحسین علیہ السلام

عَزَّ وَاللّٰہِ عَلی عَمِّكَ أن تَدعُوَہُ فَلا يُجيبَكَ ، أو يُجيبَكَ ثُمَّ لا يَنفَعَكَ! صَوتٌ وَاللّٰہِ كَثُرَ واتِرُہُ و قَلَّ ناصِرُہُ

مجلس ششم

شہادت شہزادہ قاسمؑ

روز عاشور فرزند امام حسنؑ بڑے عاجزی کے ساتھ خدمت مولا امام حاضر ہوا اور عرض کیا

یا عم الاجازۃ لامضیٰ الیٰ قتال ھٰولاء الکفرۃ۔ چچا جان مجھے ان کافروں سے جنگ کی اجازت دیجائے۔

یہ سن کر مولا حسینؑ نے فرمایا اے میرے بھائی کی نشانی میں تجھے کیسے جنگ کی اجازت دوں کیسے تمہاری فراق کو برداشت کروں میں یہ سوچ کر بھی کانپ جاتا ہے۔ قاسمؑ نے مولا کا دامن پکڑ کر التجا کی اور بہت روئے[1]

جناب قاسم اس قدر دکھی بین کر رہے تھے اور رو رہے تھے کہ امام یہ دیکھ کر برداشت نہیں کر پائے اور قاسمؑ کو گلے لگالئے اور امام نے بھی زار و قطار رونا شروع کر دیا جب یہ حالت اہل حرم اور دیگر اصحاب نے دیکھے تو وہ بھی رونے لگے

قاسم جس قدر التجا کرتے تھے مگر مولا اجازت نہیں دیتے پریشان ہو کر روتے ہوئے اپنے خیمے کے ایک کونے میں بیٹھ کر اپنے بے پدری شاید یاد آیا ماں کی تنہائی، چچا کی غربت، بھائیوں کی شہادت، اور مستورات کی بے چینی یہ سب قاسمؑ سے برداشت نہیں ہو پا رہا تھا۔

روایت کرتے ہے۔ فجلس مغموماحزین القلب متالما ووقع راسہ علی رکبتیہ[2]

زانوؤں پہ سر رکھ کر پریشان ایک طرف بیٹھ کر اپنی بے کسی اور یتیمی پہ روتے رہے اور ہر ہچکی کے ساتھ بابا کو پکارتے تھے آخر تیرہ سال کا بچہ تھا۔

اسی حالت میں شہزادے کو یاد آیا کہ بابا نے ایک تعویذ دیا تھا۔ اور وصیت کی تھی اے قاسمؑ جب حد سے زیادہ غم آئے تو اس تعویذ کو کھولنا

---

[1] ازمدینہ تا مدینہ ص 346

[2] منتخب التاریخ

اس سے زیادہ دنیا میں اور غم نہیں ہونگے بہتر ہے تعویذ کو آج کھولوں یہ سوچ کر شہزادہ نے تعویذ کو کھولا تو یہ لکھا تھا

یا ولدی یا قاسم اِذا رَاَیتَ عَمَکَ الحسَین ؑ بکربلاء وقد احاط الاعداء

فلا تترک البراز والجهاد

لاعداء الله و اعداء رسول الله ولا بتحل علیہ بروحک و کلما نصاک عن

البراض عاودہ لیئازن لک[1]

اے نور چشم قاسمؑ جب تمہارے چچا دشمنوں کے بیچ میں ہو تو کوشش کرنا اپنا سر انکے قدموں میں نثار کروا گر تجھے اجازت نہ دے تو بار بار ازن جہاد مانگنا کیونکہ حسین پہ جان قربان کرنا سعادت ابدی ہے

جب یہ وصیت قاسم نے پڑھی تو خوشی سے آرام نہ کر سکے بلکہ فوراً چچا کے پاس آئے اور بابا کی تحریر دکھادی تو مولا حسین وصیت دیکھ کر۔بکی بکاء شدیدا اونچی آواز سے رونے لگا

جب شہزادہ قاسم نے امام حسنؑ کی تحریر مولا حسینؑ کو دی تو امام حسین نے فرمایا کیا یہی وصیت تھی

فاَخذبِیَدِالقاسم ؑ و ادخل الخیمہ و طلب عونا و عباسا[2]

پس امام ؑ نے شہزادہ قاسم کا ہاتھ پکڑا خیمہ میں داخل ہوئے اور عباس ؑ نامدار، وعون، وغیرہ کو بلالیا

اسکے بعد شہزادہ کی ماں کو بلایا اور فرمایا

یا ام ولد ءالیس للقاسم ثیاب جدد ؟ قالت لا

اے جوان بیٹے کی ماں کیا قاسم کے لئے نئے کپڑے ہے؟ ماں بولی نہیں۔ایک وصیت میرے بھائی نے بھی مجھے کی تھی مجھے اس پہ عمل کرنا ہے

[1] از مدینہ تا مدینہ جواد زہنی تہرانی
[2] منتخب التواریخ

یعنی مجھے قاسمؑ کا نکاح کرنا ہے مولا بہن زینب س سے فرماتا ہے بہن زینب بھائی حسن کی امانت والا صندوق لے آئیں

جب صندوق کو لائے تو مولا حسنؑ کا عمامہ اور قبا نکال کر قاسم کو پہنایے پھر فرمایا میری بیٹی فاطمہ جو قاسم سے

منسوب ہے بلائے۔

مخدرات عصمت روتی آنکھوں اور دکھی دلوں کے ساتھ جناب فاطمہ کو لائیں فاطمہ کے پیچھے پیچھے تمام مخدرات

عصمت تشریف لائیں۔

مولا حسین علیہ السلام نے ایک ہاتھ جناب فاطمہ کا پکڑا ایک قاسم کا عباس وعون کو گواہ بنا کر خطبہ عقد پڑھا اور فاطمہ

کے ہاتھ کو قاسم کے ہاتھ میں دی اور فرمایا قاسم یہ امانت تمہاری میرے پاس تھی[1]

روضۃ الشہداء میں ہے کہ جب جناب قاسمؑ جناب فاطمہ کا ہاتھ پکڑا اور سر جھکایا ہوا تھا اسوقت لشکر ابن سعد کی آواز

قاسمؑ کے کانوں میں پہنچ رہے تھے اے حسینؑ کیا کوئی اب باقی نہیں ہے کیا؟

اسوقت قاسمؑ نے ہاتھ چھوڑا جانے لگا تو جناب فاطمہ نے سوال کی یابن عم این ترید

جناب قاسمؑ نے فرمایا میں اپنے سر کو چچا کے قدموں پر قربان کرنا چاہتا ہوں

ابو مخنف نے لکھا ہے کہ روز عاشور 61 ہجری میں چودہ سال کے تھے۔ شہزادہ اذن لیکر میدان کارزار پہنچا

ابن سعد ملعون نے ازرق شامی ملعون جو کہ مغرور تھا بلوایا۔ اس کو کہا ملعون جا کر شہزادہ سے مقابلہ کرو

یہ سن کر غصہ آگیا ملعون کو کہا اے ابن سعد شام کے لوگ مجھے ایک ہزار کے برابر سمجھتے ہیں کیا تم مجھے زلیل کرنا

چاہتے ہو اور ایک بچے سے جنگ کے لئے بھیجتے ہو؟

---

[1] از مدینہ تا مدینہ جواد زہنی تہرانی ص 347

یہ سن کرابن سعدنے کہااس بچے کو کیاعام بچہ سمجھ رہے ہو؟اگر یہ پیاسانہ ہوتوہزاروں کے مقابل کے لئے کافی ہوتا یہ علیؑ کاپوتااور حسنؑ کابیٹاہے [1]

ازرق نے کہامیں اس کے مقابلے میں اپنے بڑے بیٹے کو بھیجتاہوں جب وہ مقابل میں آیاتو قاسمؑ نے ایک ہی وار میں واصل جہنم کیا۔یکی بعدچاروں کو جہنم رسید کئے اسکے بعدازرق ملعون کو بھی واصل جہنم کیا

واپس خیام کی طرف پہنچے چچاجان العطش العطش

چچاجان ایک گھونٹ پانی مل جائے تولشکر کو تہہ تیغ کردوں۔مولا حسینؑ نے قاسمؑ کو گلے سے لگایااوراپنی انگوٹھی قاسم کے منہ میں رکھ دی

اس سے پانی نکلا قاسمؑ سیراب ہوگئے پھر میدان میں جانے لگے تو مولاؑ نے فرمایاایک بار پھر خیام میں جاوالوداع کرو ۔درخیمہ پہ ماں کھڑی تھی بولی بیٹاجامیں تجھ سے راضی ہوں

فاطمہ بنت حسین کودیکھاتورورہی تھی قاسم کی آوازسن کر کھڑی ہوئی اورعرض کی الحمدللہ ارانی وجھک قبل الموت میں خداکاشکراداکرتی ہوں جس نے ایک بار پھر زیارت نصیب کی [2]

اجازت لیکر پھر میدان کی طرف جانے کاارادہ کیاگھوڑے پہ سوار ہواتوشور ہواازرق شامی کا قاتل پھر آیا

لہوف میں ابن طاؤس لکھتے ہے۔کہ ایک تیرہ سالہ نوجوان میدان میں آیاکہ جس کاچہرہ چودہویں کے چاند کی مانند تھااس نے بہادری کے وہ جوھر دکھائےابن فضیل ازدی نے اس کے سر پہ تلوار ماردی اس کے سر کو شگافتہ کرڈالا۔

شہزادہ قاسم نے زمین پہ گرتے ہوئے آواز دی یاعماہ ادرکنی۔ [1]

---

[1] از مدینہ تا مدینہ آیت اللہ جواد زھنی تہرانی ص 351
[2] از مدینہ تا مدینہ ص 353

یہ صدا سنتے ہی امام حسینؑ بہت ہی تیزی کے ساتھ میدان کارزار میں آئے اور فضیل پہ وار کیا جس سے اسکا ہاتھ کہنی سے جدا ہو گیا اس نے فریاد کی جو لشکر والوں نے سنی اتنے میں لشکر کو فی و شامیوں نے حملہ کیا تا کہ اسکو بچا لیں لیکن وہ گھوڑوں کی ٹاپوں سے کچلا گیا۔

راوی کہتا ہے: جب گرد و غبار زمین پر بیٹھ گئی تو میں نے دیکھا حسینؑ اس جوان کے سرہانے کھڑے ہیں اور قاسمؑ کی حالت غیر تھی امام نے فرمایا۔بعدا لقوم قتلوک و خصمھم یوم القیا مۃ جدک و ابوک [2]

خدا ان لوگوں کو جنہوں نے تجھے شہید کیا ہے اپنے رحمت سے محروم رکھیں۔اور قیامت کے روز تیرے قاتلوں کے دشمن تیرے جد اور تیرے باپ ہونگے اسکے بعد فرمایا۔

عز واللہ علیٰ عمک ان تدعوہ فلایجیبک او یحبک او یجیبک فلا ینفعک صوتہ

خدا کی قسم یہ وقت تیرے چچا پہ سخت ہے کہ تو اسے پکارے اور وہ جواب نہ دے جو تیرے لئے فائدہ مند نہ ہو۔آج تیرے چچا کے دشمن زیادہ اور دوست کم ہے اسکے بعد قاسمؑ کی لاش کو اپنے سینے سے لگایا اور خیمہ گاہ لے گئے

☆الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین☆

---

[1] لہوف ابن طاؤس ص 89

[2] لہوف ابن طاؤس ص 90

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال امام الصادق علیہ السلام

كانَ عَمُّنَا العَبّاسُ بنُ عَلِيٍّ نافِذَالبَصيرَةِ صُلبَ الإيمانِ جاهَدَ مَعَ أبى عَبدِاللّٰہِ و أبلى بَلاءً حَسَنا و مَضى شَهيداً؛

مجلس ہفتم

شہادت سردار حسینیؑ عباس علمدارؑ

حضرت عباسؑ اپنی زندگی سے سیر ہو چکے تھے۔ خدمت مولا حسینؑ آکر عرض کی مولا کیا مجھے اجازت ملیگی تاکہ میں بچوں کے لئے پانی لا سکوں۔ مولا عباسؑ کو ایک شرط پہ اجازت دیتے ہے کہ صرف پانی لانا۔[1]

عباس مشک لینے کی خاطر خیمہ میں آئے اور فرمایا اے بچو اللہ نگہبان میری نوکری پہ راضی رہنا۔

جب مخدرات عصمت نے الوداع کی آواز سنی تو سب پریشان ہوئے اور زینب سلام بے ہوش ہو کر گر گئیں تو باقی مخدرات کا گریہ بلند ہوئے بچوں نے چچا کے دامن میں پناہ لی اور گریہ کی ایک خشک مشک لائے اور عباس نامدار کو دیئے۔ قمر بنی ہاشم نے رخ آسمان کی طرف کی دعا کی

الٰهی و سیدی ارید اعید بعدتی و املی لهٰولاء الاطفال قربة من الماء

اے میرے خدا میری کو نامیدی میں نہ بدلنا کاش ایک مشک پانی میں ان بچوں کے لئے لا سکوں

فرکب فرسه و اخذ رمحه والقربة فی کتفه

اپنے گھوڑے پہ سوار ہوئے نیزہ اٹھایا مشک کندھے سے لٹکائی اور سفر آخرت پہ روانہ ہو گئے

عمر سعد ملعون نے دریائے فرات پہ چار ہزار سواروں کو مؤکل مقرر کر رکھا تھا کہ امام حسینؑ کا کوئی بھی فرد دریائے فرات کو نہ دیکھ سکے

فلما رراؤالعباس قاصدا نحوالفرات احاطوا به من کل جانب ومکان

جب لشکر نے حضرت عباسؑ کو فرات کی طرف آتے ہوئے دیکھا تو ہر جگے سے راستہ روکا[2]

عباسؑ زبردست حملہ کر کے فرات سے چار ہزار پہرے داروں کو بھگا چکے ہیں اب فرات پہ عباسؑ کا قبضہ ہے۔

---

[1] از مدینہ تا مدینہ جواد زهنی تہرانی ص 365
[2] از مدینہ تا مدینہ جواد زهنی تہرانی ص 365

عباسؑ اپنے گھوڑے کو اس حد تک دریا میں لے گئے پانی گھوڑے کے پیٹ سے آ گا۔

عباس گھوڑے سے اترے بغیر مشک کو بھر لیتے ہے۔ مشک کو بھر لینے کے بعد آپ نے چلو میں پانی لیا اور منہ کے قریب لائے۔ ادھر دشمن دور سے دیکھ رہے ہے دشمن نے صرف یہی کہا ہے کہ ہم نے دیکھا۔ انہوں نے چکو میں پانی لیا اور پھینک دیا۔ لیکن کوئی یہ نہ سمجھ سکا کہ آپ نی ایسا کیوں کیا؟ تاریخ کہتی ہے کہ۔ فذکر عطش الحسین[1]

دل میں کہا عباس مناسب نہیں ہے کہ حسینؑ خیمے میں پیاسے ہوں اور تم پانی پی لو یہ بات کیسے معلوم ہوا کی عباسؑ کا دل میں سوچنا یہ بات عباس کی اس رجز خوانی سے معلوم کی[2]

یا نفس من بعد الحسین ؑ ھونی　　　فبعدہ لا کنت ان تکونی

عباسؑ اپنے آپ سے باتیں کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ اے عباسؑ حسینؑ کے بعد جینے میں کیا رکھا ہے۔ کیا تم چاہتے ہو کہ پانی ہو کہ پانی پیو اور زندہ رہو؟ تم چاہتے ہو کہ مولا حسینؑ خیمے میں پیاسے ہوں اور تم ٹھنڈا پانی پیو۔

خدا کی قسم عباسؑ یہ دستور غلامی نہیں نہ رسم وفاداری۔ واقعا عباس پیکر وفا تھے

آپ نے مشک کو بھرا اور کاندھے پ لٹکایا۔ بدستور گھوڑے پہ سوار ہیں پانی کو گھوڑے کی سے لگایا ہوا ہے۔ پیاسے ہے شدید بگرمی ہے جنگ بھی کرتے ہوئے آ رہے ہے۔

دریا سے پلٹے تو عباسؑ نے راستہ بدل دیا پہلے آپ سیدھی راہ سے آئے تھے لیکن اب عباسؑ نے راستہ بدل دیا اب نخلستان سے گزر کر آ رہے تھے کیونکہ ایک قیمتی امانت آپ کے ساتھ تھی۔

---

[1] بحارالانوار ج 45 ص 41 منتہی الآمال ج 1 ص 688
[2] مقتل حسین از مقرم ص 268

اور آپ کی کوشش تھی کہ کسی طرح پانی خیموں تک پہنچے کوئی تیر مشک کو نہ چھیدے عباس احتیاط سے آگے بڑھ رہے تھے نہ جانے کیا ہوا آپ کی فریاد بلند ہوئی

و اللہ ان قطعتم یمینی　　انی احامی ابدا عن دینی

وعن امام صادق الیقین　　نحل النبی الطاھر الامین

خدا کی قسم! اگرچہ تم نے میرا دایاں ہاتھ کاٹ دیا ہے مگر میں ہر حال میں اپنے دین کی اور اس سچے امام کی حمایت جاری رکھوں گا جو طاہر امین اور نبی ﷺ کے نواسے ہیں[1]

زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ آپ کا رجز بدل گیا شاید بایاں دست بھی بھی قطع ہوا

یانفس لا تخشی من الکفار　　و ابشرٰی برحمۃ الجبار

مع النبی السید المختار　　قد قطعوا ببغیھم یاسری

اے نفس کافروں سے خوف مت کھانا۔ خوش ہو جا کہ خدائے جبار کی رحمت اور نبی مختار ﷺ کی ہمسائیگی تیرے لئے ہے۔ کیا جو انہوں نے سرکشی کی بنا پر میرا بایاں ہاتھ قلم کر دیا[2]

اس رجز میں حضرت عباس نے بتایا ہے کہ آپ کا بایاں ہاتھ بھی کٹ چکا ہے لکھا ہے سقاؑ نے مشک کو بچانے کی بڑے جتن کئے مشک کو منہ میں لیکر اس پہ جھک گئے تا کہ چھد نہ جائے

اسکے بعد آپ پہ ہر طرف سے لعین ٹوٹ پڑیں، آپ پر بارش کی طرح تیر برسنے لگے اور ایک تیر مشک مین لگا جس سے مشک کا سارا پانی بہ گیا۔ پھر مزید ایک تیر سینے میں پیوست ہوا[3]

---

[1] مقتل حسین مقرم ص 169 منتہی الآمال ج 1 ص 688
[2] بحارالانوار ج 45 ص 40
[3] ریاض المصائب ص 315

جب ابن سعد کے لشکر نے دیکھا اب کوئی مذاحمت نہیں ہے تو سب نزدیک آ گئے۔ سب نے ملکر عباس پہ حملہ کیا کوئی بدر کا بدلہ تو کوئی حنین کا ہر کوئی عباس کو ضرب لگا رہے تھے۔

اور ایک لعین نے آپ کے سر پر گرز مارا جس سے آپ کا سر شگاف ہو گیا

و ھوی بجنب العلقمی فلیتہ　　　لشاربین بہ یداف العلقم

آپ نہر علقمہ کے پاس گرے اور شاید دریا کے کنارے بسنے والے افراد نے آپ کی شہادت کی تلخی کا کڑوا گونٹ نگل لیا ہو

اسکے بعد عباس نامدار زمین پہ تشریف لاتے ہے اور اپنے بھائی کو یاد کرتے ہے۔ علیک منی السلام یا باعبد اللہ ۔ اباعبداللہ میرا آخری سلام قبول ہو[1] مولا حسین فورا تشریف لے آئے[2]

اے کاش۔ ہم یہ جان سکتے کہ امام حسینؑ کس حالت میں عباس کے پاس تشریف لے گئے کیا۔ امام روتے ہوئے آئے اور عمر ابن سعد کے لشکر پہ حملہ کیا ان کو عباسؑ سے دور ھٹا کر حضرت عباسؑ کے سر ھانے بیٹھے اور نوحہ پڑھا

جب مولا حسینؑ عباس نامدار کے سرھانے پہنچا تو کیا دیکھا ایک مقدس ہستی کس طرح مٹی پر خاک وخون میں غلطاں ہے اور تیروں سے ڈھکے ہوئے تھے۔

اب عباسؑ نہ کوئی رجز پڑھ رہا تھا اور نہ عباس کی حلہ سے کوئی دشمن خوفزدہ تھے۔ آپ کی آنکھ کچھ بھی نہیں دیکھ رہی تھی۔ اور زمین پر آپ کے سر سے خون بہتا جا رہا تھا۔

سارے صحابہ عزیزوں کے لاشے لیکر بھی حسینؑ ہشاش بشاش تھے مگر جب حسینؑ نے عباس کو دیکھا حسینؑ کی پیشانی سے انکساری ظاہر ہو رہی تھی

---

[1] مقتل مقرم ص 360

[2] المنتخب طریحی ص 313

اور اپنی حالت اس فرمان کے زریعے بیان کر رہا تھا الآن انکسر ظھری وقلت حیلتی[1]

اب میری کمر ٹوٹ چکی ہے اور میری طاقت کم پڑ گئی ہے

عباس ہی حسینؑ کا حوصلہ تھا۔ مولا حسین نے عباس کو وہیں پہ چھوڑ دیا، جس پہ عباسؑ گرے تھے انہیں وہاں سے کسی اور جگہ منتقل نہیں کیا۔ کیونکہ اس فعل امام میں بھی ایک راز پوشیدہ تھا عباسؑ کو اگر امام حسینؑ عباس کو لیکر جاتے شاید بنی اسد والے گنج شہداء میں دفن کرتے اسی لئے عباس کو جدا ہی رکھا تا کہ عباس کو دنیا پہچان لے [2]

عباسؑ کی شہادت کے بعد حسین روتے ہوئے خیمہ میں واپس آئے اپنے آستین سے آنسو صاف کر رہے تھے

جب اشقیاء خیمہ گاہ پہ حملہ آور ہوئے تو مولا حسینؑ نے استغاثہ بلند کیا کیا کوئی فریادرس نہیں جو ہماری فریادرسی کرے۔ کیا کوئی شخص ایسا نہیں جو ہماری مدد کریں اور ہمیں پناہ دے یا کوئی حق کے طلب گار نہیں جو ہماری مدد کرے۔ کیا کوئی جہنم کی آگ سے ڈرنے والا نہیں جو ہمارا دفاع کرے۔

حضرت سکینہ سلام اللہ علیہا مولا حسینؑ کے پاس تشریف لائے اور چچا عباسؑ کے بارے میں پوچھا تو مولا حسینؑ نے فرمایا تیرے چچا شہید ہو چکے ہے زینبؑ نے جب یہ بات سنی تو فریاد کرنے لگی

واعباسا وا علیاہ وا محمداہ [3]

تمام مستورات رونے لگئے اور انکے ساتھ مولا حسینؑ نے بھی گریہ کیا اور فرمایا اے عباسؑ تم اپنے بعد ہمیں مصیبتوں کے لئے چھوڑ دیا[4]

☆الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین☆

---

[1] بحار جلد 10 ص 251
[2] مقتل مقرم ص 362
[3] مقتل مقرم ص 362
[4] مقتل مقرم ص 373

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال الحسین علیہ السلام

اللهم كن انت الشهيد عليهم، فقد برز اليهم غلام اشبه الناس خلقا و خلقا و منطقا برسولك و كنا اذا اشفقنا الى نبيك نظرنا اليه

مجلس ہشتم

شہادت شہزادہ علی اکبرؑ

جب امام حسینؑ کے باوفا ساتھیوں کے بدن ٹکرے ہو گئے، اور سب خاک کربلا پر سو گئے، اہلبیتؑ کے علاوہ کوئی باقی نہ رہا تو اسوقت حضرت علی اکبرؑ جو شبیہ پیامبر ﷺ تھا جنکا اخلاق سب سے اچھا تھا۔

اپنے باپ کی خدمت میں آئے اور جنگ کی اجازت طلب کی تو مولا حسینؑ نے بلا جھجک اجازت دی

اسکے بعد ثم نظر الیہ نظر آیس منہ [1]

اسکے بعد ایک حسرت بھری نگاہ کی اور بے اختیار آنسو جاری ہو گئے اور جانب آسمان رخ کر کے فرمایا

اللھم الشھد علیٰ ھٰولاء القوم فقد برز الیھم غلام اشبہ الناس خلقا و خلقا ومنطقا برسولک وکنا اذااشتقنا الیٰ نبیک نظرنا الیہ [2]

خداوند۔ گواہ رہنا کہ اب میں ایک ایسے جوان کو اس ظالم قوم کی طرف بھیج رہا ہوں جو کہ صورت سیرت اور گفتار میں تیرے رسول ﷺ سے شباہت رکھتا ہے

ہم جب بھی رسول کی زیارت کے مشتاق ہوتے تو اس جوان کو دیکھتے

جب اجازت ملی تو جناب علی اکبرؑ بہت خوش ہوئے اور میدان جانے کی تیاری کرتے دیکھا تو امام نے خود علی اکبرؑ کو تیار کیا

ورتب علی قامتہ اسلحتہ الحرب والبستہ الدرع و شد فی وسطہ منطقۃ لہ من الادیم فوضع علیٰ مفرقہ فولادیا و قلدہ سیقا مصریا و ارکبہ العقاب براقا ماویا[3]

---

[1] لہوف ابن طاؤس ص 87
[2] لہوف ابن طاؤس ص 87
[3] از مدینہ تا مدینہ ص 332

امامؑ نے اپنے فرزند کو جنگ کا سلحہ پہنایا، زرہ پہنائی چمڑے کا کمر بند پہنایا سر پہ ایک فولادی خود رکھا مصری تلوار حمائل کی اور برق رفتار گھوڑے پہ سوار کیا۔

فرمایا جاو بیٹا اہل حرم سے وداع کرو کتنا دردناک منظر ہے علی اکبرؑ بابا کی حکم پہ خیمہ میں آئے اور آواز دی

اسلام علیکن یا بنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اہل بیت نے جوں ہی علی اکبرؑ کی آواز سنا سب علی اکبرؑ کے گرد جمع ہوئے۔

جب علی اکبرؑ کو بھی لباس جنگ میں دیکھے تو سب رونے لگے

اس وقت اکبرؑ کی ماں آ گئے آئے اور اپنے بیٹے کی گردن میں ہاتھ ڈال کر فرمایا اے اکبرؑ مجھے قیامت تک پریشان اور دکھ مت دو یہ وادی بلا ہے۔ تیرے باباؑ کے سب ناصر چلے گئے۔ تیری روانگی دیکھ کر میری دنیا تاریک ہوئی ہے [1]

علی اکبرؑ اہلبیت کو تسلیاں دے کر میدان کارزار کی جان آتے ہے جب میدان میں پہنچے تو آپ کے نور سے میدان جنگ منور ہوا۔ تو لشکر اشقیاء جمال اکبرؑ دیکھ اسقدر حیران ہوئے کہ ابن سعد سے پوچھتے ہے اے ظالم تو ہمیں اس جوان سے جنگ کے لئے لایا ہے؟ [2]

عمر سعد ملعون نے کہا یہ حسینؑ کا بیٹا اکبرؑ ہے جو شکل و صورت میں شبیہ پیامبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

علی اکبرؑ میدان کارزار میں قدم رکھتے ہی یہ رجز پڑھا میں حسینؑ کا بیٹا ہوں جو علی کا بیٹا ہے۔

اور ہم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر والے ہیں۔

مولا حسینؑ ابن سعد ملعون سے مخاطب ہو کر بلند آواز سے کہا

---

[1] مدینہ سے مدینہ تک جواد زہنی تہرانی ص 333
[2] مدینہ سے مدینہ تک جواد زہنی تہرانی ص 333

یابن سعد قطع اللہ رحمک کما قطعت رحمی

اے عمر ابن سعد جس طرح تونے میری نسل اس جوان سے ختم کی خدا تیری نسل کو ختم کریں[1]

علی اکبرؑ دشمن کے قریب پہنچے۔اور جنگ شروع کرتے ہے بہت سخت لڑائی کی بہت سے دشمن واصل جہنم کیا

اور پھر اپنے بابا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی

یا ابۃ العطش قد قتلنی وثقل الحدیدقد اجدنی فھل الیٰ شربۃ من الماء

اے باباجان' پیاس نے مجھے مار ڈالا اور اسلحہ کے بوجھ نے تھکا دیا کیا تھوڑا سا پانی ممکن ہے جو مجھے پیاس سے نجات دے۔[2] امام حسینؑ نے روتے ہوئے فرمایا' میرے اکبرؑ بیٹے واپس چلے جاو۔

کچھ دیر اور جنگ کرو اور اپنے جد سے ملاقات کرو اور ان کے دست مبارک سے جام کوثر پینا جس کے بعد کبھی پیاس نہیں لگے گی۔

اکبرؑ دوبارہ میدان کارخ کرتے ہے اور دشمنوں پہ حملہ کرتے ہے بہت سے دشمنوں کو جہنم رسید کی

محمد باقر خراسانی کے مطابق منقذ بن مرہ عبدی ملعون نے ایسا نیزہ مارا وہ نیزہ شہزادے کی حلق پہ لگا

ابن طاؤس کے مطابق ایک تیر شہزادہ کو مارا۔

ناسخ التواریخ کے مطابق مرہ ملعون نے سر مبارک پہ لوہے کا گرز دے مارا[3]

---

[1] لہوف ابن طاؤس ص 87
[2] لہوف ص 88
[3] کتاب الارشاد ج 2 ص 11

جسکے لگنے سے لڑنے کی طاقت ختم ہوئی زمیں پہ گرے فریاد کی

یا ابتاہ علیک منی السلام ھذا جدی یقرئک اسلام و یقول لک عجل القدوم الینا [1]

باباجان' آپ پہ میرا اسلام آخری ہو یہ میرے جد محمد ﷺ آپ کو سلام کہتے ہے فرمارہے ہیں اے حسین جلدی ہمارے پاس آجاو

امام حسینؑ اکبر کے سرہانے تشریف لائے اور نیچے بیٹھ گئے۔

ووضع خدہ علیٰ خدہ اور اپنا رخسار علی اکبرؑ کے رخسار پہ رکھ کر فرمایا

قتل اللہ قوما قتلوک خدا اس قوم کو ہلاک کرے جس نے تمہیں قتل کیا۔

اے نور چشم۔علی الدنیا بعدک العفا[2] تیرے بعد اس دنیا پہ خاک ہو۔

راوی کہتا ہے' حضرت زینب سلام اللہ خیمے سے باہر آئیں اور میدان کی طرف چلیں اور دردناک آوزمین بین کر رہی تھی۔جب اکبرؑ کی لاش پہ پہنچیں تو خود کو گرادیا اس لاش پہ جو ٹکرے ٹکرے ہو چکی تھی۔

مولا حسینؑ تشریف لائے سب مستورات کو خیموں میں لے گئے۔ارباب مقاتل نے ایک عجیب جملہ لکھا ہے

فاحتملہ الفرس الیٰ عسکر الاعداء فقطعوہ بسیوفھم اربا اربا [3]

یعنی گھوڑا ان کو لشکر اعدا میں لے گیا اور انہوں نے اپنی تلواروں سے جسم اطہر کے ٹکرے ٹکرے کئے

☆الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین☆

---

[1] لہوف ابن طاؤس ص 88
[2] لہوف ابن طاؤس ص 89
[3] بحار الانوار ج 45 ص44 مقتل مقرم ص 259

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال الحسین علیہ السلام

حَسْبُکُمْ مِنَ الْقَتْلِ بِمُسْلِمٍ اِذْهَبُوا قَدْ اَذِنْتُ لَکُمْ .
اِنِّی غَداً اُقْتَلُ وَکُلُّکُمْ تُقْتَلُونَ مَعِی
وَلا یَبْقی مِنْکُمْ اَحَدٌ حَتَّی الْقاسِمِ وَعَبْدِاللّٰه الرَّضیع

مجلس نہم

شہادت شہزادہ علی اصغرؑ

جب میدان کربلا میں مولا حسینؑ کے تمام اعوان وانصار شہید ہو گئے۔ تو امامؑ نے استغاثہ بلند کیا۔

هل من ذاب يذب عن حرم رسول صلی اللہ علیہ وسلم هل من موحد يخلاف الله فينا و هل من مغيث ير جوالله فى اغا ثتنا[1]

کوئی ہے جو اس میدان کربلا میں آل رسول ﷺ کو شر سے بچائے آیا کوئی موحد ہے جو خدا سے ڈرتا ہو آیا کوئی ہے جو خدا کی خاطر آل محمد ﷺ کی دادرسی کریں۔

جب امامؑ کی استغاثہ خیام میں پہنچی تو آل اطہار کا گریہ بلند ہوا تو امامؑ واپس تشریف لائے سب کو خاموش کرا دیا مگر ایک بچہ خاموش ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا دیکھا تو وہ کمسن اصغرؑ تھا

مولا حسینؑ در خیمہ پر آئے اور حضرت زینب سلام اللہ علیہ سے فرمایا:

يا اختاه ايتينى بولدى الرضيع حتى اودعه [2]

میرا اصغرؑ مجھے دو تا کہ اس سے بھی وداع کروں۔ جب امامؑ نے اصغرؑ کو دیکھا تو کیا دیکھا پیاس سے اصغرؑ نڈھال ہے

یہ دیکھ مولا حسینؑ برداشت نہیں کر پائے۔ یہ دیکھ کر سارے مخدرات عصمت رونے لگے۔

اور عرض کی مولا پانی نہ ہونے کی وجہ سے ماں کے سینے میں دودھ بھی خشک ہوا ہے اور بچہ بھوکا پیاسہ ہے

حسینؑ آخر ایک باپ بھی تھا۔ بچے کو گود میں لیا

علامہ باقر مجلسی بحار الانور میں لکھتے ہیں۔ جب مولا حسینؑ نے علی اصغر کو گود میں لیا تو بچہ کی حالت سے بہت متاثر ہوئے جو شدت پیاس کی وجہ سے بلکل نڈھال تھے۔

---

[1] از مدینہ تا مدینہ جواد زہنی تہرانی ص 375
[2] لہوف سید ابن طاؤس ص 117

یہ دیکھ کر مولا حسینؑ حجت تمام کرنے کی خاطر زوالجناح پہ سوار ہوئے اور علی اصغرؑ کو بھی اپنے ہمراہ لائے

مولا حسینؑ اس سے پہلے بھی کئے چیزیں اتمام حجت کے لئے لائے تھے ایک مرتبہ قرآن لائے تھے

ایک مرتبہ عمامہ پہن کر آئے[1]

جیسے ہی میدان کارزار میں پہنچا مولا حسینؑ نے علی اصغرؑ کو دونوں ہاتھوں پر اٹھایا اور پھر بلند آواز سے فرمایا:

ان اکن انا اثم علی زعمکم

اگر تم لوگ یہ گمان کرتے ہو کہ میں قصوروار ہوں تو اس بچے کی تو کوئی تقصیر نہیں ہے

اما ترونہ کیف یتلظیٰ عطشا

کیا تم نہیں دیکھتے کہ شدت پیاس سے اسکی کیا حالت ہوئی ہے؟

فاسقوہ شربۃ من الماء

اسکو بس تھوڑا سا پانی پلادے

آو دیکھو یہ کتنا پیاسا ہے اب یہ پیاس سے مر رہا ہے

اے شام اور کوفہ والو ایک قطرہ پانی تو پلا دو تاکہ یہ بچ جائے یا خود لیجا کر پانی پلادو۔اور مجھے واپس کرو تاکہ میں اسے ماں کے حوالے کروں

ابن زیاد کے لشکر میں موجود سپاہی ایک دوسرے کی مذمت کرنے لگے اگر اس بچے کو ایک گھونٹ پانی دے دوں تو کیا ہوگا لشکر میں انقلاب بھرپا ہوا

---

[1] از مدینہ تا مدینہ جواد زھنی تہرانی

جب یہ بات ابن سعد ملعون کو پتہ چلا تو ملعون نے حرملہ لعین کو حکم دیا

اقطع کلام الحسین ؑ یعنی حسینؑ کی بات کو قطع کرو۔

ملعون نے کہا کس کی بات قطع کروں حسینؑ کی یا بیٹے کی؟

مطلب یہ تھا حسینؑ پہ تیر چلاوں یا بیٹے کو

عمر سعد ملعون نے کہا: کیا تجھے بچے کے گلے کی سفیدی نظر نہیں آتی؟ اللہ اکبر

یہ سن کر ملعون اپنے گھوڑے کو ایک چٹان پر لا یا اور گھوڑے سے اترا تیر کمان میں رکھا

ملعون کون سا تیر استعمال کر رہا تھا میں بتانے سے قاصر ہوں سہ شعبہ تیر یعنی تین سروں والے تیر جو کسی جانور کے لئے

استعمال کرتے تھے ملعون نے اس شیر خوار کے لئے استعمال کی

راوی کہتا ہے جب تیر چلنے کی آواز آئی تو مین نے امامؑ کے ہاتھ پہ نگاہ کی وہ بچہ

ذبح شدہ مرغی کی مانند جان دے رہا تھا

ابو مخنف نے لکھا ہے فذبح الطفل من الازن الی الازن[1]

اس زہر آلود تیر نے ایک کان کے نیچے سے لیکر دوسرے کان کے نیچے تک بچے کو ذبح کیا

قال الباقر علیہ السلام فلم یسقط من ذالک قَطرۃعلی الارض [2]

---

[1] مقتل ابو مخنف
[2] از مدینہ تا مدینہ ص 374

مولا حسین نے علی اصغرؑ کا خون آسمان کی طرف پھینکا ایک قطرہ واپس نہیں آیا

مولا حسینؑ اپنا ہاتھ بچے کے گلے کے نیچے لے جاتے ہے۔ جب ہاتھ کون سے بھر جاتے تو آسمان کی طرف پھینکتے اور فرماتے یہ مصیبت مجھ پہ آسان ہیں کیونکہ یہ خدا کی راہ میں ہے اور خدا دیکھ رہا ہے [1]

مولا حسینؑ فرماتے ہے میرے اللہ گواہ رہنا انھوں نے نیت کی ہے کہ زریت پیامبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے کسی کو بھی زندہ نہ چھوڑینگے۔ثم رجع بالطفل مذبوحا دمه یجری علی صدر الحسینؑ

حسینؑ پھر بچے کی طرف رخ کرتے ہے جسکا خون حسینؑ کے سینہ پہ گر رہے تھے [2]

مولا حسین کےؑ ایک ہاتھ میں گہوارہ تھا دوسرے ہاتھ میں جلد سے لٹکے سر کو پکڑے تھے

جناب زینب سلام اللہ کو بلایا اور بچے کو انکے سپرد کیا [3]

ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ امام حسینؑ اپنے رہوار سے اترے۔ اور تلوار کی نوک سے اس شیر خوار کے لئے قبر کھودی اور اسے ریت وخون میں غلطاں دفن کیا جب کی مولا حسین نے علی اصغرؑ پر نمازہ جنازہ بھی پڑھی [4]

ایک دوسری روایت میں یہ بھی ہے مولا نے اس شیر خوار کو اپنے اہلبیتؑ کے دیگر لاشوں کے ساتھ لا کر رکھ دیا

ایک اور روایت مین زکر ہے مولا حسینؑ نے علی اصغرؑ خیمے میں لائے اور ماں کو دیا اور فرمایا۔

اخرجنی وخذی ابنک الشهید فان جدة سقاه ان الکوثر

باہر آو اور اپنے بچے کو لو اسکے دادا نے کوثر پلایا ہے

[1] لہوف ص 91
[2] ازمدینہ تا مدینہ جواد زہنی تہرانی ص 377
[3] از مدینہ تا مدینہ جواد زہنی تہرانی ص 377
[4] مقتل خوارزمی ج 2 ص32

☆الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال الحسینؑ

انی لم اخرج اشرا و لا بطرا ولا ظالما ولا مفسدا انما خرجت لطلب الاصلاح فی امة جدی۔ ارید ان آمر بالمعروف و انهی عن المنکر و اسیر بسیرة جدی و ابی علی ابن ابی طالب

مجلس دہم

شب عاشور واحوال خیام حسینیؑ

نو محرم کو عصر کا ہنگام تھا لشکر شام نے ابن زیاد کے حکم کے مطابق حملہ کر دیا۔ جب مولا حسینؑ کو پتہ چلا تو عباسؑ کو بلا بھیجا آج عباسؑ زندہ ہے اکبرؑ و قاسمؑ زندہ ہے۔ ابھی تک تو زینب سلام اللہ علیہ کی چادر محفوظ ہے۔

جب مولا عباسؑ خدمت اقدس میں پہنچا تو مولا حسینؑ نے فرمایا۔ اے جان برادر جا کر کہو ہمیں صرف آج کی رات مہلت دے دیں۔[1]

جب رات کی تاریکی چھا گئی تو امام حسین علیہ السلام نے اصحاب کو جمع کیا اور خطبہ ارشاد فرمایا۔ جسمیں بعد از حمد الٰہی کے یوں فرمایا۔

اما بعد فانی لا اعلم اصحابا اصلح منکم والا ولا اهل بیت ابرو لا افضل من اهل بیتی فجزاکم الله جمیعا عنی خیرا وهٰذه اللیل قد غشیکم فاتخذوه جملا ولیاخذوکل رجل منکم بید رجل من اهل بیتی و تفرقو ا فی سواد هٰذااللیل و زرونی و هٰولاء القوم فانهم لا یرویدون غیری[2]

امام حسینؑ نے فرمایا۔ جو نیک اصحاب اللہ نے مجھے دی ہے وہ کسی کو بھی نہیں ملے۔ خدا آپ سب کو جزائے خیر دے

یہ رات کی تاریکی ہے۔ اسکو غنیمت جانو اور تم میں ہر ایک میری اہلبیتؑ کے مردوں کے ہاتھ پکڑ کر ساتھ لے چلو مجھے اس لشکر کے پاس اپنے حال پہ چھوڑو کیونکہ انہیں میرے سوا کسی سے کوئی غرض نہیں

سب سے پہلے عباسؑ بلند ہوا فرمایا۔ ولم نفعل ذالک لنبقی بعدک ؟ لا ارانا الله ذالک ابدا[3]

کیا ہم آپ کو چھوڑ کر چلے جائیں تاکہ ہم زندہ رہیں اور حسینؑ قتل ہوں خداوندا مجھ عباس کو تو ایسا دن نہ دکھائے کہ حسینؑ نہ ہوں عباس ہو۔ باقی سب نے بھی عباسؑ کی پیروی کرتے ہوئے یہی جواب دی

[1] مقتل مطہر اردو ص149
[2] مقتل لہوف ابن طاؤس ص 70
[3] لہوف ابن طاوس ص71

اسکے بعد امام حسینؑ اولاد عقیل کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کیا مسلم کی شہادت کافی نہیں؟ میں تمہیں جانے کی اجازت دیتا ہوں۔ سب نے انکار کی مولا حسینؑ یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ کو اس میدان میں یکہ وتنہا چھوڑوں؟

پھر مسلم ابن عوسجہ کھڑے ہو کر عرض کرتے ہیں۔ اے فرزند نبی ﷺ کیا ہم آپ کو اس حالت میں چھوڑ کر چلے جائے جب کہ دشمن نے آپ کو اپنے محاصرے میں لے لیا ہے ایسا دن مجھے نہ دکھائے [1]

جب تک دم میں دم ہے اپنی جان کو آپ کے قدموں پہ نثار کروں

کیسے کیسے لوگ تھے حسینؑ کے ساتھ تھے اسی شب عاشور محمد ابن حضرمی کو خبر ملی کہ اس کے بیٹے کو شہرری میں گرفتار کر لیا گیا ہے۔ تو اس نے کہا میں اس معاملہ کو خدا کے سپرد کرتا ہوں

جب یہ بات مولا حسینؑ نے سنی تو فرمایا جاو تجھ سے میں نے بیعت اٹھالی تو اپنے بیٹے کی رہائی کے لئے چلا جا۔ اس نے عرض کی مولا اگر میں جاؤں تو جنگل کے درندے بھی مجھے نہ بخشے۔

کیسے لوگ تھے اصحاب حسینؑ کس مٹی کے بنے تھے۔ بس وہ حقیقی شیعہ تھے

اسی لئے مولا حسینؑ نے فرمایا تھا جسطرح کے اصحاب مجھے ملے نہ نانا ﷺ کو ملا نہ بابا علی مرتضیٰ کو

عاشور کی شب مولا حسینؑ نے اور اصحاب حسین نے ایسے گزاری کہ ان کے مناجات سن کر لشکر اعداء سے بتیس 32 نفر عمر ابن سعد کو چھوڑ کر امام حسینؑ سے منسلک ہوئے [2]

میدان کربلا میں ہلال ابن نافع ایک ایسا بندہ تھا یہ ہر وقت پروانوں کی طرح شمع حسینیؑ کے ارد گرد چکر لگاتار ہتا تھا اور جنگ میں بھی کمال مہارت رکھتی تھی۔

---

[1] لہوف سید ابن طاؤس ص 73
[2] لہوف ابن طاؤس ص 73

اپنے آپ سے یوں کہ رہے تھے اس رات سے زیادہ خوفناک رات میں نے نہیں دیکھی کہیں دشمن آقا پہ حملہ نہ کرے کیوں نہ خیمہ گاہ حسینیؑ کا پہرہ دوں؟[1] یہ سوچ کر ہلال نے اپنے تلوار لی اور خیمہ حسینؑ کے در پہ آیا تو دیکھا چراغ جلایا ہوا تھا۔

اور مولا حسینؑ مشغول عبادت تھے ہلال بیان کرتے ہے کہ کچھ دیر بعد حسینؑ ابن علیؑ نے تلوار اٹھائی اور خیمہ سے نکلا اور دشمن کی سمت چل پڑے میں نے بڑا تعجب کیا میں بھی آقا کے پیچھے سایہ کی طرح چل پڑا۔ مولا چلتے چلتے ایک بلند ٹیلے پہ رکے اسی وقت مولا کی نظر مجھ پہ پڑی فرمایا۔ ہلال یہ تم ہو

عرض کی جی مولا۔ عرض کی مولا کیوں تشریف لائے ہو یہاں؟

امامؑ نے فرمایا یہاں سے کمین گاہ کو دیکھنے آیا ہوں کہیں دشمن نہ چھپا ہو کہیں خیموں پہ حملہ نہ کرے۔

ہلال کہتا ہے مولا حسینؑ اپنے مقتل کی گود مین کچھ دیر آہ وبکا کرتے رہے پھر آقا حسین واپس تشریف لائے

آقا حسینؑ واپس آکر سیدھے بہن زینب کے خیمہ میں چلے گئے۔

زینب بھائی کی استقبال مین کھڑی ہوئی مسند بچھائی اور امامؑ کو مسند پہ بٹھایا

مولا حسینؑ نے زینب سلام اللہ علیہا کو اپنے پہلو میں بٹھایا اور وصیتیں کرنا شروع کر دیں اور کل کے مصائب و واقعات بیان فرمانے لگے۔؛ ہلال کہتا ہے اچانک مجھے زینب کے رونے کی آواز ائی اور دکھی لہجہ میں فرمایا

یا اخاہ اشاھد مصرعک وابتلی برعایۃ ھذہ المذاعیر من النساء والقوم کما تعلم

بھائی حسینؑ مین آپ کے جسم کو کیسے خاک وخوں میں غلطاں دیکھوں؟

اے بھائی میں کیسے جوانوں کی لاش کو خاک پہ دیکھوں؟ مولا حسینؑ نے بہن کو تسلی دی اور صبر کی تلقین کی۔

---

[1] از مدینہ تا مدینہ آیت اللہ جواد زہنی تہرانی

زینبؑ نے پھر عرض کی بھائی کیا اپنے اصحاب کا امتحان کر لیا ہے؟ مجھے خوف ہے کل جب جنگ چھڑ جائے تو اصحاب بھاگ نہ جائے

جب ہلال نے یہ باتیں سنی تو ہلال رونے لگے اور حبیب ابن مظاہر کے در پہ آیا تو دیکھا حبیب تلوار تیز کر رہے تھے

جب ہلال نے سارے باتیں حبیب ابن مظاہر کو بتایا تو حبیب سر پہ خاک ڈالتے ہوئے خیمہ سے نکلا

یا ابطال الصفا

اے شجاعو اور بہادر و اپنے خیموں سے نکلو جوں ہی حبیب کی آواز سنی تو جوانان ہاشمی جلدی سے خیموں سے نکلے اور کہا حبیب کیوں بلا رہے ہو؟

حبیب نے عرض کی میرے سردارو آپ لوگوں کو نہیں میں نے اصحاب کو بلایا ہے۔ جب سب حاضر ہوئے تو حبیب نے فرمایا اے دوستو زینب کو خوف ہے کہیں کل ہم بھاگ نہ جائے۔

جب یہ بات اصحاب حسین ع نے سنی تو ان کے رونگٹے کھڑے ہوئے فرمانے لگے

فجردو ا صوارمهم و رموا عمائمهم

اب سر سے عمامے پھینک تلوار غلاف سے نکال جب یہ بات زینب علیا کو معلوم ہوئی تو شکر بجالایا اور ہر بی بی یہی کہتی تھیں کل حسینؑ کو تنہا مت چھوڑنا[1]

☆الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین☆

[1] از مدینہ تا مدینہ آیۃ اللہ جواد زہنی تہرانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال الحسین علیہ السلام

اللَهُمَّ أَنْتَ ثِقَتِي فِي كُلِّ كَرْبٍ، وَأَنْتَ رَجَآئِي فِي كُلِّ شِدَّة، وَأَنْتَ لِي فِي كُلِّ أَمْرٍ

مجلس یازدہم

صبح عاشورا

یہ پر درد شب آخر کار ختم ہوئی جسے شب عاشور کہتے ہے روز عاشور کی صبح صادق کی سفیدی جیسے ہی ظاہر ہونے لگی

امامؑ کو دی گئی مہلت بھی تمام ہوئی جیسے افق پہ نگاہ پڑی مولا بے اختیار کہہ اٹھا

انا للہ وانا الیہ راجعون[1]

شاید علی اکبرؑ کو حکم ازان دی علی اکبرؑ کی ازان نے سب کے کانوں میں گونجی۔

ہمیں تو گزرے ہوئے مصیبت مار دیتے ہے حسینؑ پہ کیا وقت آن پڑی ہے علی اکبرؑ کی ازان کو سن کر فرشتے بھی نوحہ کناں ہے زینب وکلثوم ورقیہ بھی ازان سن رہے تھے جو بھی ازان سنتے اسکا کلیجہ ھی پھٹ جاتے

انصار وجوانان ہاشمی جلدی جلدی اپنے خیموں سے نکلے اور آقا امام حسینؑ کے پیچھے صف بنالئے تاکہ نماز عشق ادا کروں

ایسے خالص نمازی ان کی نماز کو عرش سے فرشتے دیکھ کر گریہ کر رہے تھے کیونکہ ہر نمازی کو پتہ تھا۔ یہ میری آخری نماز ہے جسکو یہ معلوم ہو اسکی آخری نماز ہے کتنا پر خلوص نماز ہو ہوگا۔[2]

صبح عاشور ہوئی نماز صبح کے بعد امامؑ حسینؑ نے اپنے اصحاب اور ساتھیوں کی صف بندی کی

آپؑ کے لشکر کی کل تعداد بتیس گھڑ سوار جب کی چالیس پیادہ تھے

حضرت زہیر ابن قین کو بلایا ایک علم اسکو دیکر حضرت زہیر کو دائیں طرف لشکر کے سردار بنایا

حبیب ابن مظاہر کو بائیں طرف لشکر کے سردار بنایا۔

اور عباس علمدار کو بلایا اور علم عباسؑ کو دیا اور فرمایا عباس تم قلب لشکر کے سردار ہو

---

[1] از مدینہ تا مدینہ آیت اللہ جواد زھنی تہرانی
[2] از مدینہ تا مدینہ آیت اللہ جواد زھنی تہرانی

بہر صورت جب زہیر کے وجود سے لشکر کی جانب سج دھج گئی اور لشکر کی بائیں جانب کو حبیب بن مظاہر نے زینت دی۔اور قلب لشکر کو جیسے ہی عباس نے سنبھال لی تو لشکر کو چار چاند لگ گئے

اور سارے اولاد علی عباسؑ کے لشکر میں شامل ہوئے علی مرتظیٰ کے چھے بیٹے عباس کے ساتھ ہو گئے [1]

جب عمر سعد ملعون کے سپاہی گھوڑوں پہ سوار ہوئے توامام حسینؑ نے بریر خضیر کوانکی طرف بھیجا۔

بریر نے انہیں وعظ ونصیحت کی چند مطالب کی طرف مبزول کرائی

لیکن انہوں نے اسکی پرواہ نہ کی اسکے بعد امام حسینؑ ناقہ پہ اور ایک قول کے مطابق اپنے گھوڑے پہ سوار ہو کران کو خاموش ہونے کے لئے کہاتو وہ خاموش ہو گئے مولا حسینؑ نے حمد وثناء کی محمد وآل محمدؐ پہ درود بھیجنے کے بعد ارشاد فرمایا۔

وای ہواے لوگو تم لوگوں پر تم نے پریشان حالت میں ہم سے مدد طلب کی اور ہم تمہاری مدد کے لئے جلد حاضر ہوئے [2] لیکن تم لوگوں نے جن تلواروں کو ہماری نصرت میں اٹھانے کی قسم کھائی تھی اب انکو ہمارے قتل کے لئے اٹھارہے ہو

تم پہ واے ہو کس لئے ہماری نصرت سے ہاتھ اٹھالیاحالانکہ تلواریں نیاموں میں اور دل پر سکوں اور ارادے محکم ہو چکے تھے لیکن اس کے باؤجود اس کے کہ تم نے فتنے کی آگ جلانے میں ٹڈیوں کی مانند جلدی کی اور اپنے آپ کو اگ میں ڈال دیا

الا وان الدعی بن ادعی قد رکز بین اثنین بین اسلۃ والذلۃ وھیھات منا الذلۃ یابی اللہ ذالک لنا رسولہ والمومنون [3]

---

[1] از مدینہ تا مدینہ جواد زہنی تہرانی
[2] لہوف سید ابن طاؤس ص 74
[3] لہوف ابن طاوس ص 74

مجھے حرام زادے کے بیٹے حرام زادہ (ابن زیاد) نے دو چیزوں پہ مجبور کیا ہے یا تو مین تلوار اٹھالوں یا یزید ل کی بیعت کروں لیکن ہم ذلت سے بہت دور ہیں کیونکہ خداوند متعال اور اسکا رسول ﷺ اور مومنین اسکی اجازت نہیں دیتے کہ ہم ذلت کی زندگی کو عزت کی موت پہ ترجیح دوں جان لو کہ ہم تعدا کے لحاظ سے کم ہے لیکن ہم تمہارے ساتھ جنگ ضرور لڑینگے[1]

اے لوگو سنو! دنیا فانی ہے۔ اپنے رہنے والوں کو ایک حالت سے دوسری حالت میں بدلتی رہتی ہے

اے لوگو! تم شریعت اسلامی کو جانتے ہو قرآن پڑھتے ہو اور یہ بھی جانتے ہو محمد ﷺ اللہ کے رسول اور امین ہے

تم ان کے فرزند کو ظلم اور دشمنی سے قتل کرنے کے در پے ہو

تم دیکھتے ہو فرات موجیں مارہا ہے یہودی عیسائی جانور چرند پرند سب ہی فرات سے پیاس بجھارہے ہیں

لیکن رسول ﷺ کا جگر گوشہ پیاس کی شدت سے ہلاک ہوا چاہتا ہے[2]

لعینوں نے جواب دیا۔ اے حسینؑ اپنے کلام کو مختصر کرو۔

آپ کو اور آپ کے اصحاب کو پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں ملے گا بلکہ شربت مرگ کو گھونٹ گھونٹ کرکے پیو

ابن سعد ملعون نے آگے بڑھ کر کہا اے حسینؑ ان باتوں سے کچھ فائدہ نہیں آپ یا تو یزید کی بیعت کریں یا ہم آپ کو تلوار کی ضرب سے قتل کردیں گے۔[3]

---

[1] لہوف ابن طاؤس ص 76
[2] مقتل ابو مخنف ص 70
[3] روضۃ الشھداء ص 270

یہ کہکر ملعون نے اپنے کمان سے ایک تیر نکالا اور کہا اے اہل کوفہ گواہ رہنا کل کو امیر عبید اللہ ابن زیاد کے سامنے گواہی دینا کہ حسینؑ پہ سب سے پہلے تیر چلانے والا میں ہوں۔ پھر ملعون امام عالی مقام کی طرف تیر چلایا[1]

راوی بیان کرتا ہے جب عمر سعد ملعون نے پہلا تیر پھینکا تو لشکر کوفہ کی طرف سے تیر بارش کی طرح برسنے لگے۔

یہ دیکھ کر مولا حسینؑ نے اپنے اصحاب سے فرمایا

قوموا رحمکم الله الی الموت الذی لا بد منہ فان هذه السهام رسل القوم الیکم[2]

تم پر اللہ کی رحمت ہو موت کی طرف پیش قدمی کرو کہ جس کے بغیر چارہ نہیں کیونکہ یہ تیر اسی قوم کی طرف سے دعوت جنگ دے رہے ہیں امام حسینؑ اپنے مبارک داڑھی پکڑ کر فرماتے ہے۔

جب یہودیوں نے حضرت عزیر کو خدا کا بیٹا کہا تو خدا ان پہ غضبناک ہوا۔ جب نصاریٰ تین خداؤں کے قائل ہوئے تو خدا ان پہ بھی غضبناک ہوا۔

میں حسینؑ کبھی یزید کی بیعت نہیں کرونگا میں محمد ﷺ کا بیٹا ہوں کل میں اسی خون آلود چہرے کے ساتھ اپنے خدا سے ملاقات کرونگا[3] اس کے بعد امام حسینؑ نے استغاثہ بلند کیا

امامن مغیث یغیثنا لوجہ الله اما من ذاب یذب عن حرم رسول الله [4]

ہے کوئی جو رضائے خدا کے لئے ہماری مدد کرے ہے کوئی رسول خدا کی حرم کو دشمنوں سے دور کرے

☆الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین☆

---

1 روضۃ الشهداء ص 270
2 لہوف ابن طاؤس ص 77
3 لہوف ابن طاؤس ص 78
4 لہوف ابن طاؤس 78

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال الحسین علیہ السلام

هَلْ مِنْ ذَابٍّ يَذُبُّ عَنْ حَرَمِ رَسُولِ اللَّهِ ص هَلْ مِنْ مُوَحِّدٍ يَخَافُ اللَّهَ فِينَا هَلْ مِنْ مُغِيثٍ يَرْجُو اللَّهَ بِإِغَاثَتِنَا هَلْ مِنْ مُعِينٍ يَرْجُو مَا عِنْدَ اللَّهِ فِي إِعَانَتِنَا

مجلس دوازدہم

روز عاشور ووداع امام حسینؑ

امام حسینؑ علیہ السلام کئی مرتبہ خیام میں تشریف لائے مگر باقاعدہ اہل حرم سے دو بار وداع کیا۔

جب آخری بار وداع کرنے آئے تو الفاظ مختلف فرمایا؛

یازینب یا ام کلثوم یا سکینۃ یا رقیہ یا فاطمۃ علیکن منی السلام [1]

جب اہل حرم کی نگاہ حضرت کے خون آلود چہرے پہ پڑی تو سب نے گریہ کیا اس لئے جب مولا حسینؑ پہلے وداع کرنے آئے تھے اس وقت مولا کو صحیح وسالم تھا۔

لیکن اس دفعہ دیکھا تو سر مبارک شگافتہ تھا پہلو زخمی تھی سینہ جلا ہوا تھا بدن کانپ رہا تھا جسم خون آلود تھا۔

زینب سلام اللہ سب سے پہلے اٹھی اور بھائی کی استقبال کی

تمام اہل حرم آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئیں تو آپؑ نے فرمایا:

اے پردہ دار و سر پہ چادریں رکھ لو اور اسے کمر سے باندھو اور میری مصیبت کے لئے آمادہ ہو جاو کپڑے مت پھاڑنا

اور نہ گبھرانا ہے میرے بعد یتیموں کا خیال رکھنا۔اس کے بعد سر عابد کو سینہ سے لگا کر بوسہ دی اور فرمایا بیٹا۔

عابدؑ جب آپ مدینہ پہنچیں تو سب کو میرا سلام کہنا اور یہ بھی بتا دینا۔

جب بھی تم لوگ غریب الوطنی کے دکھ میں مبتلا ہوں تو مجھے یاد کرنا،

جب کبھی ٹھنڈا پانی پیو تو مجھے ضرور یاد کرنا[2] یہ بھی بتانا جب کسی کو قتل کرتے دیکھے تو مجھے یاد کر لینا

یہ سن کر زینب سلام اللہ علیہا فرماتی ہے۔

---

[1] ازمدینہ تا مدینہ جواد زہنی تہرانی
[2] روضۃ الشہداء

اخی اخی یا خیر ذخر فقدتہ   وانفس شیء صاننی منہ نافس[1]

اے بہن کے بہترین ذخیرہ آج آپ مجھے چھوڑ کر جا رہے ہو اور آج میں آپ جیسے جواہر کو کھو رہی ہوں۔

سارے خواتین نے امامؑ عالی مقام کے گرد حصار بنائے کل چونسٹھ خواتین تھے سب کے سب مضطرب اور پریشان تھے سب کو معلوم تھیں کچھ دیر بعد کیا ہونے والے ہیں۔

کوئی امام کے دامن کو پکڑ کر رو رہی تھی تو کوئی طواف کر رہی تھی کوئی ماتم تو گریہ کر رہے تھے یہ حالات دیکھ کر ملائکہ میں بھی گریہ برپا ہو گیا۔ حضرت کبھی دائیں دیکھتے کبھی بائیں دیکھتے تھے اور مسلسل آنسو رواں تھے

مولا حسینؑ خود بھی انکے مظلومیت پہ گریہ فرما رہے تھے ایک قیامت قیامت سے پہلے برپا تھی

کیونکہ امام عالی مقامؑ نہ خیموں میں بیٹھ سکتے تھے نہ حسینؑ کو جنگ کرنے کی سکت تھی[2]

اگر خیمے سے باہر جاتے تو مخدرات لپٹ جاتی تھی اور باہر جانے نہیں دیتے اگر خیمہ میں ٹھہر جاتے تو دشمن طعنہ دیتے کہ اے حسینؑ کب تک خیام میں رہو گے۔

جب جناب سکینہ رونے لگی تو امام حسینؑ نے انہیں اپنے سینے سے لگا کر ان کے آنسو پونچھے اور فرمایا۔

بیٹا سکینہ میرے مرنے کے بعد تمہیں رونا ہی پڑیگا۔ اس وقت میری زندگی میں اپنے حسرت بھرے آنسوؤں سے میرا دل نہ دکھاو۔ ہاں میرے مرنے کے بعد تمہیں رونے کا اختیار ہے،[3]

مقتل مقرم میں کچھ اسطرح نقل کیا ہے جب امام حسینؑ اپنی بیٹی کی طرف متوجہ ہوئے تو دیکھا بلکلا لگ تھلگ کھڑی رو رہی تھی۔ تو آپ نے ان کے پاس جا کر صبر کی تلقین کی اور تسلی دی

[1] از مدینہ تا مدینہ جواد زہنی تہرانی
[2] از مدینہ تا مدینہ جواد زہنی تہرانی
[3] مقتل ابو مخنف ص 95

هذا الوداع عزیزتی والملتقیٰ   یوم القیامۃعند حوض الکوثر
فدعی البکاء الاسار تهیئی   واستشعری الصبرالجمیل وبادری
واذا رائیتنی علی وجہ الثریٰ   داعی الورید مبضعا فتصبری[1]

اے میری بیٹی سکینہ اب میں تم سے رخصت ہورہاہوں اور ہم قیامت کے دن حوض کوثر پہ ملاقات کرینگے

پس اب رونابند کردواور قیدی بننے کے لئے تیار ہو جاواور صبر جمیل کے پھل سے لطف اندوز ہو جاو۔

جب تم مجھے زمین پراس حالت میں دیکھولی میری کٹی ہوئی رگوں سے خون بہ رہاہے تو تم صبر سے کام لینا

اس موقع پہ امام نے اہل حرم سے ایک نورانی ارشاد فرمایا۔

اے میرے اہلبیتؑ اپنے آپ کو تیار رکھوہراساں نہ دیکھومیرے بعد تمہیں قیدی بنایاجایگالیکن قید میں رہ اپنے واظائف شرعی سے غافل نہ ہونا۔زبان پر کوئی ایسی بات نہ لاناجو تمہارے اجر وثواب میں کمی کردے[2]

لیکن ساتھ ہی یہ یقین رکھو کہ یہ دشمن کاآخری وار ہوگا۔اور دشمن کایہی واراس کی تباہی اور ذلت وخواری کاسبب بن جائے گا۔

واعلموا ان الله منجیکم[3] تسلی رکھو خدا تمہیں ان ظالموں سے نجات دے گا

علامہ باقر مجلسی بحارالانوار میں لکھتے ہیں۔

ثم التَفَتَ الحسین عن یمینہ فلم یراحد من الرجال والتفت عن یساره فلم یرا احدا[4]

---

[1] مقتل مقرم 371
[2] مقتل شہید مرتظیٰ مطہری ص 271
[3] موسوعہ کلمات امام حسین ص 491
[4] ازمدینہ تا مدینہ جواد زہنی تہرانی ص 369

Presented by: https://jafrilibrary.org

کہ امام حسینؑ دائیں طرف دیکھا تو کوئی مرد نظر نہیں آیا پھر بائیں طرف نظر کی تو ادھر بھی کوئی مرد نہ تھا۔اور تمام یار وانصار شہید ہو چکے تھے۔

امام سجادؑ کی نظر امامؑ کی اس غربت پہ پڑی تو آپ نے آسمان کی طرف غریبانہ نگاہ کی دکھی دل سے آہ بھری اور اپنے مقام سے اٹھے تلوار لی۔اگر چہ چلنے کہ طاقت نہ تھی کمزوری اور ضعف کی وجہ سے جسم کانپ رہے تھے

لیکن پھر بھی باباؑ کی مدد کے لئے پہنچے جب امامؑ حسینؑ کی نظر سجاد پہ پڑی۔تو فرمایا اے نور نظر؛ واپس چلے جاو آپ حجت خدا ہو میرے بعد میرے خلیفہ ہو۔

سجادؑ کو تسلی دی اور فرمایا اے سجادؑ یہ لوگ آپ کو قتل نہیں کرینگے۔لیکن آپ قیدی ضرور ہونگے اور شام جاؤ گے پھر مدینہ رسول ﷺ آؤ گے۔

میرے شیعہ اور دوست جب آپ کی زیارت کو آئیں تو ان کو میرا سلام دینا کہنا جب میرے غریب بابا میدان میں جانے کی تیاری کر رہے تھے اسوقت بھی آپ لوگوں کو یاد کر رہے تھے

بیٹا سجادؑ انکو کہا جب بھی ٹھنڈا پانی پیو تو میرے خشک لبوں کی پیاس کو یاد رکھنا

شیعتی مهما شربتم ماء عذب فازکرونی [1] ۔اے شیعو جب ٹھنڈا پانی پینا تو مجھے یاد کرنا

☆الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین☆

[1] از مدینہ تا مدینہ جواد زہنی تہرانی ص 370

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال اللہ تعالیٰ

یاَ أَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃ ارْجِعِی إِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَرْضِیَّۃً فَادْخُلِی فِی عِبَادِی

وَ ادْخُلِی جَنَّتِی

مجلس سیز دہم

شہادت امام حسینؑ

اللہ اکبر امام حسینؑ نے میدان میں آکر افواج شام و کوفہ کو یوں خطاب فرمایا۔اے شام اور کوفہ والو تملوگ مجھ سے کیوں بر سرپیکار ہو؟۔کیا میں نے کسی حق سے انحراف کیا ہے؟ یا میں نے سنت بدلی ہے یا شریعت کے اصول توڑے ہیں؟ ایک ہی جواب ملا نہیں۔بس ہم بدر و حنین کا بدلہ لے رہے ہیں۔

یہ سن کر مولانے سخت گریہ کیا اور دائیں بائیں نظر کی کوئی یار و مددگار نہیں پایا کوئی خاک پہ ماتھے کے بل پڑا تھا تو سکی کو موت نے خاموش کیا تھا امام نے انہیں پکارا۔اے مسلم ابن عقیل اے ہانی ابن عروہ اے حبیب ابن مظاہر اے زہیر ابن قین اور اے میرے بہادر و جنگ کے شہسوار و میں تمہیں پکار رہا ہوں تم لوگ جواب کیوں نہیں دیتے ہو؟

کیا تمہارے دل اپنے امام کی محبت سے خالی ہوئے ہو [1]

اتنے میں شاید افواج یزید نے خیموں پہ حملہ کرنے کے لئے بڑھے تو مولا حسینؑ نے فریاکی

ویلکم یا شیعۃ آل ابی سفیان ان لم یکن لکم دین وکنتم لا تخافون المعاد فکونو احرارا فی دنیاکم [2]

اے آل سفیان کے ماننے والو وائے ہو تم پر اگر تمہیں دین نہ ہو قیامت سے نہیں ڈرتے ہو تو کم از کم دنیا میں آزاد بن کر رہو یہ سن کر شمر ملعون نے کہا اے فرزند فاطمہ کیا کہتے ہو؟

امام حسینؑ نے فرمایا ؛ اقتلکم وقاتلونی والنساء لیس علیھن جناح

میں تم سے جنگ کر رہا ہوں تم مجھ سے جنگ کرو عورتوں کا کیا قصور ہے؟

جب تک میں زندہ ہوں تمہارے سرکش فوج میرے حرم کے قریب نہ جائے یہ سن کر شمر نے فوج واپس بلا لئے

وہی سارے لشکر جو خیموں پہ حملہ کر رہے تھے واپس آگئے

---

[1] مقتل ابو مخنف 96

[2] لہوف ابن طاؤس ص 94

سب نے ملکر امام حسینؑ پہ حملہ کیا۔ آقا حسینؑ ان سے پانی مانگتے تھے وہ انکار کرتے تھے آپ کے جسم اطہر پہ بہتر زخم لگےفوقف یستریح ساعة وقد ضعف عن القتال [1]

جب جنگ کر کے تھک گئے تو آرام کرنے کھڑے تھے ایک پتھر پیشانی پر لگا اور خون جاری ہو گیا۔

عبا کے دامن سے اپنے پیشانی صاف کرنا چاہتے تھے اچانک زہر آلود سہ شعبہ تیر پتہ نہیں کہاں سے آیا قلب اطہر پہ جالگا۔ حسینؑ فرماتے ہے بسم اللہ وباللہ و علی ملة رسول اللہ ﷺ [2]

پتہ ہے تیر کس ملعون نے مارا تھا؟

وہ تیر خولی ملعون نے مارا تھا جیسے ہی تیر لگا مولا حسینؑ زین سے زمیں پہ تشریف لاتے ہے۔ آپ خون میں غلطاں تھے تیر نکالا تو خون کا فوارہ پھوٹا اور خون کو سر اور چہرے پہ مل لیتے تھے اور فرماتے تھے میں اسی حالت میں نانا سے ملاقات کرونگا اور امت کی شکایت کرونگا[3]

اسکے بعد آسمان کی طرف رخ کیا اور کہا پروردگار تو جانتا ہے کہ یہ لشکر تیرے نبی ﷺ کے نواسے کو قتل کرنا چاہتا ہے میرے سوا زمین پہ اور کوئی نواسہ نہیں

اتنے میں قبیلہ کندہ کا ایک شخص مالک بن یسیر آگے بڑھا اور اس ملعون نے تلوار سے حضرت کے سر مبارک پہ حملہ کیا جس سے عمامہ رسول ﷺ پارہ ہوا خون حسینؑ سے عمامہ بھر گیا۔ ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے

جب مولا حسینؑ اپنے بہن زینب کی خیمہ میں پہنچے تو زینب سے فرمایا بہن زینب کوئی ایسا لباس دے جو چھوٹے ہو اور پرانی ہو زینب سلام اللہ علیہا نے سوال کی بھائی کیا اسکی وجہ جان سکتی ہوں؟

---

[1] لهوف سید ابن طاؤس ص 94

[2] لهوف مقتل ابن طاؤس ص 94

[3] ازمدینہ تا مدینہ جواد زہنی تہرانی و مقتل ابومخنف

تو مولا حسین نے فرمایا تاکہ مجھے برہنہ نہ چھوڑے جب ایک یمنی لباس پیش کی تو مولا نے اسے پارہ پارہ کیا تاکہ شہادت کے بعد دشمن بدن سے نہ اتاریں [1]

جب مولا حسینؑ اہل خیام سے آخری ملاقات کر رہے تھے۔ عبداللہ ابن حسن یہ گفتگو سن رہے تھے۔

جب امام یہ فرما کر باہر تشریف لائے کہ تم لوگ مجھے دوبارہ نہیں دیکھ سکو گے [2]

عبداللہ ابن الحسنؑ ابن علی جو ابھی نابالغ تھے خیموں سے باہر آئے اور امام حسینؑ کی طرف تیزی سے بڑھے

فلحقتہ زینب بن علی لتحبسہ فابیٰ وامتنع امتناعا شدیدا [3]

زینب سلام اللہ علیہا نے روکنا چاہی لیکن بچے نے سختی سے منع کیا خدا کی قسم میں اپنے چچا سے ہرگز جدا نہیں ہوں گا

اس وقت ابجر بن کعب ملعون نے امام حسینؑ پہ تلوار سے حملہ کیا بچے نے اپنا ہاتھ تلوار کے آگے کیا بچے کا ہاتھ کٹ گیا۔

بچے نے آواز بلند کی یا عماہ آقا حسینؑ نے بچے کو سینے سے لگایا اور فرمایا میرے بچے صبر کرو اور خدا سے خیر طلب کر اس وقت حرملہ ملعون کی ایک اور تیر نے اسے چچا سے جدا کیا۔ [4]

جب امام پہ تیروں کے برسات ہوئے ایک تیر مبارک گلے میں لگا جسکی وجہ سے امام حسینؑ زین سے زمیں پہ آ گرے جب گر رہے تھے اسوقت بھی فرمارہے تھےبسم اللہ وبا للہ وفی سبیل اللہ وعلیٰ ملۃ رسول اللہ ﷺ

سید ابن طاؤس لکھتے ہے

---

1 لہوف سید ابن طاؤس ص 95
2 از مدینہ تا مدینہ جواد زہنی تہرانی ص 397
3 از مدینہ تا مدینہ جواد زہنی تہرانی ص 397
4 لہوف سید ابن طاؤس ص 95

جب امامؑ زخموں کی کثرت کی وجہ سے کمزور ہوئے تو ملعون صالح بن وھب نے حضرت کے پہلو میں اس قدر زور سے نیزہ مارا مولا حسینؑ رخسار کے بل زمین پہ آئے[1]

اللہ اکبر جب امام حسینؑ زین سے زمین پہ آئے تو اٹھ کر بیٹھ گئے اور گلے سے تیر نکالا۔

بی بی زینب یہ حالت مشاہدہ کر رہی تھی جب بھائی کو اس حال میں دیکھا تو غمزدہ ہو کر ابن سعد سے کہا

اے ظالم میرے بھائی قتل ہو رہے ہے اور تم تماشا دیکھتے ہو

جب عمر سعد ملعون نے جواب نہیں دیا تو زینب سلام اللہ لشکر کی طرف آئیں اور فرمایا

اما فیکم رجل مسلم

کیا تم لوگوں میں کوئی مسلمان نہیں ہے؟ لشکر سے بھی کوئی جواب نہیں آیا تو بھائی کا طواف شروع کیا اور کسی کو بھی قریب نہیں آنے دیا۔ مولا حسینؑ نے فرمایا اختی لقد کسرت قلبی ارجعی الی الخیمۃ

اے بہن میرا دل ٹوٹ چکا ہے جلدی خیمہ میں پلٹ جاو

لیت السماء اطبقت علی الارض ولیت الجبال تدکدکت علی السھل[2]

اے کاش آسمان زمین پہ گرتا اور پہاڑ آپس میں ٹکرا کر زمین پہ گر پڑتے

جب حسینؑ زمین پر تھے یہ دیکھ کر شمر ملعون چیختے ہوئے بولا تم لوگ کیوں ٹھہر گئے ہو اور اس شخص کے بارے میں کس چیز کا انتظار کر رہے ہو؟[3] اسوقت تیروں اور نیزوں کے زخموں نے حسین کو چور چور کر دیا ہے حسینؑ پہ اور حملہ کرو اور حسینؑ کا کام تمام کرو لشکر نے ہر طرف سے حملہ کیا۔ زرعہ بن شریک ملعون نے مولاؑ کے بائیں شانے پہ

---

[1] از مدینہ تا مدینہ جواد زہنی تہرانی ص 399

[2] لہوف ابن طاؤس ص 97

[3] مقتل مقرم ص 376

تلوار ماری۔اور ایک شخص نے مولا کے کندھے پہ تلوار سے حملہ کیا تو مولا پھر سے زمین پہ گرا اسوقت سنان ابن انس ملعون نے نیزہ سے گردن مبارک پہ حملہ کیا[1]

شجر امامت زمیں پہ گرا تن مبارک کہ جسے زہراء سلام اللہ نے پرورش کیا تھا[2]

عمر سعد نے اپنے دائیں طرف کھڑے شخص سے کہا تم جلدی سے حسینؑ کو قتل کرو۔خولی نے چاہا کہ سر حسین کو جدا کروں مگر اسکا بدن لرزنے لگا وہ واپس گیا۔

شمر ملعون نے کہا خدا کی قسم میں آپ کے سر کو جدا کروں گا جب کہ میں جانتا ہوں آپ فرزند پیامبر ﷺ ہے

ماں باپ کی طرف شریف و نجیب انسان ہیں

اللہ اکبر شمر ملعون نے اس گلے پہ تلوار ماری (لہوف سید ابن طاؤس)۔جہاں رسول ﷺ بوسہ دیتے تھے اسوقت کربلا میں زلزلہ ایا اور آندھی چلی[3]

اسکے بعد سر اقدس کو بدن مبارک سے جدا کیا۔سکینہ یتیم ہوئی زینب و کلثوم بے آسرا ہوئیں

☆الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین☆

---

[1] لہوف سید ابن طاؤس ص 97

[2] ریاض القدس ج 2 ص 356

[3] از مدینہ تا مدینہ جواد زہنی تہرانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال اللہ تعالیٰ

قل لا أسألكم عليه أجرا إلا المودة في القربى ۗ ومن يقترف

حسنة نزد له فيها حسنا

القرآن

مجلس چہاردہم

تاراجی خیام اہلبیتؑ

کہتے ہیں کہ امام حسینؑ کا ذوالجناح تربیت یافتہ تھا۔جب ذوالجناح کا پتہ چلا وہ بے سوار ہوا ہے تب اس نے اپنی گردن کے بال امام حسینؑ کے خون سے رنگین کئے اور خیموں کی طرف چلا آیا۔تاکہ اہل حرم کو یہ خبر ہو سکے کہ امام حسین شہید ہو گئے ہیں جب تک مولا کے جان جسم میں باقی تھے اسوقت تک ذوالجناح نے دشمنوں کو پاس نہیں آنے دیا۔

ادھر اہل حرم سمجھے کہ مولا واپس آ گئے۔جب سب خیموں سے باہر نکلے تو انہیں خون آلود ذوالجناح دکھائی دئے[1]

زین الٹی ہوئی ہے یہ دیکھ کر انہوں نے واحسیناہ وامحمداہ کی فریاد بلند کی اور ذوالجناح کے گرد جمع ہو گئے[2]۔

اسوقت سکینہ آتی ہے صرف ایک سوال پوچھتی ہے یا جواد ابی ھل سقی ابی ام قتل عطشانا

اے میرے بابا کے اسپ وفادار اتنا بتادے کیا ظالموں نے میرے بابا کو پانی بھی دیا تھا یا پیاسا ہی قتل کر ڈالا[3]

ہلال ابن نافع روایت کرتا ہے کہ میں عمر سعد کے لشکر میں کھڑا تھا اتنے میں ایک شخص نے بلند آواز میں کہا آے امیر مبارک ہو شمر نے حسینؑ کو شہید کیا۔

میں یہ سن کر لشکر سے نکلا اور امام حسین کے سامنے کھڑا ہوا تو دیکھا امام حسین جان کنی کیے عالم میں ہیں

خدا کی قسم ایسا نورانی چہرہ خاک وخون میں غلطاں ہونے کے باؤجود بھی اتنا نورانی تھا

اسکے بعد لشکر نے مولا کے اسباب لوٹنے لگے اسحاق بن حویہ حضرمی نے مولا کو برہنہ کر کے قمیص کو لوٹا

عمامہ اخنس ابن مرثد بن علقمہ نے لوٹ لیا پتہ ہے ؟ایک ملعون نے کیا کیا؟

بجدل ابن سلیم کلبی نے انگوٹھی نکالنے کی کوشش کی جب نہیں نکلا تو انگلی ہی کاٹ دی[1]

---

1 مقتل مطہر مرتضیٰ مطہری 288
2 مقتل مطہر مرتضی مطہری ص 301
3 مصائب معصومین ص 320

ایک مخملی چادر تھی وہ قیس ابن اشعث نے لوٹی۔ایک زرہ تھا جسے عمر سعد نے لے گیا تلوار کو جمیع ابن خلق نے لوٹا[2]

شمر ملعون نے سر تن سے جدا کیا تو امام کے سینے سے اور بلا فاصلہ سر مبارک کو ایک لمبے نیزے پر چڑھا کر نعرہ تکبیر بلند کی[3] ۔جب لشکر ابن سعد کے لشکر کی نظر سر مبارک پہ پڑی تو اللہ اکبر کے نعرے بلند کئے

شمر یہ چاہتا تھا کہ تمام لشکر مطمئن ہو اور خوش ہو جائے کیونکہ ملعون نے زہراء کا گھر جو اجاڑا تھا۔

وزلزلت الارض والظلمت السمٰوات وانکسفت الشمس بحیث بدت الانجم

زمین کو زلزلہ آیا آسمان تاریک ہا سورج کی روشنی ایسی تاریکی میں بدلے ستارے نظر آنے لگے

وقطر من اسماء الدم سبع قطرات آسمان سے سات قطرے خون کے گرے اور آسمان سے ندا آئی

امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ لشکر سعد میں سے کسی ایک شخص نے نعرہ لگایا تو پوچھا کیا ہوا ہے

اس نے کہا میں نے خود آنکھوں سے رسول خدا ﷺ کو دیکھا ہے وہ امام حسینؑ کو دیکھ رہے تھے اور لشکر کو بھی مجھے ڈر ہے کہیں عذاب الٰہی نازل نہ ہوں لوگوں نے کہا یہ دیوانہ ہوا ہے

بعد از شہادت ایک کنیز خیموں سے نکل آئی تو ایک شخص نے کہا تیرے آقا حسینؑ کو شہید کر دئے گئے یہ سن کر کنیز فریاد کرتے ہوئے مستورات کی طرف چلی گئی[4]

اللہ اکبر حمید ابن مسلم روایت کرتا ہے جب طائفہ بنی بکر بن وائل کی ایک عورت نے دیکھا کہ اشقیاء خیموں کو تاراج کر رہے ہیں وہ اپنے ہاتھوں میں تلوار لیکر خیموں کی طرف آئی

---

[1] لہوف سید ابن طاؤس
[2] مقتل لہوف سید ابن طاؤس ص 100
[3] از مدینہ تا مدینہ جواد زہنی تہرانی ص 409
[4] لہوف مقتل سید ابن طاؤس ص 101

اور بولی اے قبیلہ والو کیا تم میں جوانمردی نہیں تم اس سرزمیں پہ موجود ہو اور پیغمبر ﷺ کی بیٹیوں کی چادریں لوٹی جارہی ہیں۔اس کے بعد فریاد کرتے ہوئے کہا

یا لثارت رسول اللہ ﷺ اسکا شوہر آیا اس کو خیموں میں واپس لے گیا[1]

جب مستورات کا نالہ فغاں بلند ہوا تو ابن سعد ملعون نے پکارا خیموں پہ حملہ کرو اور سب کو اگ لگادو[2]

ایک شخص نے بولا سعد کے بیٹے لعنت ہو تم پہ حسینؑ کے اعوان وانصار سب کا قتل تمہارے لئے کافی نہیں؟

کیا ان بچوں اور خواتین کو بھی جلانا چاہتا ہے؟

کیا تو یہ چاہتا ہے کہ زمیں ہمیں نگل لے؟۔اس کے بعد لعین خیموں کی طرف بڑھے زینب دکھوں کی ملکہ فرماتی ہے میں اسوقت خیمہ میں موجود تھی کہ ایک شخص جسکا نام خولی لیتے تھے

خیمہ میں داخل ہوا جو بھی ملا اس نے اٹھالی ایک چمڑے کے گدے پہ سجادؑ بیمار لیٹے ہوئے تھے خولی نے وہ گدا اس زور سے کھینچا کہ میرا امام زین العابدینؑ زمین پہ اوندھے گر گئے۔

اس کے بعد لعین میری طرف متوجہ ہوا میرے سر کی چادر کھینچی اور میرے کانوں سے دو گوشوارے بھی کھینچے اس قدر ظلم ڈھائے ملعونوں نے[3] پھر لعین امام سجاد کی طرف بڑھے

شمر ملعون نے سجاد کو قتل کرنے کے لئے خنجر کھینچا تو زینب سلام اللہ نے اپنے آپ کو سجاد پہ گرایا اور یہ فرمایا شمر واللہ لا تقتل حتیٰ اقتل شمر پہلے مجھے قتل کرو بعد میں سجاد کو[4]

---

[1] مقتل لہوف ص 101
[2] مقتل ابو مخنف ص 107
[3] مقتل ابو مخنف ص 108
[4] از مدینہ تا مدینہ جواد زہنی تہرانی ص 419

راوی کہتا ہے، خیموں کو لوٹنے کے بعد آگ لگادی اور مخدرات عصمت وطہارت برہنہ سر و پا خیموں سے روتے ہوئے نکلے۔ان کے چادریں چھن چکے تھے [1]

زینب سلام اللہ بھائی کی لاش پہ پہنچتی ہے اور بین کی راوی کہتا ہے خدا کی قسم میں کبھی فراموش نہیں کر سکتی

یامحمداہ صلیٰ علیک ملائکۃ السماء ھذا حسین مزمل باالدماء مقطع الاعضاء وبناتک سبایا

اے جد بزرگوار آپ پر آسمان کے فرشتے بھی درود بھیجتے ہیں،اور آپ کا حسینؑ خاک وخون میں غلطاں ہے اس کے اعضاء ٹکرے ٹکرے کر دئے گئے،اور تیری بیٹیاں اسیر ہو چکی ہیں یارسول اللہؐ یہ آپ کا حسین ع ہے جس کا سر پس گردن جدا کیا گیا اور اس کا عمامہ اور چادر لوٹ لی گئ

میرے ماں باپ قربان ہوں اس پر جس کے خیموں کو جلادیا۔بابی من لا غائب فیرتجی ولا جریح فیتداوٰی [2]

میرے ماں باپ اس پر قربان جس کے واپس آنے کی امید کی جاسکے ایسا نہیں اور جس کے زخم ایسے نہیں کہ علاج کیا جاسکے میرے ماں بااس پہ قربان کہ جس کا دل غم وغصہ سے بھرا ہوا تھا اور اسی حالت دنیا سے چلا گیا میرے ماں باپ اس پر قربان جس کو تشنہ لب شہید کیا گیا۔

زینب سلام اللہ کی آہ وبکاء نے سب کو رلا دیا اس کے بعد سکینہ باپ کی لاش سے لپٹ گئ

☆الالعنۃ اللہ علی القوم الظالمین☆

---

1 لہوف سید ابن طاؤس ص 102

2 لہوف سید ابن طاؤس ص 103

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال اللہ تعالیٰ

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللهِ لِيُذْہِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَہْلَ بَيْتِ وَ يُطَہَّرَكُمْ تَطْہِيْرَا

مجلس پانزدہم

شام غریبان

وآغاز امتحان زینب سلام اللہ علیہا

عمر سعد نے اپنے فوج میں اعلان کیا کون ہے جو حسینؑ کے بدن پہ گھوڑے دوڑائے۔ دس آدمیوں نے رضایت ظاہر کی

اسحاق بن حر بہ ملعون۔ حکیم ابن طفیل سبنی۔ اخنس بن مرثد۔ عمر بن صبیح صیدادی۔ رجاء بن منقذ۔ سالم بن جعفی

واحظ بن ناعم۔ صالح بن وھب۔ ھانی بن شبث حضرمی۔ اسید بن مالک

خدا ان سارے ملعونوں پر لعنت کرے جنہوں نے لاش اطہر کو اس طرح گھوڑے کے سموں سے پامال کر دیا آپ کے سینے اور پشت کی ہڈیاں چور چور ہو گئیں۔[1]

شام غریباں یعنی غریبوں کی رات یہ رات آل نبی ﷺ کے لئے مشکل ترین اور تکلیف دہ رات تھی۔ کل تک تو سب ٹھیک تھا۔ ان بیبیوں پر عظمت و جلالت و بزرگی کا خیمہ سایہ فگن تھا اور یہ لوگ عزت کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ جب سے شام غریبان آئی ہے تب سے رسول زادیوں پہ بھی تاریکی چھائی ہے۔

امشب شب غریبی اولاد مصطفٰی است

زینب اسیر شمر و حسینؑ سرزتن جدا است

آج کی رات اولاد مصطفٰی ﷺ کے لئے عجیب رات ہے زینب شمر کے ہاتھوں اسیر ہے اور سر حسینؑ تن سے جدا ہے

سب کے سب وحشت کے سائے میں گھری ہوئی تھی نہ جانے کب ظالم آئے اور حملہ کریں۔ اب یہ اپنے محافظوں اور عزیزوں کے لاشوں کے پاس افسردہ تھیں اب انکا کوئی بھی نہیں تھا[2]

[1] لہوف سید ابن طاؤس
[2] مقتل مقرم

شام غریباں تاریخ عالم کی ایک ایسی شام تھی جسکی تاریکی مین عظمت منتہیٰ کے تابندہ ستارے صحرائے کربلا میں بکھرے ہوئے تھے اور خیام اہلبیتؑ سے شعلے بلند تھے۔ آل اطہار کے سروں سے چادریں چھینی جا رہی تھی نہ کوئی مونس نہ غمخوار بجائے تازیانے مارے جا رہے تھے

سکینہ جسکی پرورش بڑے نازوں سے ہوئی تھی شمر ملعون نے اس بے دردی سے گوشوارے چھینے کانوں سے خون بہنے لگا بی بی کا گریبان خون سے تر ہو گیا[1] یہ وہ وقت تھا جب مظلوموں کی آہ سے عرش کانپ رہا تھا

جناب زینب سلام اللہ علیہا نے حضرت ام کلثوم سلام اللہ علیہا سے فرمایا بہن رات کی تاریکی چھا چکی ہے سب بچوں کو جمع کرو میں ان کی حفاظت کے لئے پہرہ دونگی۔ جب تمام بیبیوں اور بچوں کو جمع کیا تو دیکھا سکینہ حسینؑ کی پیاری بیٹی نظر نہ آئی جب زینب س کو خبر ہوئی تو زینب جانب مقتل چلی جب دریا کے کنارے پہنچے تو عباس سے مخاطب ہوئی اے بھائی کیا سکینہ کو تو نہیں دیکھا کوئی جواب نہیں ملا تو چل دی جب بھائی کے لاش کے قریب پہنچیں۔

تو پوچھا بھائی سکینہ کیا یہاں تو نہیں آئی اسوقت آواز آئی بہن زینب آہستہ بولو سکینہ سو رہی ہے جب زینب سلام اللہ علیہا نے بھائی کو بے گور و کفن دیکھا تو شدت سے گریہ کیا سکینہ کا بازو ہلایا اور ساتھ چلنے کو کہا تو سکینہ نے کہا پھوپھی اماں میں بابا کو چھوڑ کر نہیں جاونگی[2]

طرماح بن عدی نے بیان کیا اس کو مقتل ابو مخنف اور ریاض الاحزان میں نقل کیا ہے

میں شہدائے کربلا میں زخموں سے چور پڑا تھا۔ یہ ایک ایسا ہولناک منظر تھا اس کو دیکھنے کی کوئی بھی دیکھ کر نہیں سو سکتا تھا۔ میں تو زخمی تھا اس وقت میں نے بیس کے قریب سوار دیکھے جو سب انتہائی غمزدہ تھے میں نے سمجھا شاید ابن زیاد ہے جو فرزند رسول ﷺ کے پامال شدہ جسم کو مزید پامال کرنے آیا ہے۔

---

[1] دمعۃ الساکبہ

[2] دمعۃ الساکبہ و سفینۃ الشہداء ص 282

جب یہ لوگ مظلوم کربلا کے لاشہ کے قریب آئے تو بیٹھ گئے زخموں سے چور لاشہ کو سہارا دے کر بٹھایا ان میں سے ایک محترم شخص نے سوئے کوفہ ہاتھ دراز کیا میں نے دیکھا اس کے ہاتھ پر سر مظلوم زہرا آگیا۔

اس نے سر مظلوم کو جسم سے ملایا

میں نے دیکھا ایسے معلوم ہوتا ہے جیسے میرا مظلوم امام نہ تو زخمی ہے نہ شہید شدہ پھر اسی شخص نے فرمایا

یاولدی قتلوک اتراهم ما عرفوک ومن شرب الماء منعوک ماشد جراتهم علی اللہ[1]

اے بیٹا ان لوگوں نے تجھے اس ظلم سے شہید کیا ہے بیٹے کیا انہوں نے تجھے نہیں پہچانا بیٹے ان لوگوں نے تجھے پانی تک نہیں دیا یہ لوگ اللہ کے سامنے کتنے بے باک ہے۔ اسکے بعد اپنے جو ساتھ آئے تھے فرمایا

یا ابی آدم یا ابی اسماعیل یا خی موسیٰ یا اخی عیسٰی اما ترون ما صنعو بولدی لا نالھم شفاعتی

بابا آدم اے بابا اسماعیل اے بھائی موسیٰ اے بھائی عیسیٰ آپ تو نہ دیکھ رہے ہے کہ میرے بیٹے کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے اللہ انہیں میری شفاعت سے محروم رکھے سب نے آمین کہا

اور سب گریہ وزاری کرنے لگے اپنے سر میں خاک کربلا ڈالنے لگے حتیٰ کہ تمام روتے روتے غش کھا کر گرے[2]

گیارہوں کی رات جناب فضہ سے زینبؑ علیا نے فرمایا

فضہ چلیں یتیموں کو اکھٹا کریں بچے گنے گئے تو معلوم ہوئے کہ دو بچے نہیں ہیں۔

دکھی دل سے گریہ وزاری کی اور زینب خود سے مخاطب ہوئی مجھے تو بھائی کی وصیت ہے کہ میرے بچوں کا خیال رکھنا

---

[1] مقتل ابو مخنف و ریاض الاحزان ص 19
[2] مقتل ابومخنف ص 109

آج پہلے ہی فرصت میں وصیت پہ عمل نہ ہو سکا۔ تعجب ہے زینب کی غربت پہ۔

آج صبح جب بھائی نے وداع کیا تو اہم وصیت یتیموں کی حفاظت کی کی تھی پھر اپنی بہن ام کلثومؑ سے فرمایا اج ہم سب مصائب میں گھرے رہے میں نہیں جانتی کہ یہ دو بچے کہاں گئے ہیں زندہ ہے یا شہید ہوئے ہیں

پس دونوں بہنیں کربلا کے صحرا میں بچوں کو تلاش کرنے نکلیں [1]

ہر طرف بچوں کو تلاش کیا حتٰی کہ ایک ٹیلے کے قریب پہنچیں جہاں ایک چھوٹے سے پودے کے نیچے دونوں یتیموں کو دیکھا کہ ایک دوسرے کے گلے بانہیں ڈالے ہوئے ہیں

اس قدر روئے آنسوؤں سے خاک کربلا گیلی ہو چکی ہے۔ جناب زینبؑ نے ام اکلثومؑ سے فرمایا بہن بچے ملے ہے

دونوں سرہانے بیٹھ کر روتی رہی زینبؑ نے فرمایا اب رونے کا فائدہ نہیں اٹھو ایک کو تم اٹھاو ایک کو میں اٹھاتی ہوں

لیکن آہستہ اٹھانا کہیں نیند سے بیدار نہ یہ بات کیوں کہی زینبؑ علیا نے؟

اس لئے دستور دنیا ہے جب بچوں کے لئے گھر پہ کچھ نہ ہو تو ہر ماں یہی بہانہ کرتے ہیں

تاکہ اسکا نور چشم نیند میں کچھ وقت گزارے اور کچھ کھانے کا بندوبست ہو۔

لیکن ہائے رے زینبؑ کی قسمت جوں ہی اٹھایا تو معلوم ہوا دونوں شہید ہو چکے ہیں [2]

☆الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین☆

---

[1] ازمدینہ تا مدینہ جوادزہنی تہرانی
[2] از مدینہ تا مدینہ جواد زہنی تہرانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

:انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی ما ان تمسکتم بھما لن تضلوا ابداً

مجلس شانزدہم

اسیری اہلبیتؑ

جب گیارہویں محرم پہنچادوپہر کاوقت تھاسعد کے بیٹے نے حکم دیاکہ کوفہ کی طرف جانے کی تیاری کریں لشکر کوفہ جانے کی تیاری کررہاتھااتنے میں دوسرا حکم جاری کیاقیدیوں کو بھی سوار کرواوران پر کڑی نظر رکھوتاکہ کوئی قیدی کم نہ ہو

پتہ ہے کاروان آل محمد ﷺ میں کتنے جوان مرد تھے ؟صرف سجادؑ وہ بھی بیماراور عمروزیدابن امام حسنؑ وامام باقر جوکہ کمسن تھے۔

نہیں معلوم کیسے آل محمد ﷺ کواونٹوں پر سوار کیاگیااونٹوں پہ نہ محمل نہ سائبان جس طرح ترک وروم کے قیدیوں کی طرح ان سے بھی ایسے سلوک کرتے تھے [1]

بیبیوں کو بلوائے عام میں ننگے سر بے کجاوہ اونٹوں پر سوار کیا گیا[2]

ان قیدیوں میں سب سے کمزوراور ضعیف میرا سجادؑ تھے سب ان کی زندگی سے ناامید تھے اس کے باؤجود ان کے دونوں ہاتھ پس گردن باندھے ہوئے تھے

زیارت ناحیہ مقدسہ

وَ صُفِّدُوا فِی الْحَدیدِ ، فَوْقَ أَقْتابِ الْمَطِیّاتِ ، تَلْفَحُ وُجُوهَهُمْ حَرُّ الْهاجِراتِ، یُساقُونَ فِی الْبَراری وَالْفَلَواتِ ، أَیْدیهِمْ مَغلُولَةٌ إِلَی الأَعْناقِ ، یُطافُ بِهِمْ فِی الأَسْواقِ[3]

زیارت ناحیہ کے مطابق ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈالی گئیں اوراونٹ پہ بٹھاکر دونوں پاؤں کواونٹ کے پیٹ کے نیچے سے باندھ دئے

1 ازمدینہ تامدینہ جواد زہنی تہرانی
2 لہوف سید ابن طاؤس
3 زیارت ناحیہ مقدسہ

جب قیدیوں کو ابن سعد کے حکم سے جبرا اونٹوں پہ سوار کیا گیا تو حکم آیا اہلبیتؑ کو مقتل کے درمیاں سے گزارا جائے

بعض مقاتل میں یہ بات بھی ذکر ہے اہل بیتؑ کی خواہش تھی کہ مقتل سے گزارا جائے

قلن بحق الله الا مامررتم بنا علیٰ مصرع الحسینؑ [1]

جب اہل حرم کو مقتل سے گزارا گیا تو دکھی اور غریب مستورات کی نگاہ میں بے سر شہداء کے خاک وخون میں غلطاں پہ نظر پڑی تو ماتم شروع ہو گیا۔

قیدیوں میں صرف سجادؑ تھے جن کے پاؤں ان کی بیماری کی وجہ سے سواری کے پیٹ سے باندھ دئے گئے جبکہ دوسرے قیدی سواریوں پر بیٹھے تھے

سر وچہرہ پہ ماتم کیا گیا اور نوحہ خوانی شروع کی اور انہوں نے بے اختیار اپنے آپ کو سواریوں سے نیچے گرادیا

جب زینبؑ امام حسینؑ کی لاش کے قریب پہنچے تو انہوں نے بھائی کو ایسی حالت میں دیکھا جس میں پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ بے اختیار بولی

بابی المهموم حتٰی قضٰی بابی العطشان حتٰی مضی [2]

تم صدمے اٹھا کر دنیا سے چلے گئے تم پیاسے اس جہاں سے گزر گئے

فآبکت و الله کل عدو و صدیق [3] اس کے بعد آپ نے ایسا گریہ کی دوست دشمن سب کو رلادیا

اگرچہ امام حسینؑ کی پہلی مجلس تھی تاہم زینب اپنے زمہ داریوں سے بھی غافل نہیں تھیں۔ سجادؑ کی دیکھ بھال آپ کے زمے تھی چنانچہ آپ گاہے بگاہے ان کے چہرے کی طرف دیکھتی رہتی تھی [1]

---

1 لہوف ص 132
2 مقتل مطہر مرتظٰی مطہری
3 بحار الانوار ج 45 ص 179

جب آپ نے دیکھا امام حسینؑ کی سر بریدہ اور بے کفن لاش دیکھ کر سجاد کی حالت بگڑ گئی ہے [2]

مقتل کی حالت سجادؑ سے دیکھا نہ گیا حالت بہت خراب ہوئی سجاد خود فرماتے ہے۔ جب میری یہ حالت میری پھوپھی نے دیکھی تو فرمایا سجادؑ یہ تمہارا کیا حال ہوا ہے اے سجاد میرے بھائی کی یادگار اپنی جان سے کھیل رہے ہو۔ اپنے آپ کو سنبھالو۔ سجاد نے فرمایا پھوپھی حالت کیسے خراب نہ ہوں

میں اپنے باباؑ چچا اور بھائیوں کو خون میں لت پت دیکھ رہا ہوں ان کے لباس لوٹ لئے گئے ہیں اور بے گور و کفن پڑے ہوئے ہیں اور کوئی بھی ان کے پاس نہیں ہیں۔

بیٹا سجادؑ صبر کرو یہ ایک عہد و پیمان تھا جو آپ کے ناناﷺ دادا علیؑ بابا حسینؑ اور چچا حسنؑ سے لیا تھا جو آسمانوں میں مشہور ہیں

سجادؑ نے عرض کی پھوپھی اماں؛ یہ کون سا عہد تھا پھوپھی نے فرمایا مجھے ام ایمن نے بتایا ہے کہ رسول خداﷺ ایک دن حضرت زہرا میری ماں کے گھر تشریف فرما تھے حسنینؑ بھی موجود تھے۔ رسول پاکؐ نے اور حسنینؑ نے خرما تناول فرمائی رسول پاک نے ہاتھ دھوئے اسکے بعد سجدے میں گیا اور رونے لگا آنسو مسلسل جاری تھے۔

اور سجدہ سے سر اٹھایا اور چل پڑے حالانکہ آنسو کا قطرہ گر رہا تھا گویا بارش برسنے کی حالت تھی جناب رسول گرامیؐ کی یہ کیفیت دیکھ سب غمگیں ہوئے اور جب زیادہ دیر تک رونا جاری رہا تو حضرت علیؑ و حضرت زہرا سلام اللہ کو پوچھنا پڑا کی کیا وجہ ہے اس کے بعد میں نے حدیث کی تصدیق کے لئے بابا علیؑ سے رجوع کی تو بابا نے فرمایا ام ایمن نے بلکل صحیح حدیث سنائی ہے [3] جب سجادؑ نے یہ بات سنی تو اپنے آپ کو سنبھالا اور آپ کی حالت بہتر ہو گئی [4]

---

[1] مقتل مطہر مرتضیٰ مطہری
[2] مقطل مطہر مرتضیٰ مطہری
[3] بحارالانوار ج 45 ص 183
[4] ازمدینہ تا مدینہ جواد زہنی تہرانی

جب مقتل سے گزر رہے تھے اسوقت سکینہ سلام اللہ علیہ نے بھی خود کو اونٹ سے گرادی اور بابا کے جسد اطہر سے لپٹ گئی اور فریاد کرنے لگی

حضرت سکینہ سلام اللہ علیہ اپنے باباجان کے جسد اطہر سے لپٹ گئی اور روتی رہی اسوقت کوئی بھی شخص جناب سکینہ کو باباسے جدانہ کرسکا

یہاں تک کی ایک جماعت آپ کے پاس جمع ہوگئی اور انہوں نے سکینہ کو جبراً باباکے لاشہ سے جدا کیا[1]

مستورات ابھی تک شہداء کے مقتل میں اپنے عزیزوں کے لاشوں پر آہ وزاری میں مشغول تھیں کہ زجر ابن قیس ملعون نے مستورات کے پاس آکر چیخ کر بولا اب یہاں سے روانہ ہوجاو لیکن کوئی لاشوں سے جدانہ ہوئے تو ملعون نے تازیانے مارنا شروع کردیا۔

پھر لشکر اعداء ان مخدرات عصمت وطہارت کے پاس جمع ہوگیا چاہا کہ انکو اونٹوں پہ سوار کریں لیکن جب زینب خاتون نے کچھ اسے جلال اور غضب میں ان سے کہا ہم آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں ہمیں کوئی نامحرم ہاتھ نہ لگائیں سب دور دور چلے گئے اور زینب وام کلثوم نے سب کو اونٹوں پہ سوار کیا۔ اخر میں زینب سلام اللہ اکیلا رہ جاتی ہے کوئی سوار کرنے والا نہیں۔

کیسے زینب کو سوار کیا معلوم نہیں شاہ نجفؑ نجف سے آیا یا عباسؑ نہر سے۔ یا نیزوں سے سوار کیا[2]

☆الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین☆

---

[1] مقتل مقرم ص 408

[2] ریاض القدس ج 2 ص 452

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ان الحسین مصباح الھدیٰ و سفینۃ النجاہ

مجلس ہفدہم

دفن شہداء

علامہ باقر مجلسی نے بحار میں ایک امام باقرؑ سے ایک روایت نقل کی آپ نے فرمایا۔ جب میرے جد امجد سر زمین کربلا پر وارد ہوئے تو بنی ہاشم کو ایک خط لکھا جسکا مضمون یوں تھا

بسم الله الرحمن الرحيم ۔ من الحسين ابن على الى محمدبن الحنفيه ومن قبله من بنى ہاشم اما بعد فكان الدنيا لم تكن وكان الآخرة لم تزل و السلام[1]

یعنی دنیا فانی ہے اور آخرت ہمیشہ کے لئے ہے

خط لکھنے اور مدینہ ارسال کرنے کے بعد اس زمین کے مالکوں کو بلایا جو اہل غاضریہ تھے اور ساٹھ ہزار دینار میں چار فرسخ یا بائیس مربع کلومیٹر خریدی اور اسکا متولی اس شرط پہ بنی اسد والوں کو بنایا کہ ٹھیک دس روز بعد وہ یہاں آئینگے اور تمام شہداء کے لوشوں کو دفنائینگے دوسری شرط جو شیعہ دور سے قبر مطہر کی زیارت کو آئیں تو تین دن اپنا مہماں بنائیں

انہوں نے یہ شرطیں قبول کیئے اور رقم آپس میں تقسیم کئے اور چل پڑے اور سب کچھ ختم ہوئے دس محرم بھی آیا

امام حسینؑ نے میدان کربلا میں ایک خیمہ الگ نصب کیا تھا۔ آپ کے اصحاب میں سے یا اہل بیتؑ میں سے جو بھی شہید ہوتا تو آپ اس کا لاشہ خیمہ میں رکھنے کا حکم دیتے اور جب بھی کائی شہید کا لاشہ آتا تو آپ یہ فرماتے[2]۔

قتلة مثل قتلة النبيين و آل النبيين [3] اس شہید کے قاتل نبیون اور آل نبیوں کے قاتلوں کے مانند ہیں

حضرت امام حسینؑ نے صرف اپنے بھائی ابوالفضل عباسؑ کے لاشہ اقدس کو ساحل فرات کے قریب چھوڑ دیا تھا جہاں آپ گھوڑے سے گرے تھے۔

---

[1] از مدینہ تا مدینہ جواد زہنی تہرانی ص 439 ب
[2] تاریخ طبری ج6 ص 256
[3] مقتل مقرم ص 421

جب عمر سعد ملعون اہل حرم کو قید کر کے کوفہ کی طرف روانہ ہوا تو اس نے لاشوں کو جنہیں امیر المومنین علی علیہ السلام نے دنیا و آخرت میں تمام شہیدوں کا سردار قرار دیا جب کہ اولین و آخرین میں سے کوئی شہید ان کی قدر و منزلت تک نہیں پہنچ سکتا۔ انہیں کربلا کے صحراء میں تپتی ہوئی ریتی پر یوں ہی بے گور و کفن چھوڑ دیا تاکہ سورج کی تپش ان کے چہروں کو جھلسا دے۔

ان شہداء کے درمیان جوانان سردار کا لاشہ بھی اس حالت میں پڑا تھا یہ حالت دیکھ کر چٹان بھی ریزہ ریزہ ہو جائے

قبیلہ بنی اسد کا ایک شخص بیان کرتا ہے جب لشکر یزید کربلا سے چلے گئے تو میں نے دیکھا کہ خون میں لت پت لاشوں سے نور کی کرنیں پھوٹ رہی ہیں۔

اور ان سے پاک و پاکیزہ خوشبو اٹھ رہی ہے اتنے میں ایک خوفناک شیر ان سر بریدہ لاشوں کے درمیان چلتا ہوا ایک مقدس وجود اور ہدایت کے علم بردار حسینؑ کے پاس پہنچا اور آپ کے مقدس خون میں لوٹنے لگا۔ اور خود کو جسد اطہر سے مس کرنے لگا پھر یون یہ شیر دھاڑا کہ میں ڈر گیا[1]

پھر میں ایک ٹیلے کی اوٹ میں چھپ گیا تاکہ یہ دیکھ سکوں یہ شیر شہداء ساتھ کیا کرتا ہے لیکن اس نے کچھ نہیں کیا۔

وہ شخص کہتا ہے میری حیرت اور تعجب اس وقت مزید بڑھ گیا جب میں نے آدھی رات کے وقت اس دشت کربلا میں روشن شمعیں دیکھیں جب کہ کربلا کی سرزمیں آہ و فغاں اور چیخ و پکار سے گونج رہی تھی

سب ڈرے ہوئے تھے بنی اسد کے عورتوں نے دیکھا ہمارے مرد تو شہداء کے دفن سے خوف کھا رہے ہیں تو اپنے شوہروں کو رو کر کہا اے بے مروت مردو کیا تم لوگوں نے فرزند رسول ﷺ کی شرط قبول نہیں تھی کہ اجساد طاہرہ اور ابدان مطہرہ کو دفن کرینگے[1]

[1] مقتل مقرم ص 421

اب تمہیں کیاہواہے کیاخدا سے نہیں ڈرتے کیا نبی ﷺ سے شرم نہیں آتی ؟

بنی اسد کے مردوں نے یہ سب سن کر کہا ہمیں وہ شرط بھی یاد ہے اور خوف خدا بھی مگر کیا کریں ابن زیاد کے ظلم سے ڈرتے ہیں اگر اسے علم ہوا تو ہمیں مار دیگا۔

اسوقت زنان بنی اسد نے مردوں سے کہا اگر تم لوگوں کو جانوں کا خطرہ ہے تو ٹھیک ہے یہ کام ہم کرینگے

انا نذهب الى دفن اجساد الشهداء انفسنا لهم الفداء و الله يعطى الجزاء[2]

ہم مقتل میں جائینگے اور اجساد شہداء کو دفن کرینگے اس کا اجر خدا ہمیں عطا کریگا

پھر سب نے رونا شروع کی نالا وفریاد کی بیلچے اور دیگر آلات اٹھالائیں اور جانے کی تیاری کی تو مردوں کو بھی ہمت ملی سب اوزار لیکر کربلا پہنچے اور عورتیں بھی ماتم کرتے ہوئے ان کے پیچھے پیچھے تھے

جب بنی اسد کے لوگ قتل گاہ پہنچے تو حیران وسرگردان کھڑے ہوئے کیونکہ کسی بھی جسم پہ سر نہیں تھا۔

تسبیح زہرا ایسے بکھرے تھے کسی کو کچھ پتہ نہیں چل رہا تھا آقا کون ہے یا غلام کون کسی جوان کے سینے میں برچھی تو کوئی دولہا پامال کسی کے بازو کٹے ہوئے تو کوئی ٹکروں میں بٹے ہوئے

اسی عالم میں ایک نقاب پوش سوار کو آتے ہوئے دیکھا اور بنی اسد کے لوگون سے پوچھا کہ کیوں حیران وپریشان کھڑے ہو بنی اسد کے لوگوں نے آنے کا مقصد بتایا اور عرض کیا مولا ہم تو کسی کو نہیں پہچانتے

کیسے پہچانے انسان کی پہچان یا چہرے کرتے ہیں یا لباس سے نہ جسموں پہ لباس تھے نہ ابدان پہ سر

اس سوار نے فرمایا انا اعرفهم و اعرفكم اياهم واحدواحد

---

[1] از مدینہ تا مدینہ جواد زہنی تہرانی ص 440
[2] از مدینہ تا مدینہ جواد زهنی تهرانی

میں سب کو جانتا ہوں اور تمہیں سب کا ایک ایک کر کے تعارف کراتا ہوں سب کو دفن کرتے گئے پھر سجاد ایک ایسے بدن کے پاس پہنچے اتنے زخم تھے قابل شمار نہ تھا

جیسے ہی سجاد علیہ السلام کی نظر اس پہ پڑی سجادؑ نے سر پہ خاک ڈالی اور فرمایا بنی اسد والو یہ میرے مظلوم بابا ہے

امام سجاد علیہ السلام نے نماز پڑھائی اور خود نے مبارک بدن کو دفن کیا اور مٹی ڈال دی گریہ کی اور کانپتے ہوئے انگلی سے قبر پہ لکھا

هذا قبر الحسینؑ بن علی ابن ابی طالب یہ حسینؑ ابن علی ابن ابیطالب کی قبر ہے

اسکے بعد پائینتی کی طرف برادر اکبر کو دفن کیا سید الشھداء اور دیگر شہداے کی تدفین کے بعد بنی اسد نے رخصت لی سجاد نے فرمایا اے دوستو۔ مجھ پہ بہت احسان کی ہے ایک احسان اور کرنا میرے چچا عباس نہر علقمہ کے کنارے پہ بے گور و کفن ہے کیا میرے چچا کو دفن نہیں کرو گے

لاش عباس کو دیکھا تو فرمایا چچا آپ کے بعد دنیا اور اس کی زندگی پہ خاک ہو[1]

جب بدن عباس پہ پہنچے تو سب نے کیا دیکھا بدون دست کے عباسؑ کے لاش کی حالت دیکھ کر سب نے گریہ کی قبر کھودی اور مبارک ہاتھوں کو ایک عبا میں رکھ کر دفن کر دیا گیا[2]

☆الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین☆

---

1 مقتل مقرم ص 428

2 اذمدینہ تا مدینہ جوادزہنی تہرانی ص 440

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

أَلاَ إِنَّ عَيْبَتِيَ الَّتِي آوِي إِلَيْهَا أَهْلُ بَيْتِي، وَ إِنَّ كَرَشِيَ الْأَنْصَارُ. فَاعْفُوْا عَنْ مُسِيْئِهِمْ وَاقْبَلُوْا مِنْ مُحْسِنِهِمْ

مجلس ہشدہم

اسیران آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوفہ میں ورود

آل محمد ﷺ کو ترک وروم کی قیدیوں کی طرح شدید مصائب وآلام کی حالت میں قیدی بنایا گیااور کوفے میں آل نبی ﷺ کو لایا گیا

روایت میں ہے کہ امام حسینؑ کے اصحاب کے سروں کی تعداد اٹھتر تھی اور جو قبیلے کربلا میں موجود تھے۔ انہوں نے ابن زیاد ملعون اور یزید کی خوشنودی کی خاطر سروں کو تقسیم کرلیا

قبیلہ بن قیس کو تیرہ سر ملے ملعون بن اشعث کی نگرانی میں

قبیلہ ہوازن کو بارہ سر ملے شمر ابن زی الجوشن کی نگرانی میں

قبیلہ تمیم کو سترہ سر ملے

قبیلہ بنی اسد کو سولہ سر ملے

قبیلہ مذحج سات سر ملے

اور بقیہ لوگ تیرہ سر کوفہ لے گئے [1]

اہل حرم کوفہ اس طرح داخل ہوئے کہ علی ابن الحسینؑ بے پالان اونٹ پہ سوار تھے۔ ان کی پاؤں سے خون جاری تھا [2]

کثیر تعداد میں تماشائیوں کی صورت میں جمع تھے۔ اسی اثنا میں چھت پہ بیٹھی عورتوں میں سے ایک عورت نے سوال کیا

من ای الاساریٰ انتن ؟

---

[1] لہوف سید ابن طاؤس
[2] مقتل ابو مخنف ص 111

تم کس ملک اور کس قبیلے سے تعلق رکھتے ہو؟[1]

جواب دیا۔فقلن نحن اساری آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم

جواب دیا ہم اسیران آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

یہ سن کر وہ عورت چھت سے نیچے اتری اور اپنے گھر سے لباس چادریں اور مقنعہ لے کر اہل بیت کی خدمت میں لائی تاکہ بیبیاں اپنے سروں کو ڈھانپ لیں[2]

سہل شہرورزی بیان کرتا ہے۔میں اس سال حج سے واپس آیا تو دیکھا کہ تمام بازار اور دکانیں بند ہیں۔کچھ لوگ خوش ہیں تو کچھ ناخوش ہیں۔

میں نے ایک شخص سے سوال کیا؟ آیا کوئی عید یا تہوار ہے جس کا مجھے علم نہیں۔تو اس شخص نے میرا ہاتھ تھام کر ایک طرف لے گیا بہت زور سے رو دیا اور کہنے لگا

میرے بھائی کہاں کی عید کہاں کا تہوار بلکہ خدا کی قسم حسینؑ نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کیا ہے آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قیدی بنا کر لایا ہے جو دشمن ہے خوشی منا رہے ہیں جو دوست ہے رو رہے ہیں[3]

سہل کہتا ہے ابھی اس شخص کی گفتگو ختم نہ ہوئی تھی میں نے دیکھا کہ خوشی کے گیت گائے جا رہے تھے اور فتح کے پرچم بلند کئے جا رہے ہیں

اسی دوران قافلہ حسینیؑ کوفہ میں داخل ہوا اور لوگوں کے گریہ کرنے کی آوازیں بلند ہوئیں

اس کے بعد نیزے پر حسین علیہ السلام سر مبارک بلند ہوا

[1] لہوف سید ابن طاؤس
[2] لہوف سید ابن طاؤس
[3] مقتل ابو مخنف ص 112

اس سے نور کی شعاعیں نکل رہی تھیں۔ یہ منظر دیکھ کر میں اتنا رویا میرا گلا بند ہوا اتنے میں قافلہ پہنچا

آگے آگے سجادؑ تھے پیچھے جناب ام کلثوم کی سواری تھی جو یہ کہ رہی تھی اے کوفہ والو اپنی آنکھیں بند کرلو کیا تمہیں خدا اور رسول ﷺ سے حیا نہیں آتی؟ ان کے حرم پہ نظر کرتے ہو جن کے چہرے کھلے ہیں

اسی اثنا میں شہر کے دروازے سے خولی ملعون پہنچ گیا جبکی اس کے بہت لمبے نیزے پر امام حسینؑ کا سر سوار تھا اور وہ سر چاند کی طرح نیزے پر نور افشانی کر رہا تھا[1]

اسی وقت زینب سلام اللہ کی نظر بھائی کے سر پہ پڑی تو بیبی نے روز عاشورا کے بعد پہلی مرتبہ اس حالت میں سر کو دیکھا تو آپ کی حالت ایسی ہو گئی کی بیان نہیں کی جا سکتی۔

بی بی زینب سلام اللہ علیہا ترستی نظروں سے بھائی کے سر کو دیکھتی تھی۔

برادرم میرے ہلال آپ نے روز عاشور غروب کیا اور میری آنکھوں سے اوجھل ہو گئے تو میری دنیا اب تاریک ہو چکی ہے اے بھائی کون سے مصائب کی شکایت کروں،،

کاش آپ کے بجائے میں نحر ہو جاتی اور تیر قلب پر لگتے

اے بھائی بہن کی اس حالت زار سے اللہ رسول ﷺ کو آگاہ کرو کہ میری بہنیں مصائب میں گھر چکی ہیں

اے بھائی بابا کو سلام دینا اور بتانا زینب کو ذلت اور خواری سے کوفہ شہر میں لائے ہیں

یہ کہکر زینب سلام اللہ نے فرط غم میں اپنا سر محمل کی چوب کو مارا تو پیشانی سے خون جاری ہو گیا

لوگ خوشی کے گیت گائے جا رہے تھے فتح کے پرچم بلند کئے جا رہے تھے۔

---

[1] ازمدینہ تا مدینہ جواد ذہنی تہرانی

اس قافلہ کو بنی خزیمہ کے دروازے پر روکا گیا۔اسوقت امام حسینؑ کا سر مبارک ایک نیزہ پر سوار تھا[1]

اور سورہ کہف کی تلاوت کر رہا تھا۔

جب اس آیت پر پہنچا۔

ام حسبت ان اصحاب الکھف و الرقیم کانوا من آیٰا تنا عجبا

سہل کہتا ہے میں یہ دیکھ بہت رویا اور کہا فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کا سر مبارک سب سے عجیب ہے اس کے بعد مجھے ہوش نہ رہا جب دوبارہ ہوش آیا تو سورہ کہف کی تلاوت ختم کر لی تھی[2]

کوفہ کے لوگ چھتوں پہ تماشائی تھے اور آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے کجاوا اونٹوں پہ اسوقت کوفہ کے لوگوں نے بچوں کی طرف کھجور اخروٹ اور روٹیاں پھینکیں تو زینب سے رہا نہ گیا بلند آواز میں فرمایا

ان الصدقۃ علینا حرام

صدقہ ہم آل رسول پہ حرام ہے ہم آل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور ہم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد ہے[3]

☆الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین☆

---

[1] مقتل ابو مخنف

[2] مقتل ابومخنف ص 113

[3] مقتل مقرم ص 409

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال امام سجاد علیہ السلام

أنت بحمد الله عالمة غير معلّمة، و فهمة غير مفهّمة

مجلس نہزدہم

اسیران آل محمدؑ دربار ابن زیاد میں

جب ابن زیاد ملعون کو لشکر کے آنے کی خبر موصول ہوئی تو ملعون نے منادی کرا دی ہر شخص اسلحہ پہن کر تیار نہ ہو جاو اور دس ہزار سواریوں کو بھیجا جائے۔

تاکہ گلیوں اور کوچوں میں آل محمد ﷺ کو پھراتے وقت کوئی شخص شور نہ کریں۔ سب لوگ باہر پہنچے اور سرہائے مبارک دیکھ کر گریہ کرنے لگے تو مولا سجادؑ تعجب کرنے لگے اگر یہ لوگ رونے والے ہے تو قاتل کون ہے [1]

جناب زینب نے ایک خطبہ دیا جس کے متعلق راوی کہتا ہے

ولم اریٰ و اللہ خفرۃ قط انطق منها [2]

اس جملے میں خفرہ کا لفظ بے حد اہم ہے خفرہ کے معنی ہے باحیا خاتون اور بات چونکہ خطاب کی ہے اس لئے مطلب یہ نکلتا ہے خدا کی قسم میں نے ایسی باحیا خاتون نہیں دیکھی۔

صاحب احتجاج حزیم بن شتیر سے روایت کی ہے

میں نے بازار کوفہ جناب زینب بنت علیؑ کو دیکھا کہ ان سے زیادہ کسی کو فصیح و بلیغ نہیں پایا۔ بازار میں شور و غل تھا لوگوں کو جیسے ہی زینب نے اشارہ کیا۔ سب خاموش ہو گئے اونٹوں کے گلے میں بجنے والی گھنٹیاں بھی رک گئے لوگ آواز نکالنا چاہتے تو بھی نہیں نکل سکتے تھے جب رک گئیں آوازیں تو بی بی نے یہ خطبہ پڑھا

أَمّا بَعْدُ يا أَهْلَ الْكُوفَةِ، يا اَهْلَ الْخَتْلِ وَ الْغَدْرِ وَ الْخَذْلِ وَ الْمَكْرِ، أَلا فَلا رَقَأَتِ الْعَبْرَةُ وَ لا هَدَأَتِ الزَّفْرَةُ، إِنَّما مَثَلُكُمْ كَمَثَلِ الَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَها مِنْ بَعْدِ قُوَّة أَنْكاثاً تَتَّخِذُونَ أَيْمانَكُمْ دَخَلا بَيْنَكُمْ، هَلْ فِيكُمْ إِلاَّ الصَّلِفُ وَ الْعُجبُ وَ الشَّنَفُ وَ الْكَذِبُ وَ مَلْقُ الاْماءِ وَ غَمْزُ الأَعْداءِ، أَوْ كَمَرْعىً عَلى دِمْنَة، أَوْ كَفِضَّة عَلى مَلْحُودَة، أَلا بِئْسَ ما قَدَّمَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَنْ سَخِطَ اللهُ عَلَيْكُمْ وَ فِي الْعَذابِ أَنْتُمْ خالِدُونَ.
أَتَبْكُونَ أَخِي؟! أَجَلْ وَ اللهِ فَابْكُوا فَإِنَّكُمْ أَحْرِياءُ بِالْبُكاءِ، فَابْكُوا كَثِيراً وَ اضْحَكُوا

[1] روضۃ الشهداء ص521
[2] لهوف ص 146 و بحار ج45 ص 108

قَلِيلا، فَقَدْ بُلِيتُمْ بِعارِها وَ مُنِيتُمْ بِشِنارِها، وَ لَنْ تَرْحَضُوها أَبَداً، وَ أَنّى تَرْحَضُونَ قَتْلَ سَلِيلِ خاتِمِ النُّبُوَّةِ، وَ مَعْدِنِ الرِّسالَةِ، وَ سَيِّدِ شَبابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَ مَلاذِ حَرِيمِكُمْ، وَ مَعاذِ حِزْبِكُمْ، وَ مَقَرِّ سِلْمِكُمْ، وَ آسِي كَلْمِكُمْ، وَ مَفْزَعِ نازِلَتِكُمْ وَ الْمَرْجَعِ إِلَيْهِ عِنْدَ مُقاتَلَتِكُمْ، وَ مَدَرَةِ حُجَجِكُمْ، وَ مَنارِ مَحَجَّتِكُمْ، أَلا ساءَ ما قَدَّمَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ وَ ساءَ ما تَزِرُونَ لِيَوْمِ بَعْثِكُمْ[1]

اے مکار کوفیو؛ خدا کبھی تمہارا یہ روناد ھونا بند نہ کرے اور فریاد ے ساکت نہ کرے تم نے ایمان کی بنیاد مکر د ھوکا پر رکھی ہے لہٰذا تم سے دشمنی جھوٹ کے علاوہ کیا توقع کی جاسکتی یہ تمہارا روناد ھونا مگرمچھ کا رونا ہے تم اس سے زیادہ رونے کے اہل ہو۔ پھر اپنے آپ پہ ہنسو کیونکہ بڑا عیب اور ننگ اپنی زندگی میں لگا دیا ہے کہ ہمارے ساتھ د ھوکا کیا۔ اور یہ اپنا ننگ اور عیب کبھی د ھو نہیں سکتے کیونکہ تم فرزند رسول سید جوانان جنت مستضعفین کے ملجاء و پناہ نور ہدایت کو قتل کیا ہے

یہ تم نے آخرت کے ل؛ئے ذخیرہ بنا کر آگے بھیجا ہے یہ تمہاری یہاں اور وہاں جہاں میں بربادی ہے۔ تم نے بہت برا سودا کیا ہے غضب خدا کو دعوت دی ہے۔ ذلت وخواری کو خود گلے لگایا ہے

جب یہ خطبہ بی بی زینب نے دیا تو سارے حیران وپریشان ہو کر رو رہے تھے۔ ایک بوڑھا شخص اس قدر رویا کہ اس کی ریش آنسوؤں سے تر ہو گئی اور آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہہ رہا تھا

آپ پہ میرے ماں باپ قربان آپ کے بوڑھے جوان بچے کائنات کے افضل ترین لوگ ہے [2]

اس مقام پہ سجادؑ نے زینب علیا کو خطبہ روکنے کا حکم دیا

انت عالمۃ غیر معلمۃ وفھمۃ غیر مفھمۃ

آپ عالمہ غیر معلمہ ہے

[1] ازمدینہ تا مدینہ جواد ذہنی تہرانی
[2] لہوف سید ابن طاؤس

جب پندرہ محرم کی صبح ہوئی ابن زیاد نے دربار لگایا۔ تمام امراے شہر اور سالاران لشکر جمع ہو گئے ہر ایک اپنے مقام اور مرتبہ کے مطابق کرسی نشین ہو گیا۔

ابن زیاد ملعون نے پہلے سر مظلوم زہرا اور دیگر سرہائے شہداء لانے کا حکم دیا۔ فرزند رسول ﷺ کا سر چاندی کے طشت میں اور دیگر سر نیزوں کی نوک پہ پیش کئے گئے۔ ملعون نے چوب سے دندان مبارک کی توہین کر رہا تھا ایک صحابی نے جب یہ دیکھا تو اس سے کہا ان ہونٹوں سے چھڑی ہٹا و ملعون میں نے رسول خدا ﷺ کو ان لبوں پر بوسہ دیتے ہوئے دیکھا ہے [1] جب تمام سر پیش کر دیئے گئے پھر اس نے حکم دیا اب قیدیوں کو پیش کیا جائے [2]

جب مخدرات عصمت کو دربار میں لایا گیا تو مؤرخین کے مطابق سب سے آگے سجادؑ بیمار تھے ان کے بعد بصورت قطار ایک رسی میں مقید تمام ذریت رسول کو پیش کیا گیا

جب سب کو پیش کیا تو سب کھڑے رہے مگر زینب ثانی زہراء بیٹھ گئی [3] شاید زینبؑ تھک گئی ہو گی پانچ دنوں سے مسلسل سفر میں جو تھی

شیخ مفید کے مطابق بنت علیؑ نے انتہائی میلا اور بوسیدہ لباس پہن رکھا تھا اور مسجد میں بیٹھ گئی۔ جب ابن زیاد ملعون نے دیکھا تو سوال کیا کہ میری اجازت کے بغیر کون نیچے بیٹھی ہے

اس کے سپاہیوں نے بتایا کہ یہ زینب بنت فاطمہ بنت رسول ﷺ ہے اسوقت ملعون نے کہا

الحمد لله الذی فضحکم وقتلکم و اکذب احد وشتکم

خدا کا شکر ہے جس نے تم لوگوں رسوا کیا تمہارے عزیزوں کو قتل اور تمہاری باتوں کو جھوٹا ثابت کیا

[1] مقتل مقرم ص 422
[2] ریاض الاحزان
[3] مقتل ابومخنف

دختر زہراء نے جواب دیا۔الحمدللہ الذی اکرمنا بنبیہ محمد وطھرنا من الرجس تطھیرا

انما یفتضح الفاسق ویکذب الفاجر وھو غیرنا الحمدللہ[1]

اس اللہ کی حمد ہے جس نے ہمیں اپنے نبی ﷺ سے مشرف فرمایا اور جسطرح پاک رکھنے کا حق اسی طرح پاک رکھا

شاید تجھے معلوم نہیں کہ رسوا بد کردار ہوتے ہیں اور جھوٹ فاجر بولتے جب کہ الحمدللہ وہ ہم میں سے نہیں

ابن زیاد ملعون نے سوال کی جو کچھ اللہ نے نے تمہارے ساتھ کیا وہ کیسا لگا

تو زینب فرماتی ہے۔ما رایت الا جمیلا میں نے جو کچھ اپنے خدا سے دیکھا وہ سب اچھا ہے

اسوقت سجادؑ بیمار کی طرف نظر کی ملعون نے اور کہا کیا اسکو قتل نہیں کیا اسوقت بیمار سجاد نے فرمایا اے ملعون میں سجاد ہوں میرا ایک بھائی علی کو تو نے قتل کروایا ہے۔

اسوقت ملعون نے کہا اسکو خدا نے قتل کیا تو سجاد نے اس آیہ کی تلاوت کی اللہ یتوفی الانفس حین موتھا

ابن زیاد کو جب پتہ ہوا تو حکم دیا اسکو قتل کرو لیجا کر اسوقت شاید زینب نے یہ بات سنی تو بنت علی نے فرمایا ابن زیاد بس کر اس کے علاوہ کون ہے میرا اگر سجادؑ کو قتل کرنا ہے تو پہلے مجھے قتل کرو[2]

☆الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین☆

---

[1] مقتل مقرم و ریاض الاحزان
[2] از مدینہ تا مدینہ جواد ذہنی تہرانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال علی علیہ السلام

نَحْنُ اَقَمْنا عَمودَ الْحَقِّ و هَزَمْنا جُیوشَ الْباطِلِ

مجلس بیستم

اسیران آل محمدؑ زندان کوفہ میں

جب اہل بیتؑ رسالت ﷺ انتہائی مظلومیت کی حالت میں کوفہ میں داخل ہوئے تو اسی دن ابن زیاد لعین کے دربار میں پیش نہ کیا بلکہ ملعون نے حکم دیا کہ قیدیوں کو زندان میں لے جائیں اور کل دربار عام ہو گا اس میں آل رسول ﷺ کو پیش کیا جائے۔

اور دوسرا حکم یہ بھی جاری کر دیا کہ سجادؑ کے پاؤں میں زنجیر ڈال کر قید میں رکھا جائے [1]

راوی کہتا ہے میں کارواں کے ساتھ ساتھ تھا اور ان غریب خواتین کو زندان کی طرف لے جایا جارہا تھا تو جہاں سے گزرتے ہر گلی اور بازار تماشائیوں سے بھرے پڑے تھے۔

جونہی تماشائیوں کی نظر ان پہ پڑتے تو ایک دم لوگوں کا شور وغل بلند ہوتا تھا سر وصورت پر طمانچے مارتے تھے اور زار و قطار گریہ کرتے تھے اسی حالت میں ان مظلوموں زندان میں لے جایا گیا

شیخ صدوق نے امالی میں ابن زیاد کے دربان سے روایت کی ہے۔جب آل محمد ﷺ کا قافلہ کوفہ میں آیا تو چونکہ دربار حسب دلخواہ نہیں سجا تھا اس لئے مع سجادؑ آل محمد ﷺ کو زندان میں بند کیا گیا [2]

جب تک اسیران آل محمد ﷺ اس زندان میں رہے اس وقت تک نہ تو پورا کھانا ملتا تھا اور نہ پینے کو پورا پانی دیتا تھا

زندان اتنا تنگ تھا اس میں بیک وقت مستورات وبچے سو تک نہیں سکتے تھے۔

شیخ صدوق فرماتے ہیں؛ تمام اسیر وں کو ایک انتہائی تنگ مکان میں رکھا گیا اور ان پہ بہت سختی کی۔

سپاہی زندان میں قیدیوں کو آنے جانے سے روکتے تھے۔ پانی اور کھانا نہیں دیتے تھے جس طرح مغضوب علیہم قیدیوں سے سلوک کیا جاتا تھا بلکہ آل محمد ﷺ پہ ان سے بھی زیادہ سختی کی گئی ہے

---

[1] ازمدینہ تا مدینہ جواد زہنی تہرانی
[2] ریاض الاحزان ص 168

والظاهر انهم سجنوا ذكورا واناثا السادة والاماء والخادمة والمخدومة فی سجن واحس لايدرون مايفعل ويستقبلهم من الخطوب المتولدة من البغضاء والحقد والاحن[1]

اس اخبار سے ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ اہلبیت کے کارواں کے مرد اور عورت سردار اور کنیزوں، خادم اور مخدوم سب کو ایک ہی زندان میں رکھا۔ اور وہ نہیں جانتے تھے کہ کل ابن زیاد ان سے کیا سلوک کریگا۔ تمام قیدیوں کو خوف طاری تھا۔ تمام قیدی روتے نوحہ کرتے اور ایک نوحہ میں ہوتا تو دوسرا گریہ کرتا

ایک آہ اور سرد ٹھنڈی سانسیں لیتا تو دوسرا گریہ کرتا ایک مناجات کرتا اور دوسرا یا جدی یا جدی کہتا ایک یا بابا کہہ کر روتا۔ سب سے زیادہ دکھی تو زینب تھی مگر زینب سب کو تسلیاں دیتی جوانوں کو تسلیاں دیتی تھی

حالانکہ خود کو تسلی دینے والا کوئی نہیں تھا۔ زینب جب بھی دکھ بھری آہ کھینچتی تھی عرش بریں کانپ جاتا تھا[2]

زینب سلام اللہ علیہ نے ام کلثومؑ بہن سے کہا اے بہن؛ ہمارے دن تاریک ہونگے۔ اس سے زیادہ ہم پہ کیا ظلم کرنے ہیں۔ آؤ ملکر روئیں اس پر جس پر رونے والا کوئی نہ تھے

اے حسینؑ؛ بہنیں تیرے پیارے ہونٹوں پہ قربان ہوجائیں

ارباب مقاتل لکھتے ہیں۔ جب تمام قیدی زندان میں آگئے اور زندان کا دروازہ بند کردیا تو تماشائی لوگ متفرق ہوگئے بعض لوگ خوش و مسرور تھے جب کہ بعض غمگیں تھے

تمام لوگ گھروں کو چلے گئے۔ لیکن اہلبیت رسول ﷺ زندان میں بھوکے پیاسے روتے رہے۔

ایک روز زندان میں اہلبیتؑ نے گزاری۔ دوسرے دن صبح دارالامارہ کا دروازہ کھلا چھڑکاو کیا گیا اور جھاڑو دیا گیا

---

1 ریاض الاحزان
2 اذمدینہ تامدینہ جواد ذہنی تہرانی

۔ مد عوامرا، وزراءاور حکومتی ارکان دربار میں آئے

ابن زیاد فرعون زمانہ بن کر نمرود اور شداد کی طرح دربار میں آیا اور تخت پر بیٹھا تو منافق کفار چاپلوس اور اشرار ارد گرد جمع ہو گئے۔

ہر شخص اپنی اپنی کرسی پہ بیٹھ گیا۔ دربان اور غلام جمع ہو گئے دربان اور غلام سپاہیوں کے ساتھ دروازے سے باہر صف بستہ کھڑے تھے۔

ابن زیاد ملعون نے حکم دیا کہ امام حسین علیہ السلام کی سر کو طشت میں رکھ کر میرے پاس لایا جائے۔ پس سر سلطان عرب کو اسکے سامنے رکھ دیا اور دوسرے سروں کو بھی لائے گئے

ثم امر باحضار الاساری ذکورا وانا ثامن السجن فی المجلس[1]

ایک حکم یہ بھی دیا کہ آل رسول ﷺ اور اولاد فاطمہ کے قیدیوں کو زندان سے دربار میں لایا جائے

سارے قیدی ابن زیاد کے سامنے کھڑے ہو گئے قیدی مردوں کے سر جھکے ہوئے تھے اور بچے کانپ رہے تھے

ابن زیاد کے جلاد تلواریں نیام سے نکالے قیدیوں کے ارد گرد کھڑے تھے۔ سارے قیدی سہمے ہوئے تھے

اس کے بعد ابن زیاد ملعون نے حکم دیا سر حسینؑ کو کوفہ کی گلی کوچوں میں پھرایا جائے[2]

ملعون ممبر پہ جاتا ہے خداوند کریم کی حمد وثناء کے بعد یہ کہنے لگا خدا کا شکر ہے کہ اس نے حق کو ثابت کیا

یزید کی مدد کی اور نعوز باللہ حسین ابن علی کو قتل کیا[3]

---

1 ازمدینہ تا مدینہ جواد ذہنی تہرانی
2 لہوف سید ابن طاؤس
3 لہوف سید ابن طاؤس

عبداللہ ابن عفیف صحابی رسول ﷺ جو نابینا تھے۔ جو ہمیشہ مسجد کوفہ میں عبادت کرتے رہتے تھے۔ وہ کہنے لگے اے مرجانہ کے بیٹے تو جھوٹا اور تیرا باپ جھوٹا ہے

اے دشمن خدا تو انبیاءؑ کی اولاد کو قتل کر کے ممبر رسول ﷺ پر بیٹھ کر ایسی باتیں کرتا ہے؟

یہ سن کر ابن زیاد غضبناک ہوا اور کہنے لگا کون ہے یہ کہنے والا عبداللہ نے بلند آواز میں کہا میں تھا۔

عبداللہ نے کہا اے دشمن خدا کیا تو ان اولاد پیامبر ﷺ کو قتل کرتا ہے جنہیں خداوند کریم نے ہر قس، کی پلیدی سے پاک رکھا ہے اور پھر بھی خیال کرتا ہے کہ مسلمان ہے [1]۔

کہاں ہے مہاجرین وانصار کی اولاد جوان پلیدوں سے انتقام نہیں لیتیں جسکو رسول خدا ﷺ ملعون ابن ملعون کہتے تھے

ملعون نے عبداللہ ابن عفیف کو شہید کیا گیا بدن مبارک کوفہ کی گلی میں لٹکایا[2]

ابن زیاد ملعون نے اپنے ملازموں سے کہا ان اسیروں مسجد کوفہ کے پہلو میں فلاں سرائے میں پہنچادو۔

اسکے بعد اہلبیتؑ اطہار کو چند روز کے بعد بن ثعلبہ اور شمر کے ہمراہ شام روانہ کر دیا[3]

☆الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین☆

[1] مقتل ابو مخنف
[2] لہوف سید ابن طاؤس
[3] روضۃ الشہداء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مَثَلُ اَهْلِ بَيْتى فيكُمْ كَمَثَل سَفينَةِ نوحٍ عليه السلام مَنْ رَكِبَهَا نَجا

وَ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْها غَرِقَ؛

مجلس بیست ویکم

روانگی اہلبیتؑ بسوئے شام

بعض مؤرخین کے مطابق سرہائے شہداء اور اسیران آل محمد ایک ہی دن روانہ ہوئے۔ کچھ کے نزدیک سرہائے شہداء نیزوں پہ بلند بعض کے نزدیک صندوق میں بند تھے۔

تمام اسیران آل محمد ﷺ رسن بستہ تھے

تمام مستورات کے ہاتھ پس گردن بند تھے

امام سجاد علیہ السلام کے گلے میں طوق وہاتھوں میاں زنجیر اور پاؤں میں بیڑیاں تھیں

جناب سجاد کے گلے میں ایک رسی تھی جس کا دوسرا سرا اونٹ کی گردن میں بندھا تھا تاکہ آپ پیچھے نہ گرے [1]

جناب سجادؑ کے دونوں پاؤں اونٹ کے شکم سے بندھے تھے

ابن زیاد کا حکم تھا

جتنا ممکن ہو سکے جلد سے جلد شام پہنچ جائے

ویران راستہ چھور کر آباد راستہ اختیار کریں

وہی رکا جائے جہاں ماحول سازگار ہو

جہاں سواریوں کے تھک جانے کی وجہ سے قیام کرنا پڑے تو آل محمد ﷺ کو سایہ میں نہ بیٹھنے دیا جائے

جہاں تک ممکن ہو بھوکا اور پیاسا رکھا جائے

جس شہر سے بھی گزرے اسیروں اور سروں کی تشہیر ضرور کریں

---

[1] ریاض الاحزان

جس شہر میں بھی جاو وہاں لوگوں کو زیادہ سے زیادہ جمع کیا جائے

جب یزید کا لشکر قیدیوں کا قافلہ لیکر حران پہنچا تو وہاں پہاڑ کے اوپر ایک قلعہ تھا جس میں یحیٰی نامی یہودی رہتا تھا۔ وہ ان لوگوں کے استقبال کے لئے باہر آیا اور شہیدوں کے سروں کا نظارہ کرنے لگا۔

اچانک اس کی نگاہ سر اقدس امام حسینؑ پہ پڑی تو اس نے دیکھا کہ آپ کے ہونٹ ہل رہے ہیں اس نے آگے بڑھ کر اپنا کان آپ کے ہونٹوں سے لگایا تو یہ کلمات سنے

وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون[1]

جب اس نے اس حال کا مشاہدہ کیا تو حیران ہوا اور پوچھا یہ سر کس کا ہے

لوگوں نے کہا حسینؑ ابن علیؑ

اس نے پوچھا ان کی والدہ کون ہے

لوگوں نے کہا؛ فاطمہ بنت محمد ﷺ

تو یہودی نے کہا اگر ان کے نانا ﷺ کا دین برحق نہ ہوتا تو ان سے یہ برہان ظاہر نہ ہوتی اور اس کے ساتھ ہی کلمہ شہادت زبان پہ جاری کی[2]

جو دستار سر پہ تھی ٹکرے ٹکرے کر کے اہلبیت میں تقسیم کر دی سجاد کو لباس بھی دی تو لشکر شام سے یہ محبت برداشت نہیں ہوا اور کہا کیا کر رہے ہو؟ تم امیر شام کے دشمنوں سے محبت اور انکی حمیت کر رہے ہو

اہلبیتؑ سے دور ہٹ جاو ورنہ ہم تیری گردن کاٹ لینگے یحییٰ یہ سن کر بہت غضبناک ہوا۔

---

[1] ازمدینہ تا مدینہ
[2] روضۃ الشہداء

اخذتہ الغیرۃ وجذبتہ المحبۃ اس کی غیرت ایمانی نے جوش مارا اور محبت اہل بیتؑ کے جذبے نے اس کو جذب کیا۔

اس نے اپنے خادموں کو تلوار لانے کے لئے کہا اور ان پہ حملہ کیا ان میں سے پانچ کو قتل کیا اور خود بھی درجہ شہادت پہ فائز ہو گی

جب یہ صدائیں اہل بیت کے کانوں تک پہنچیں۔ادھر تازہ مسلمانوں کو ابن زیاد کے لشکر نے گھیر لیا اور قتل و غارت کرنے لگے۔یحیٰی نے بہت زخم کھائے اور زخموں سے زیادہ خون بہ جانے کی وجہ سے کمزور ہو گیا اور سجاد کو سلام کر کے سفر آخرت پر روانہ ہوا اور ایک سلام سر مطہر پر بھی کیا[1]

حران کے دروازہ پہ آج بھی یحیٰی شہید کا مزار ہے۔ قادسیہ کی منزل پہنچ کر جناب ام کلثوم نے یہ اشعار پڑھے[2]۔

میرے جوانوں کو قتل کیا اور بزرگ سرداروں کو ہم سے جدا کیا۔اس مصیبت پر گریہ نے میری حسرتوں میں اضافہ کر دیا ہے۔ہم پیغمبر ﷺ کی بیٹیاں ہیں۔ہ،یم بے مقنعہ و چادر شہروں اور قصبوں میں اس طرح پھرایا جارہا ہے گویا ہم مال غنیمت میں حاصل کئے ہوئے ہے۔ یا رسول اللہ ﷺ آپ کے اہلبیتؑ کے ساتھ ان کا یہ سلوک آپ کے لئے بہت تکلیف کا باعث ہے۔اے دشمنان خدا۔خدا کی تم پہ لعنت ہو۔

ابن زیاد کے فوج سرہائے شہداء اور اسیروں کو لیکر روانہ ہوئے اور حصاصہ کے مشرقی حصہ سے گزر کر تکریت جا پہنچی۔وہاں کے حاکم کو اطلاع دی کہ وہ آکر استقبال کیونکہ ان کے پاس سر خارجی ہے نعوز باللہ

یہ اطلاع ملتے ہی حاکم نے منادی کروادی کہ تمام شہر والے اپنے گھروں پہ جھنڈے لہرائیں

ساز بجائیں اور شہر کو سجائیں۔

---

[1] از مدینہ تا مدینہ
[2] مقتل ابو مخنف

لوگ چاروں طرف سے جوق در جوق آنے لگے۔ وہ حاکم بھی شہر سے باہر تمام لوگوں کے ساتھ نکلا اور اس قافلہ والوں سے ملا۔

جو کوئی بھی پوچھتا تھا جواب یہی دیتے تھے ایک خارجی کا سر ہے جس نے یزید سے بغاوت کی تھی اور ابن زیاد نے اسے قتل کر دیا ہے۔

اتنے میں ایک نصرانی جو وہاں موجود تھا کہنے لگا۔ اے لوگو جس وقت یہ سر کوفہ میں لایا گیا تو میں وہاں پہ موجود تھا۔

یہ سر کسی کسی خارجی کا نہیں بلکہ حسین علیہ السلام کا ہے۔ جونہی لوگوں نے یہ سنا تو احترام میں ناقوس کی صدائیں بلند کئے اور کہنے لگے ہم اس قوم سے جس نے نبی ﷺ کی بیٹی کے فرزند کو قتل کیا سخت بے زار ہے [1]

جب یہ باتیں افواج یزید نے سنیں تو تکریت شہر میں داخل نہ ہوئے بلکہ سنسان جگہ سے قافلہ کو آگے بڑھا دیا

اس کے بعد منزل نخلہ سے آگے بڑھا۔

ارمینیا سے ہوتے ہوئے لینا پہ پہنچ کر پڑاو کیا۔ مگر ہر جگہ پہ اسیروں کو دھوپ میں رکھتے تھے

پانی بھی نہیں دیتے تھے نہ غذا۔ سجادؑ سمیت سارے اسیروں کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں تھے اور رسن بستہ تھے

☆الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین☆

---

[1] مقتل ابو مخنف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال امام الصادق علیہ السلام

مَن ماتَ و لَم یعرف امام زمانِہِ ماتَ میتةً جاھِلیةً؛

مجلس بیست ودوم

اسیران آل محمدؐ کی شام میں آمد

جب اسیران آل محمدؐ دمشق کے قریب پہنچے تو زینب سلام اللہ علیہ نے شمر ملعون کی طرف یہ پیغام بھجوایا کہ رسول ﷺ کی بیٹی کہتی ہیں کہ ان قیدیوں کو اس راستے سے لے جاو جہاں تماشائی کم ہو اور سرہائے شہداء کو ہم سے دور لے جاو تاکہ لوگ سروں کو دیکھنے میں مصروف ہو جائیں اور ہمیں نہ دیکھے [1]

لیکن ملعون نے مخدرات عصمت و قیدیوں کو اس حالت میں داخل شہر کیا جس کے زکر سے ہر انسان کی روح کانپ جاتی ہے۔

شمر ملعون نے حکم دیا۔ان قیدیوں اور اسیروں کو اس راستے سے لے جائے جہاں ہجوم زیادہ ہو۔اور سرہائے شہداء کو ان قیدیوں کے درمیان رکھ کر چلو [2]

اور اسی حالت میں اسیران آل محمد ﷺ کو تماشائیوں کے درمیان سے گزارتے ہوئے شہر دمشق کے مرکزی دروازے سے گزارو اور شہر کی جامع مسجد کے دروازے کے سامنے قیدیوں اور سروں کو ٹھہرادو

یکم صفر کو آل محمد دمشق میں داخل ہوئے اور ان اسیروں کو باب الساعات پہ کھڑا کیا۔

آگے آگے سر شہداء اس کے پیچھے مخدرات عصمت وطہارت سجادؑ بھی رسن بستہ سر نیچا کیا ہوا

شام کے لوگ خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے ہوئے ڈھول باجے بجاتے ہوئے گھروں سے باہر نکلے

ایک شخص نے حسینؑ کی بیٹی سے سوال کیا

من ایالسبایا انتم ؟

تم لوگ کس قوم وملت کے قیدی ہو؟

---

[1] مقتل مقرم

[2] لہوف سید ابن طاؤس

Presented by: https://jafrilibrary.org

سکینہ سلام اللہ کیا جواب دیتی ہے

نحن سبایا آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم [1]

ہم اسیران آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے

اس وقت یزید ملعون بالکونی سے بیٹھا ہوا یہ منظر دیکھ رہا تھا اس نے جب اسیروں اور شہداء کے سر نوک نیزہ پہ سور دیکھے اور ایک کوے نے کائیں کائیں کرنا شروع کیا تو ملعون نے اشعار کہئے

کما بدت تلک الحمول و اشرقت   تلک الرؤس علیل شفا جیرون

نعب الغراب قل او لاتقل   قد اقتضیت من الرسول دیونی

جب وہ قافلہ ظاہر ہوا اور وہ سر نیزوں کی بلندی پر چمکے تو کوے نے کائیں کائیں شروع کی۔ تو میں نے کہا اب تو چیک یا نہ چیخ میں نے اپنا قرض رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چکالیا ہے[2]

سہل ابن سعید شہر زوری سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا۔ میں اپنے شہر زور سے بیت المقدس کی زیارت کی خاطر آیا۔ جب شام پہنچا تو شہر میں بہت شور و غل تھا۔

شہر کے تمام دروازے کھلے تھے دکانیں بند تھیں شہر کی صفائی کی گئی تھی اور زینت سے شہر مزین تھا اور لوگ جوق درجوق لباس فاخرہ پہنے بازاروں میں خوش و خرم دکھائی دے رہے تھے۔ اور ایک دوسرے کو مبارک باد بھی دے رہے تھے۔

میں نے ایک شامی سے پوچھا۔ کیا آج کوئی عید وغیرہ تو نہیں؟

---

[1] مقتل خوارزمی
[2] مقتل مقرم

شامی نے کہا۔ کیا تو مسافر ہو؟

سہل نے کہا جی میں آج ہی آیا ہوں

تو اس شامی نے بولا۔ لوگ اس لئے خوش ہے کہ یزید کو عراق میں ایک خارجی پہ فتح حاصل ہوئی ہے

سہل نے پوچھا اس خارجی کا نام کیا ہے؟

شامی نے کہا حسینؑ ابن علی ابن ابیطالبؑ

سہل نے کہا وہ حسین جس کی ماں فاطمہ بنت رسول ﷺ ہے؟

شامی نے کہا۔ ہاں وہی حسینؑ

سہل نے کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

یہ خوشی دختر پیامبر ﷺ کے فرزند کے قتل پر ہے۔ کیا اسکا قتل ہو جانا کافی نہ تھا کہ اب اسے خارجی کہا جا رہا ہے؟

شامی نے کہا اے شخص اس طرح کے بول مت بول اپنی جان پہ رحم کر کیونکہ اگر کوئی شخص حسینؑ کا نام محبت سے لے تو قتل کیا جاتا ہے[1]

سہل کہتے ہیں میں نے زبان بند کی اور سانس بھی اور سر جھکا کر روتا ہوا دروازہ کی طرف بڑھ گیا۔ وہاں دیکھا تو کثیر تعداد میں پرچم داخل ہوئے ان کے پیچھے ڈھول باجے والے تھے۔

لوگ آگے بڑھتے تھے تا کہ سرہائے مبارک کو نزدیک سے دیکھیں

[1] ازمدینہ تا مدینہ جواد زہنی تہرانی

اچانک مجھے سر مظلوم زہراء سلام اللہ علیہ نظر آیا۔ بلکہ مجھے رسول اللہ ﷺ کا چہرہ دکھائی دیا

سہل کہتے ہیں۔ کہ جناب عباس علمدار کا سر نوک نیزہ پر تھا چہرہ ایسا تروتازہ تھا گویا مبارک لبوں پہ مسکراہٹ ہے

منتخب التواریخ میں لکھتے ہیں جب سہل نے اس انداز میں سر مبارک کو دیکھا تو برداشت نہ کر سک

دونوں ہاتھوں سے منہ پرپیٹنا شروع کیا گریبان چاک کیا اور نالہ وفریاد کی ہائے افسوس کہ ریش خون آلود ہے بدن کربلا میں بے کفن پڑا ہے ہائے رسول اللہ ﷺ آپ کہاں ہے۔ اپنے بیٹے کی سر کی حالت تو دیکھیں۔ آپ کی بیٹیوں کو بے حجاب محملوں پہ بٹھا کر بازار عام میں پھرایا جارہا ہے ان کے سروں پہ چادریں نہیں

تماشائیوں کا ہجوم ہے یا علی علیہ السلام یا علیؑ آپ کہاں ہیں؟

یا علی علیہ السلام آپ سے بدر و حنین کے بدلے لئے جارہے ہیں سہل نے ایسا دردناک گریہ کیا

لوگ بھی سہل کے ساتھ رونے لگے

لیکن ہجوم اسقدر تھا کوئی بھی سہل کی طرف متوجہ نہ تھا اور لوگ جشن منارہے تھے۔

سہل کہتے ہیں سروں کے بعد قیدیوں کا قافلہ آیا بے حجاب مستورات محملوں پہ سوار تھیں کوئی بی بی کہتی وامحمداہ ﷺ کوئی واعلیاہ کوئی وااخاہ کوئی واسیداہ[1]

☆الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین☆

[1] اذمدینہ تا مدینہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اَدِّبوا اَولادَکُمْ عَلی ثَلاثِ خِصالٍ : حُبِّ نَبِیِّکُمْ

و حُبِّ اَهْلِ بَیْتِهِ وَ عَلی قِراءَةِ الْقُرآنِ

مجلس بیست وسوم

اسیران آل محمدؐ بازار شام میں

Presented by: https://jafrilibrary.org

ابی مخنف سہل سے روایت کرتا ہے کہ ہم دمشق شہر میں موجود تھے۔ دیکھا بازار سنسان ہیں اور لوگ مستی کی حالت میں جیسے اپنے عقلوں کو خیر باد کہ دیا ہو گھوم رہے ہیں اسی دوران یہ لشکر بھی دمشق میں وارد ہو گیا۔ ایک شخص نے یزید کے پاس جا کر کہا۔ اے خلیفہ خدا تیری آنکھیں ٹھنڈی کر دی ہے۔۔ یزید بولا۔ کیسے؟ وہ شخص بولا سر حسینؑ کے یہاں پر آنے سے۔ یہ سن کر وہ ولدالزنا یزید نے بولا۔ خدا نے تیری آنکھیں ٹھنڈی نہیں کی ہیں؟ اس کے بعد حکم دیا اسکو قید میں ڈال دو۔ یزید نے حکم دیا کہ ایک سو بیس سوار جا کر سر امام حسینؑ لے کر آئیں۔

چنانچہ سواروں کا یہ دستہ شہر سے باہر اس طرح آیا کہ جھنڈے لہرائے جا رہے تھے اور تکبیروں کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں[1]

صاحب کتاب سہل سے روایت کرتے ہے۔

جب ام کلثوم اور زینب سلام اللہ علیہ کا محمل گزرا تو سہل ان کے محمل کے قریب گیا اور محمل کے پائے کو پکڑ کر کہا

السلام علیکم یااھل البیت الرسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ[2]

بی بی نے سلام کا جواب دیا اور پوچھا اے عبد خدا تو کون ہے؟ کہ اس شہر میں جو ہمیں سلام کر رہا ہے یہاں کے لوگ تو ہمیں دشنام کرتے اور گالیاں بکتے ہیں۔

سہل نے عرض کیا بی بی میں سہل شہر زوری ہوں تمہارے نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صحابی ہوں

جب بی بی کو معلوم ہوا کہ سہل ان کے محبوں میں سے ہے تو فرمایا اے سہل؛ تو نے دیکھا ہے امت نے ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا ہے

1 مقتل ابو مخنف
2 اذمدینہ تا مدینہ

ہمارے جوانوں کو قتل کیا گیا ہے ہمیں قیدی بنایا گیا ہے۔ جیسے کنیزوں اور غلاموں کو قیدی بنایا جاتا ہے اور ہمیں بے حجاب محملوں پہ سوار کیا گیا ہے

سہل نے عرض کیا بی بی کوئی حکم ہے تو اطاعت کروں

بی بی نے فرمایا اس محمل کھینچنے والے سے کہو کہ ہمارے محملوں کو پیچھے رکھے اور سرہائے شہداء کو آگے لے جائیں تاکہ لوگ سروں کو زیادہ دیکھیں اور ہم پر نظر نہ ڈالیں۔[1]

سہل نے ایسے ہی کیا[2]

ایک بوڑھا شامی حضرت سجادؑ کے قریب ایا اور اس نے امام سے کہا شکر ہے اس خدا کا جس نے تم لوگوں کو ہلاک کیا اور یزید کو فتح دلادی۔ مولا سجادؑ نے اس سے فرمایا۔ کیا تو نے قرآن مجید کی تلاوت کی ہے؟

اس نے جواب دیا جی ہاں۔ پھر امام نے فرمایا کیا تو نے یہ آیات پڑھی ہے؟

قل لا اسئلکم علیہ اجرا الاالمودۃ فی القربیٰ[3]

اے نبی ﷺ کہ دیجئے میں تم لوگوں سے اس کے سوا کوئی اجر رسالت نہیں مانگتا سوائے کہ تم میرے قرابت داروں سے مؤدت کرو۔ امام سجادؑ نے اس سے پھر سوال کیا۔ کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول پڑھا ہے؟

واعلمو ا انما غنمتم من شیء فان للہ خمسہ ولرسول ولذی القربی[4]

اور جان لو کہ تم مال غنیمت میں سے جو کچھ لو اس کا پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے قرابت داروں کا ہے۔ تو اس بوڑھے نے جواب دی ہاں میں نے یہ آیت پڑھی ہے

---

1 اذمدینہ تا مدینہ جواد زہنی تہرانی
2 مقتل مقرم
3 سورہ شورہ آیت 33
4 سورہ انفال 41

پھر امام عالی مقام نے فرمایا خدا کی قسم ان آیات میں موجود قربیٰ ہم ہی ہیں

امام نے پوچھا کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پڑھا ہے

انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا [1]

بے شک اللہ تعالی کا یہ ارادہ ہے کہ تم اہل بیت سے تمام رجس کو دور رکھے اور پاک رکھئے جس کا حق ہے

تو اس بوڑھے نے جواب دیا۔ ہاں میں نے یہ آیت پڑھی ہے

پھر امام سجادؑ نے فرمایا ہم ہی وہ اہلبیتؑ ہیں جنکو اللہ نے پاکیزگی سے مختص کیا ہے [2]۔

شیخ کو جب معلوم ہوا کہ یہ خارجی نہیں بلکہ ذریت پیغمبر ﷺ ہیں۔ تو اس نے سر جھکایا اور بہت گریہ کیا پھر عرض کیا

کیا آپ اہل بیتؑ پیامبر ﷺ ہی سے ہے؟

امام نے فرمایا خدا کی قسم ہم ہی اولاد فاطمہ ہیں

شیخ نے کہا۔ میں قربان جاؤں مجھے معاف کر دو میں آپ کو نہ جانتا تھا لہذا گالیاں بکتا رہا اب مجھے معاف کر دو

پھر اس شیخ بزرگ نے تین بار کہا

اللھم انی اتوب الیک اللھم انی اتوب الیک اللھم انی اتوب الیک [3]

اے میرے اللہ میں نے توبہ کی اور آل محمد ﷺ کی دشمنوں پہ تبرا کرتا ہوں

---

[1] سورہ احزاب 33
[2] مقتل مقرم
[3] اذ مدینہ تا مدینہ جواد زہنی تہرانی

پھر اپنا عماہ سر سے اتارا اور زمینپہ پھینکا اور خاک کو سر پہ ملائی اور بار بار رو رو کر توبہ کرتا

جب یہ حالت دیکھی تو مولا سجادؑ نے فرمایا۔

اے بزرگوار تمہاری توبہ قبول ہے اب زمین سے اپنا سر اٹھاو

شیخ نے کہا اگر میری توبہ قبول ہے تو آپ کے اونٹ کے پاؤن کے پاس موت آجاؤں۔

جب یزید کے سپاہیوں اس شیخ کے توبہ کی خبر یزید لعین کو پہنچائی تو اس نے حکم دیا اور شیخ کو قتل کیا اور وہ شہید ہو گیا[1]

مقتل ابو مخنف میں ہے۔ کہ شہداء کے سروں کو خیزران کے دروازے سے داخل کیا گیا۔

ننانوے پرچم وارد شہر ہوئے پھر شہداء کے اور بعد میں اسراء وارد کئے گئے

سروں میں سے سر حسینؑ کو بلند نیزے سوار کیا ہوا تھا اور وہ نیزہ خولی کے ہاتھ میں تھا۔ اور وہ ملعون بلند آواز میں کہتا تھا

انا صاحب الرمح الطويل انا صاحب المجد الاصيل

جب یہ بات زینب نے سنی تو فرمایا اے ملعون تو کسی ہستی کے قتل پہ فخر کرتا ہے جسکے نانا محمد ہیں اور ماں فاطمہ ہیں[2]

☆الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین☆

---

[1] ازمدینہ تا مدینہ جواد زہنی تہرانی
[2] مقتل ابومخنف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم

اللّٰهُمَّ أحِبَّ حَسَنا وحُسَينا وأحِبَّ مَن يُحبُّهُما

مجلس بیست و چہارم

آل رسولؐ دربار یزید میں

زبان سجاد علیہ السلام پہ جسوقت دربار یزید جارہے تھے۔یہ کلمات جاری تھے۔

شہر دمشق میں اسطرح سے ذلیل وخوار ہوا ہوں جیسے میں ایک حبشی غلام ہوں میرے جد ہر میدان پہ مشہور ہیں ۔اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور میرے بزرگ علی علیہ السلام ہیں اے کاش یزید مجھے اسطرح اسیری میں نہ دیکھتا

اسی دوران ایک کھڑکی کھلی جسمیں پانچ عورتیں بیٹھی تھیں۔ان میں سے ایک عورت کا قد خمیدہ تھا جس وقت سر مولا اس کے مقابل آیا وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور ایک پتھر اٹھا کر دندان پہ دے مارا[1]۔

شاید سجادؑ وزینبؑ نے بھی دیکھے ہونگے اچانک کھڑکی ٹوٹی وہ سب ہلاک ہوگئیں

ابن زیاد کے لشکر کی کوشش تھی کہ اہل بیتؑ کو دروازہ ساعۃ سے وارد کریں[2]۔لیکن ہجوم مانع تھا اور کوشش کے باوٴجود یہ ناممکن ہوگیا۔

لہذا مجبور ہو کر دوسرے دروازے سے داخل کیا گیا۔یہ عین زوال شمس ظہر کا وقت تھا کہ جب اہل بیتؑ کو شہر کی جامع مسجد میں پہنچا دیا۔اور یہاں سے دارالامارہ کی طرف لے جایا گیا۔

اہل بیتؑ اطہار کو کئی گھنٹے اس دروازہ پر روکے رکھا اسی وجہ سے اس دروازہ کو باب الساعہ کہا جاتا ہے

جب اہل بیتؑ شام میں وارد ہوئے تو ان کو ایک خرابہ مکان میں ٹھہرایا گیا دوسرے دن یزید نے پہلا حکم یہ دیا میرے دربار کو آراستہ کیا جائے۔اور رنگ برنگے پردے لٹکائے جائیں۔

پھر خود یزید لعین نے نفیس ترین ریشمی لباس پہنا قیمتی بادشاہی زیورات سے خود کو آراستہ کیا۔شراب کی تمام اقسام کو ترتیب سے مہمانوں کے سامنے رکھے گئے

---

[1] مقتل ابو مخنف

[2] اذمدینہ تا مدینہ

جب تمام انتظام مکمل ہوئے تو ملعون نے حکم دیا کہ اب آل رسول ﷺ کو پیش کیا جائے۔

پس نوکر اور غلام خرابہ زندان میں آئے تو تمام قیدیوں، عورتوں اور بچوں کے گریہ وزاری کی صدا بلند ہوئے۔ان کا گریہ آسمان تک پہنچ رہا تھا۔انہیں مجبور کر کے ایک زنجیر اور لمبی رسی میں باندھ کر دربار کی طرف کھینچا گیا۔

مولا سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں۔

کہ رسی کا ایک سر میری گردن میں تھا اور دوسرا جناب زینب سلام اللہ علیہ کے بازو میں بندھا ہوا تھا۔جب چلنے میں دقت ہوتی تو ظالم نیزوں اور تازیانوں سے مارتے کیونکہ قیدیوں میں بہت چھوٹی بچیاں اور چھوٹے بچے بھی تھے۔

بلند قامت مستورات جب بچوں کو اٹھانے کے لئے رکتے تو انہیں بھی نیزے اور تازیانے مارتے اور بیبیوں کی نالہ و فریاد بلند ہوتی تھیں۔[1]

مقرم کے نزدیک ان اسیروں کو دربار یزید میں داخل کرنے سے پہلے ان کے لئے ایک رسی لائی گئی اور سب کو اسی رسی میں جکڑ دیا۔اس رسی کو سجاد کے گلے سے گزار کر زینب وام کلثوم اور رسول خدا ﷺ کی باقی بیٹیوں کے گلوں میں باندھ دیا گیا[2] اسی حالت میں اہل حرم کو یزید کے سامنے لائے گئے

امام علی ابن الحسینؑ نے فرمایا۔انشدک اللہ یا یزید ماظنک برسول اللہ لو رانا علیٰ ھذہ الصفۃ[3]

اے یزید تو رسول اللہ ﷺ کے بارے میں کیا خیال رکھتا ہے؟اگر وہ ﷺ ہمیں اس حالت میں دیکھیں؟

یزید ملعون نے یہ سن کر حکم دیا رسی کو کھولا جائے

---

[1] ازمدینہ تا مدینہ جواد زہنی تہرانی
[2] مقتل مقرم ص 467
[3] لہوف سید ابن طاؤس

اسکے بعد ملعون نے سر امام حسینؑ کو سامنے رکھا گیا۔اور مخدرات عصمت کو سر کے پشت بٹھایا گیا تا کہ وہ سر حسینؑ کو نہ دیکھ سکیں۔ لیکن علی ابن الحسینؑ نے دیکھ لیا۔

جیسے ہی زینب سلام اللہ کی نگاہ سر برادر پہ پڑی تو بی بی نے منہ پیٹنا شروع کر دیا[1]۔اور ایسی دردناک آواز کے ساتھ روئیں جس نے دلوں کو تڑپا دیا۔

یا حسیناہ یا حبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یابن مکۃ والمنیٰ یابن فاطمۃ الزہراء سیدۃ النساء یابن بنت مصطفیٰ

راوی کہتا ہے کہ زینب سلام اللہ علیہ نے دربار میں موجود درباریوں کو رلا دیا۔اور یزید لعین خاموش ہو گیا

اس کے بعد ملعون نے چوب خیزران کی چھڑی طلب کی اور امام حسینؑ مقدس لبوں اور دانتوں پر مارنے لگا

دربار یزید میں صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی موجود تھے۔

کہنے لگا وائے ہو اے یزید تم پہ کیا تم فرزند فاطمہ سلام اللہ علیہا کے دونتون پہ چھڑی مار ہا؟

میں نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس دانتوں کا بوسہ لیتے ہوئے دیکھا ہے اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسنینؑ کے بارے میں یہ فرماتے تھے۔ انتما سید الشباب اہل الجنۃ

تم دونوں جنت کے جوانوں کے سردار ہو

اور خدا قتل کرے اور لعنت کرے تمہارے قاتلوں پر اور ان کے انتقام جہنم قرار دے[2]

یزید ملعون اس بات سے غضبناک ہوا اور حکم دیا کہ اسے دور لے جاو

[1] لہوف سید ابن طاؤس
[2] لہوف سید ابن طاؤس

اس کے بعد ملعون نے اشعار پڑھنا شروع کر دئے

اے کاش میرے وہ بزرگان جو جنگ بدر میں قتل کئے گئے آج زندہ ہوتے اور دیکھتے کہ طائفہ خزرج کس طرح ہماری تلواروں کے سامنے شکست کھا چکے ہیں۔

اور رو رہے ہیں اور اس منظر کے دیکھنے سے وہ خوشیوں کے شادیانے بجاتے اور کہتے اے یزید سلامت رہو۔ میں خندف کی اولاد سے نہ ہوں اگر میں بنی ہاشم سے ان کے کئے کا بدلہ نہ لوں[1]

یکا یک زینب علیا کی آواز بلند ہوئی

اظننت یا یذید ؛ حیث اخذت علینا اقطار الارض وافاق السماء فاصبحنا نساق کما تساق الاسارٰی ان بنا علی اللہ ھوانا و بک کرامہ[2]

اے یزید کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ تو نے ہمیں عام قیدیوں کی طرح در بدر پھرا کر ہم پر زمین و آسمان کے سب راست بند کر دئے ہیں اور اس سے تیری عزت میں کچھ اضافہ ہو گیا اور ہماری وجاہت میں کوئی کمی آ گئی ہے

اے یزید تیرے پاس مکر و فریب کا جتنا ذخیرہ ہے اسے جی کھول کر کام میں لے آ۔ ہر طرح کے جتن کر کے دیکھ۔ اپنی جد جہد مزید تیز کر دے اپنی حسرتیں نکال لے مگر یاد رکھ اس کے باؤجود تو دنیا سے ہمارا نام مٹا سکتا ہے نہ شہرت کم کر سکتا ہے۔ اور ہاں مٹنے والا اور فنا ہونے والا تو ہی ہے[3]

زینب کی خطبہ نے یزید کے ہوش اڑا دئے اور یزید کے دماغ میں بھری ہوئی ہوا نکل گئی وہ غصے میں بل کھانے لگا۔ اس نے زینب کا دل جلانے کے لئے سر حسینؑ سے بے ادبی شروع کی۔

☆الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین☆

---

[1] لہوف سید ابن طاؤس
[2] بحار الانوار ج 45 ص 133
[3] لہوف سید ابن طاؤس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال علی علیہ السلام

ذِكرُنا أهلَ البَيتِ شِفاءٌ مِنَ العِلَلِ وَ الأَسقامِ و وَسواسِ الرَّيبِ

مجلس بیست و پنجم

آل رسولؐ زندان شام میں

جب اسیران آل محمد ﷺ کو دربار یزید میں لایا گیا تو لعین یزید نے زینب کبرا سلام اللہ علیہا سے کہا جو کچھ کہا ہے تو کہو۔اس وقت زینب علیا نے فرمایا اے لعین تیرے ساتھ زین العباد بات کرینگے۔

پھر سجادؑ نے فرمایا'اے لعین کیا تم یہ امید لگا رکھا ہے ہم تجھے احترام کرینگے قسم خدا کی تم ہمارے لئے ایک فضول شیء ہو جس کی کوئی حیثیت نہیں[1]

یزید لعین نے کہا اے جوان تم نے ٹھیک کہا ہے کیونکہ تمہارا دادا اور باپ حکومت لینے کی آرزو رکھتے تھے لیکن خدا نے دونوں کو قتل کر دیا اور ہم خدا کا شکر ادا کرتے ہیں

امام نے فرمایا۔میرے والد خلافت کے اہل تھے یا تو؟ حالانکہ میرے باپ تمہارے پیغمبر کے بیٹے تھے۔تو اپنی حکومت پر تکبر نہ کرو کیونکہ خدا کو تکبر کرنے والے پسند نہیں

یزید غضبناک ہوا اور جلاد کو حکم دیا۔اس جوان کو قتل کرو جلاد آیا سجاد کا ہاتھ پکڑ لیا تو اہلبیت کی فریادیں بلند ہوئیں۔ امام زین العابدین علیہ السلام نے گریہ کیا اور رسول خدا ﷺ سے شکوہ کیا اے جد بزرگوار میری مدد کیجئے آپ کے بیٹے حسینؑ کو قتل کیا آپ کی نسل کو پارہ پارہ کر دیا ہے۔اور آپ کی بیٹیوں کو کنیزوں کی طرح ذلت وخواری سے قید کر کے ہجوم عام میں پھرا رہے ہیں

زینب علیا سلام اللہ علیہا کے اس خطبہ سے دربار یزید میں کھلبلی مچی اور وہاں موجود لوگ آپس میں ایک دوسرے سے اس گمراہی اور ضلالت کے بارے میں گفتگو کرنے لگے کہ وہ کس وادی میں سرگرداں ہیں۔اس یزید لعین کو اس کے سوا اور کوئی چارہ نظر نہ آیا تو اس نے آل رسول ﷺ کو مجلس سے نکالا دیا اور حکم دیا خرابہ زندان میں بھیج دیا جائے[2] پس؛اسیران آل محمد ﷺ کو زندان میں بھیج دیا

---

[1] از مدینہ تامدینہ جواد زہنی تہرانی
[2] مقتل مقرم

یزید لعین نے قتل سجادؑ سے منصرف ہونے کے بعد حکم دیا۔ان کے گلے سے زنجیر کھول دی جائے اور انکو دوبارہ زندان میں بھیجا جائے

ایک ایسی خرابہ میں لایا گیا جسکی چھت نہ تھی رات کو سردی دن میں گرمی نہ بچھونا نہ اوڑھنا۔

تمام مستورات اپنے شہیدوں اور جوانوں کی یاد میں روتے رہتے تھے۔ہر کونے میں زندان کے تین چار عورتیں حلقے بنائے شہیدوں کو یاد کرتے اور آنسو بہاتی تھیں۔تمام بچے سر زانوں پہ رکھ کر روتے رہتے تھے [1]

جس زندان میں آل محمد ﷺ کو رکھا گیا۔اس کے متعلق مؤرخین کی آراء مختلف ہیں۔

اس اختلاف کی وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ معض مؤرخین نے یزید کی طرف داری کی کوشش کی ہے

زندان شام ایک خرابہ ے ھا۔جس کی دیواریں اس قدر بوسیدہ تھیں۔کہ قریب سے گزرنے والے بھی ڈر ڈر کے جلدی سے گزرتے تھے کہ کہیں دیوار گر نہ جائیں [2]

اس زندان میں کہیں چھت نہ تھی۔نہ سردیوں میں آرام نہ گرمیوں میں سکون نہیں معلوم آل رسول ﷺ نے کیسے گزارا

گرمیوں کے متعلق تو بعض مقاتل میں یہ ملتا ہے کہ طلوع آفتاب کے بعد جوں جوں سورج بلند ہوتا جاتا تھا سیدانیاں دیوار کے سائے میں سمٹتی جاتی تھیں اور جب سایہ ختم ہوتے تو بچوں کو گود میں لیکر خود کھڑی ہو جاتی تھیں اور بار باری ایک قدم پہ کھڑے ہو کر گرمی کا وقت گزرتی تھیں۔

سردیوں اور گرمیوں کی وجہ سے سیدانیوں کے چہرے کے رنگ تک بدل گئے تھے

---

1 از مدینہ تامدینہ جواد زہنی تہرانی
2 لواعج الاحزان

اسی وجہ سے شاید مدینہ میں واپسی کے بعد عبداللہ ابن جعفر کو پوچھنا پڑا تھا کہ بنت زہراء کون ہے؟[1]

یزید ملعون چاہتا تھا کہ اسیران آل محمدﷺ میں سے کوئی بھی واپس مدینہ نہ جائیں جو کربلا میں شہید ہو گئے ہو تو کربلا رہ گئے اور جو شام تک بچ گئے ہیں وہ یہیں پہ شہید ہوان اکثر مستورات ہی تھیں۔

یزید ملعون انہیں تلوار سے شہید نہیں کر سکتا تھا۔اس لئے ملعون نے سوچا آل محمدﷺ کسی ایسی جگہ رکھیں جہاں دیوار تلے دب کر آل محمدﷺ شام میں ہی ختم ہو اسی لئے آل محمدﷺ کو اس نے خرابہ میں رکھا۔

علامہ مجلسی بحار میں فرماتے ہیں۔

اہل بیتؑ کے مردوں سے بارہ افراد تھے دربار یزید میں ان تمام کے گلے میں اور زنجیر ڈالے گئے تھے دربار سے واپسی پہ زنجیر اتارنے کا حکم دیا تھا

مستورات اپنے جوانوں کے فراق میں آنکھوں سے ابر نیسان کی طرح آنسو بہا رہی تھیں اور یہ حالت تھی تمام مخدرات سفر کی وجہ سے تھکی ماندی تھیں

ان سب کے چہرے کے رنگ اڑے ہوئے تھے چہرے زرد ہو چکے تھے بدن نحیف اور کمزور ہو چکے تھے تازیانوں کی وجہ سے جسم پر نیلے داغ تھے۔سب کے دلوں میں موت کی تمنا تھی دنیا سے سیر ہو چکی تھیں اور خدا سے مناجات کرتی تھیں[2]

مخدرات نے اول شب زندان میں نوحہ وزاری میں گزار دی کیونکہ دلوں میں جو تمنائیں تھیں وہ بھی تو نکالنی تھیں کیونکہ عاشورا سے اب تک کسی کو بھی رونے نہیں دیئے تھے۔اس زندان میں کوئی نگہبان بھی نہیں تھے لہٰذا تمام اہل حرم نے کھل کر اپنے دل کے غم کو ہلکا کیا۔

---

[1] لواعج الاحزان
[2] از مدینہ تا مدینہ

زینب سلام اللہ مرثیہ پڑھتی تھیں سب روتے تھے۔

اے مستورات؛ میرے بھائی روز عاشورا پیاسا میدان میں کھڑے تھے اور فرماتے تھے۔

اے قوم میں حیدر وصی نبی ﷺ کا بیٹا ہوں میری ماں فاطمہ ہے جو شفیعہ محشر ہے میں حسینؑ ہوں رسول خدا ﷺ کے دل کا چین ہوں۔ میری صرف ایک بات مانو

میرے بچوں کو ایک گھونٹ پانی دو ان کے جگر کباب ہو گئے ہیں۔ ان پیاس سے مرنے والوں کو پانی دو تا کہ زندہ ہو جائیں۔ ان ملعونوں نے میرے بھائی کے جواب میں کیا کہا پتہ ہیں؟

انہوں نے میرے بھائی سے کہا۔ اے حسین تیرے لئے ہمارے پاس پانی نہیں بلکہ نیزے اور تلواریں ہیں

یا ہم سے جنگ کرو یا ابن زیاد کی بیعت تو حسینؑ نے فرمایا میں جنگ کے لئے حاضر ہوں[1] میرے بھائی نے اس قدر جنگ کی میدان خالی ہو گیا۔ پھر ایک سہ شعبہ تیر کیا آیا میرے بھائی زمین پر گرا دشمنوں نے خوشی کا اظہار کیا

☆الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین☆

[1] از مدینہ تا مدینہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال امام مهدی علیہ السلام

لأَنْدُبَنَّكَ صَباحاً و مَساءً و لأَبكِيَنَّ عَلَيكَ بَدَلَ الدُّموعِ دَماً.

مجلس بیست و ششم

شہادت حضرت سکینہ سلام اللہ علیہا

عصر کے وقت یتیم بچے در زندان پہ جا کر بیٹھ جاتے اور شامیوں کو دیکھتے شامی بچے اپنے والدین کے ساتھ خوشی خوشی گھر جاتے دیکھ کر بچے پر شکستہ پرندوں کی طرح زینب علیا کا دامن پکڑتے اور پوچھتے پھوپھی اماں کیا ہمارا کوئی گھر نہیں ہمارے باپ کہاں ہیں؟۔ہم کب گھر جائینگے؟

ان بچوں میں ایک بچی حسینؑ کی بیٹی تھیں جن کا نام فاطمہ تھا باپ کی مفارقت اور بھائی کی جدائی نے اس بچی کو بہت ہی متاثر کیا تھا۔

ایک رات اس بچی نے خواب میں اپنے بابا کے سر مبارک کو تخت یزید پر اس طرح دیکھا کہ یزید لعین اپنی چھڑی سے دندان مبارک پر جسارت کر رہا ہے بچی بیدار ہوئی اور یہ مطالبہ کی این والدی[1]؟

اس بچی کے لئے قلب امام میں ایک خاص مقام تھا ہر وقت اپنے بابا کے پاس رہتی تھی امام بھی اپنی اس بچی کو گود میں رکھتے اور چومتے اور خوشبو بھی لیتے تھے[2]

جب بیبیوں نے شدت گریہ کی وجہ پوچھی تو فرمایا؛میرے بابا کو لاو میرے نور چشم کو لاو تا کہ میں ان کی زیارت کر سکوں۔انی رائیت راسہ بین یدی یذید وھو ینکثہ

پھوپھی میں نے خواب دیکھا ہے سر بریدہ یزید کے سامنے پڑا ہے وہ ظالم سر مبارک پہ چھڑی مار رہا ہے

مجھے ابھی بابا کے سر مبارک سے ملاو اہل حرم نے جس قدر بھی چاہا کہ اسے خاموش کرائیں نہ کرا سکیں بلکہ اور بھی شدت سے گریہ وزاری میں اضافہ ہوا بس فقط منہ سے یہی آواز نکلتی تھی کوئی میرے بابا کو بلا لے

اچانک سجادؑ کے دامن کو پکڑ کر بچی نے اس قدر گریہ کی۔حتیٰ غشی علیھا وانقطع نفسھا

[1] ریاض الاحزان
[2] ازمدینہ تا مدینہ جواد زہنی تہرانی

بے ہوش ہوئی اور سانس رک گئے۔امام بچی کی غربت پر رو پڑے امام کو دیکھ کر تمام مستورات بھی رونے لگیں۔

طاہر عبداللہ دمشقی کہتا ہے اس وقت یزید کا سر میرے زانو پر تھا اور فرزند زہراء کا سر ایک طشت میں پڑا تھا۔

جون ہی قیدیوں کے رونے کی آواز بلند ہوئی تو میں نے دیکھا سر کے اپر سے رومال ایک طرف گیا اور سر نے بلند ہونا شروع کیا اور چھت کے قریب جا کر بلند آواز سے فرمایا اے بہن زینب میری بیٹی کو خاموش کراؤ

پھر میں نے دیکھا سر نیچے طشت میں آیا اور یزید لعین سے مخاطب ہو کر بولا اے یزید میں نے تیرا کیا بگاڑا تھا کہ مجھے قتل کیا ہے اور میرے اہل و عیال کو اسیر کیا ہے پس اس آواز سے یزید کی آنکھ کھلی اور اس نے مجھ سے پوچھا طاہر کیا بات ہے؟

میں نے کہا اے یزید جب زندان سے قیدیوں کے زار و قطار رونے کی آواز آرہی ہے اور یہ دیکھا جب شدت آئی تو سر حسینؑ طشت سے اٹھ کر چھت کے قریب جا کر فرمایا بہن زینب میری بیٹی کو خاموش کراو۔

یزید نے غلام کو بھیجا جاو زندان کی خبر لاو اس نے جب خبر لی تو یزید کو سارا واقعہ کہ ڈالا تو یزید نے ملعون نے کہا سر حسین کو لے جاو تا کہ اسے آرام آجائے

جب سر مبارک کو بی بی کے سامنے رکھا تو رومال ہٹایا اور پوچھا ماھذا الراس[1]؟

یہ کس کا سر ہے؟ دیگر بیبیوں نے کہا یہ آپ کے بابا کا سر ہے تو سر مبارک پر گر پڑیں کبھی بابا کے کٹے گلے پہ بوسہ دیتی تھیں کبھی داڑھی کو چومتے تھے اور ایسے دکھی بین کئے شہر شام کی دیواریں لرز گئیں[2]

بی نے سات بین کئے دیواریں بھی لرز گئیں

---

[1] ریاض الاحزان
[2] از مدینہ تا مدینہ جواد زہنی تہرانی

پہلا بین؛ یا ابتاہ من ذالذی خضبک بدمائک ؟

بابا؛ مجھے یہ بتاو کس ظالم نے آپ کو آپ کے خون سے خضاب کیا ہے؟

دوسرا بین:یاابتاہ من ذالذی اتتمنی علی صغیر سنی

بابا: کس ظالم نے مجھے بچپن میں یتیم کیا

تیسرا بین:یا ابتاہ من للنساء الحاسرات یا ابتاہ من للارامل المسبیات

بابا یہ سر برہنہ مستورات کہاں جائیں اور زنان بے شوہر اپنی جگہ کہاں تلاش کریں؟

چوتھا بین:یا ابتاہ من للعیون الباکیات یاابتاہ من بعدک واخیبتاہ من بعدک وا غربتاہ

بابا: یہ روتی آنکھیں اور بے مقنع وچادر جسم اور یہ پردیسی قیدی اپنے پریشان جسم کے ساتھ کہاں جائیں آپ کے بعد ہماری دنیا تاریک ہو گئی ہے؛

پانچواں بین:یا ابتاہ و کنت لک الفداء لیتنی کنت قبل ھذا الیوم عمیا یا ابتاہ لیتنی وسدت الثریٰ والا اریٰ شیبک مخضبا باالدماء

اے باباکاش آپ کی یہ حالت دیکھنے سے پہلے میں قربان ہوتی اور اے کاش آپ کی یہ حالت نہ دیکھتی کاش میں دفن ہو جاتی اور آپ کی مبارک ریش خون آلود نہ دیکھتی

بی بی اسی طرح بین کرتے سب جناب سکینہ کے ساتھ روتی تھیں

آہستہ آہستہ سکینہ کی صدا کم ہونے لگی آواز بیٹھ گئی شاید تھک گئی ہو گی حسین کی بیٹی زندان میں

سارے مستورات رونے کے بہانے ڈھونڈ رہی تھیں[1]

آج ان کو بھی بہانہ ملی رونے کی سب نے جی بھر کے زہراء سلام اللہ کو ان کے لعل کا پرسہ دیئے

سر حسینؑ سے خون صاف کرتی تھی مگر دوبارہ اسی قدر خون سے گلا رنگین ہوتا تھا

چھٹا بین:یا ابتاہ من جر راسک یا ابی من ارتقیٰ من فوق صدرک قابضا لحیتک

بابا جب تک دم میں دم ہے آپ کے سر مبارک کو سینے سے لگا کر رکھونگی

ساتواں بین:یا ابتاہ من للنساء الثاکلات [2] بابا یہ بیوہ عورتیں کیا کریں۔

اس کے بعد بچی نے اپنا منہ بابا کے لب پہ رکھا بین تمام کی مگر روتی رہی اسوقت سر مطہر سے آواز آئی بیٹی میرے پاس آجانا جب بچی نے یہ آواز سنی تو بے ہوش ہوئی فغشی علیھا لم تفق بعدھا سانس رک گئی دوبارہ ہوش میں نہ آئی جب بی بی کی نبض پہ سجاد نے ہاتھ رکھا تو کہا

انا للہ و انا الیہ راجعون - اللہ اکبر بابا کی جان بابا کے پاس گئی۔

جب زینب سلام اللہ قید سے چھوٹیں تو زینبؑ نے محمل سے سر نکال کر شامی عورتوں سے فرمایا ہماری ایک امانت زندان میں رہ گئی ہے۔اگر وقت ملیں تو کبھی اس قبر پہ حاضری دینا پانی چھڑکنا اور چراغ روشن کرنا[3]۔

☆الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین☆

---

[1] از مدینہ تا مدینہ جواد زہنی تہرانی
[2] ریاض الاحزان
[3] از مدینہ تا مدینہ جواد زہنی تہرانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال الصادق علیہ السلام

اَلبَرَکَةُ مِن قَبرِ الحُسَینِ بنِ عَلیٍّ علیه السلام عَشَرَةُ اَمیالٍ

مجلس بیست و ہفتم

اہل حرم کی رہائی واربعین حسینیؑ

یزید لعین نے جب اہل حرم کو رہا کیا تو امام سجادؑ کو بلا کر پوچھا بتاؤ جو کچھ چاہیئے میں تیری تین حاجت پوری کرونگا[1]۔

تو سجاد علیہ السلام نے فرمایا: پہلی حاجت یہ ہے کہ میرے باباؑ کے سر مبارک کو واپس کردو تاکہ میں زیارت کر سکوں

دوسری حاجت یہ ہے کہ جو ہمارے مال واسباب لوٹے ہیں وہ ہمیں واپس کیئے جائیں

تیسری حاجت یہ ہے اگر تو نے مجھے قتل کرنے کا مصمم ارادہ کرلیا ہے تو کسی امین شخص کو مقرر کر تاکہ وہ مستورات کو مدینہ تک پہنچائے

یزید لعین نے کہا تم اپنے باپ کی کبھی زیارت نہیں کر سکوگے (مقتل مقرم اور بعض مقاتل کے نزدیک یزید نے تمام سروں کو سجادؑ کے حوالے کیا امام زین االعابدین علیہ السلام نے تمام سروں کو شہداء کے جسموں سے ملحق کردیا[2]) اور میں نے تجھے معاف کیا۔ اوران مستورات کو تو ہی مدینہ پہنچائے گا۔ جو اموال تم سے چھینے تھے ان کے بدلے میں کئی گنا زیادہ قیمت ادا کرونگا۔

سجادؑ فرمانے لگا اے یزید ہمیں تمہارے مال کی کوئی ضرورت نہیں ہمیں اپنے مال ہی چاہئے کیونکہ اس میں میری دادی زہراء سلام اللہ کے ہاتھوں سے بنے ہوئے لباس مقنعہ وچادر ہیں

لوٹے ہوئے اموال کی گٹھری بندی ہوئی تھی۔ اسے کھولا گیا تو اس میں ایک پرانا لباس جسمیں کافی سوراخ اور پھٹا ہوا تھا۔

یزید نے غور سے دیکھا اور کہا یہ کیا ہے؟

بتایا گیا یہ حسینؑ کی وہ قمیص ہے جو آخری وقت پہن کر آئے تھے جسکو اخنس بن مرتد نے لوٹی تھی۔

---

1 لہوف سید ابن طاؤس
2 مقتل مقرم

یزید نے کہا یہ ممکن نہیں کیونکہ حسینؑ تو سلطنت کا دعویٰ کرتے تھے وہ لباس فاخرہ پہنتے تھے۔یہ پھٹی پرانی قمیص کیسے ان کی ہو سکتی ہے

کہا گیا یہ لباس اس لئے امام حسینؑ نے پہنا تھا کہ پرانا سمجھ کر لوٹا نہ جائے اور بطور کفن جسم پہ رہے مگر ظالموں نے اس کو بھی لوٹا۔

یزید نے پوچھا اس میں کیوں اس قدر سوراخ ہیں؟

کہا گیا یہ سوراخ تیروں اور نیزوں کے لگنے کی وجہ سے ہیں جب زینب علیا کی نگاہ خون آلود قمیص پر پڑی تو زینب سلام اللہ علیہا نے واحسیناہ کی صدائیں بلند کئیں

یزید لعین بولتا رہا سجادؑ کے آنسو بہتے رہے۔اس کے بعد یزید کے حکم سے حرم کے لئے محمل اور ریشمی گدے مہیا کئے گئے اور بہت سا درہم دے کر ام کلثوم سلام اللہ علیہا سے کہا یہ رقم حسین علیہ السلام کے قتل کا عوض ہے [1]

حضرت ام کلثوم نے فرمایا اے یزید تو کتنا سنگدل ہے۔میرے بھائی کو قتل کر کے مجھے یہ رقم اس کے بدلے میں دیتا ہے۔خدا کی قسم؛یہ ناممکن ہے،،۔

پھر اونٹوں کو بہترین پالانوں سے سجا کر ایک ساربان بشیر ابن جزلم جو محب اہلبیت تھا اس کے ساتھ روانہ کر دیا

جب محملوں کو لایا گیا تو مستورات اور بچوں کو ان محملون میں بٹھایا گیا کچھ شامی عورتین گریہ وزاری کر رہی تھیں کچھ چھتوں سے خاموش دیکھ رہی تھیں۔اسوقت زینب سلام اللہ نے محمل [2] سے سر نکالا اور رو کے فرمایا اے شام والو۔ ایک امانت اس خرابہ زندان میں چھوڑ کر جا رہی ہوں میری سکینہ کا خیال رکھنا قبر پہ پانی چھڑکتے رہنا

---

[1] مقتل ابی مخنف

[2] از مدینہ تا مدینہ جواد زہنی تہرانی

جب قافلہ نے حرکت کی تو اہل حرم نے سار بان سے کہا اے بشیر ابن جزلم ہمیں کربلا کے راستے سے لے جایا جائے

جوں جوں قافلہ کربلا کے قریب جارہا تھا ہر بی بی اپنے عزیزون کو یاد کرتی تھیں

اکبر کی ماں اکبر کو یاد کرتی ہے قاسم کی ماں قاسم کی جوانی پہ۔اچانک حسینؑ کی تربت کی خوشبو زینب محسوس کرتی ہے تو زینب سلام اللہ علیہا اچانک سے مرثیہ پڑھنے لگیں

اے بھائی تیری بہن زینبؑ پہنچی ہے آپ کے بعد میں نے بہت دکھ دیکھے اور مجھے گلیوں میں پھرایا گیا مجھے خود پر اس قدر حوصلے کی امید نہ تھی کہ آپ کے بغیر کربلا سے شام تک پہنچ سکوں گی لیکن خدا نے حوصلہ دیا اے بھائی تیری بہن کو بازار میں ننگے سر اور ننگے پاؤں پھرایا گیا[1] جب مین یزید کی دربار میں پیش ہوئی تھی تو کئی مرتبہ خدا سے مین نے موت مانگی ۔ قافلہ چلتے چلتے کربلا پہنچتے ہیں[2]

جس طرح اس بات میں اختلاف ہے کہ آل محمد ﷺ زندان شام میں کتنا عرصہ رہے اسی طرح کربلا پہنچنے کی روایات میں بھی اختلاف ہے

کچھ نے تو یہ کیا ہے کہ آل محمد ﷺ نے پہلا چہلم شام کے زندان میں گزارے بعض نے کہا سب سے مستند بات یہ ہے کہ آل محمد دو سال کے بعد کربلا دوبارہ پہنچے[3]

جب کربلا پہنچے اہل حرم تو وہاں آئے جہاں امام حسینؑ گھوڑے سے گرے تھے۔جب آل رسول ﷺ مقتل میں پہنچی تو وہاں جابر ابن عبداللہ انصاری کو پایا جو چند ہاشمیوں کے ساتھ غریب زہراء سلام اللہ علیہا کی قبر کی زیارت کے لئے ائے تھے یہ بیس صفر کا دن تھا[4]

---

[1] از مدینہ تا مدینہ جواد زہنی تہرانی
[2] مقتل ابی مخنف
[3] ریاض الاحزان
[4] از مدینہ تا مدینہ جواد زہنی تہرانی

قبر حسینؑ کی زیارت کے لئے اس حالت میں آگے بڑھے کہ وہ سب گریہ وازاری کر رہے تھے۔ حضرت جابر قبر مطہر کے قریب کھڑے ہو کر فریاد کرتے ہوئے تین دفعہ یا حسینؑ کہا پھر فرمایا

اے حسینؑ کیا اپنے دوست کے سلام کا جواب نہیں دے گا۔ لیکن میرے آقا آپؑ جواب کیسے دیں آپ کی گردن کی رگوں کو کاٹ کر خون آلود کر دیا گیا اور آپؑ کے سر مبارک کو بدن سے جدا کر دیا گیا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ پر اسی طرح مظالم ڈھائے گئے حضرت یحییٰ پر ڈھائے گئے تھے[1]

پھر حضرت جابر ابن عبداللہ انصاری نے دیگر شہدائے کربلا کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا

السلام علیکم ایتہا الارواح التی حلت بفناء الحسین برحلہ اشھد انکم اقمتم الصلاۃ وآتیتم الزکواۃ وامرتم بالمعروف وھیتم عن المنکر و جاھدتم الملحدین و عبد تم اللہ حتیٰ اتاک الیقین والذی بعث محمدا بالحق نبیا لقد شارکنا فیما دخلتم فیہ

اے ارواح آپ پر سلام ہو کہ جو حضرت امام حسینؑ کے قبر پہ آئیں اور انکے احاطے میں اپنی سواریاں بٹھائیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے نماز قائم کی اور زکواۃ ادا کی نیکیوں کا حکم دیا اور برائیوں سے منع کیا۔ آپ نے ملحد اور منکرین سے جہاد کیا اور اسقدر عبادت خدا انجام دی منزلت یقین پہ فائز ہوئے

اللہ اکبر سجاد علیہ السلام جو چیزیں شام سے لائے تھے۔ ان میں سر حسینؑ بھی موجود تھا اور دوسرے شہداء کے سر بھی موجود تھے۔ امام سجاد علیہ السلام سب سروں کو اجسام مبارک سے ملحق کرتے ہے[2]

☆الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین☆

---

[1] مقتل مقرم
[2] مقتل مقرم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال امام الباقر علیہ السلام

اِنّ الحُسَینَ صاحِبَ کَربَلا قُتِلَ مَظلوما، مَکروبا عَطشانا،

مجلس بیست و ہشتم

اہل بیتؑ کا مدینہ میں واپس آنا

جب حضرت سجاد علیہ السلام نے تین دن کربلا میں قیام کیا تو سوائے مدینہ جانے کے اور کوئی راہ نظر نہ آئی کیونکہ بیبیاں ایک قبر سے اٹھتی دوسری قبر پہ جاکر گریہ شروع کردیتی ہیں۔

بشیر ابن جذلم کہتا ہے: جب ہم مدینہ کے قریب پہنچے تو امام سجاد علیہ السلام اپنی سواری سے اترے اور اپنی سواری کو بٹھایا اور اپنا خیمہ لگایا پھر مستورات کو سواریوں سے نیچے اتارا۔

اس کے بعد مجھ سے فرمایا۔اے بشیر کیا تم شعر کہہ سکتے ہو میں نے عرض کیا جی ہاں یا ابن رسول اللہ

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا؛ مدینہ میں جاوانہیں ابوعبداللہ کی شہادت کی خبر سناو۔

بشیر کہتا ہے میں اپنے سواری پہ سوار ہو کر داخل مدینہ ہوا۔اور جب میں مسجد نبوی کے قریب پہنچا تو میں نے روتے ہوئے یہ مرثیہ پڑھا[1]

یا اهل یثرب لا مقام لکم بها	قتل الحسین فادمعی مدارا
الجسم منه بکربلا مضرج	والراس منه علی القناة

اے مدینہ والو؛اب یہ مدینہ رہنے کے قابل نہیں رہا۔ حسینؑ کو شہید کیا گیا جس پر میری آنکھوں سے آنسو برس رہے ہیں آپ کا جسم اطہر خون میں لت پت تھا اور آپ کے سر مبارک کو نیزہ پہ چڑھا کے شہر بہ شہر پھرایا گیا

پھر میں نے کہا صرف سجادؑ علیہ السلام اکیلا مستورات کو لیکر پہنچے ہیں

بشیر کہتا ہے؛میرے اعلان کے بعد لوگ تیزی سے اپنے گھروں سے نکلے سارے لوگ واویلا کر رہے تھے لوگ سجاد علیہ السلام کے گرد جمع ہو رہے تھے

[1] مقتل مقرم

جناب محمد حنفیہ بھی آنسو بہاتے اور حسینؑ حسینؑ کرتے ہوئے اس قافلہ کے پاس پہنچے جب سیاہ علموں اور خیام حسینؑ پہ نظر پڑی

تو گھوڑے سے زمیں پہ گر پڑے اور بے ہوش ہوئے[1]

بیمار کربلا خود آئے ان کے سر کو اپنے گود میں رکھا تو محمد حنفیہ کو ہوش آیا آنکھ کھولی تو تو اپنے یتیم بھتیجے کو اپنے سرہانے دیکھا تو فریاد کی اور فرمایا

یابن اخی این اخی ؟

اے میرے بھتیجے میرے بھائی کہاں ہے؟ میرے سر کے تاج حسین کہاں ہے؟

این قرۃ عینی و ثمرۃ فوادیاین خلیفۃ ابی ؟

میری آنکھوں کی ٹھنڈک میرے دل کے میوہ میرے باپ کے خلیفہ حسینؑ کہاں ہیں؟

سجاد علیہ السلام نے فرمایایا عمی اتیتک یتیما

چچا میں یتیم ہو کر واپس آیا ہوں روز عاشور آپ کربلا میں نہ تھے ہم پہ پانی بند ہوا پھر جنگ مسلط کی صبح سے ظہر تک سب شہید ہوئے۔

تیروں اور نیزوں سے ان جوانوں کو جن کی مثال دنیا میں نہ تھی ٹکرے ٹکرے کر دئے

پھر شام اور کوفہ کے راستے کے مصائب بیان کرتے رہے اور محمد ابن حنفیہ اپنے سر و سینہ پہ ماتم کرتے رہے

آخر ایک بار رو کر فرمایا؛

---

[1] ازمدینہ تامدینہ جواد زہنی تہرانی

یعز علی یا اباعبد الله یا اخی کیف طلبت ناصرا فلم تنصروا معینا فلم نمن

مجھے سب سے زیادہ اس بات نے دکھی کر دیا میرے بابا مدد مانگتے رہے کوئی مدد کو نہ آیا بابا ھل من ناصر کے استغاثے بلند کرتے رہے کوئی مدد کو نہ آئے

پھر جناب محمد حنفیہ بہنوں کے پاس آئے تو عورتوں میں قیامت کا شور غم اور گریہ بلند ہوا

محمد حنفیہ کی نظر زینب سلام اللہ پر پڑی تو ان کو نہ پہچانا۔ کیونکہ اتنے دکھ ملیں تھیں علی کی بیٹی کو زیادہ صدمے مصیبتیں اور دکھ دیکھنے سے چہرے کا رنگ بدل گیا تھا اور بال سفید ہو گئے تھے [1]

سجاد مسلسل آنسو بہا رہے تھے ہاتھ میں ایک رومال تھا جس سے منہ پوچھ رہے تھے اہل حرم مدینے میں داخل ہوئے مرد سجاد علیہ السلام کے ساتھ تھے۔

اور عورتیں دختران بتول سلام اللہ کے ساتھ مسجد نبوی پہنچے وہاں اہلبیتؑ نے ظالموں کے ظلم کا شکوہ کیا۔

پھر وہاں سے جناب زہراء کی قبر پہ پہنچے

یہ بات مسلم ہے کہ بیٹی اپنے دکھ ماں کے سوا کسی سے بھی نہیں کہتی ہے اور ماں سے کوئی دکھ نہیں چھپاتی۔

جب زینب کی نگاہ قبر اطہر پہ پڑی تو زینب کی صبر ٹوٹ گئی گر گئی علی کی بیٹی جسے یزید لعین کے افواج ابن زیاد کے سپاہی نہ ڈرا سکے وہ علی کی بیٹی ماں کی قبر پہ گر پڑی

پھر بین کر کے فرمایا۔ ماں میں حسینؑ کو نہ لا سکا معاف کرنا

ہاں ایک نشانی ساتھ لائی ہوں اور پھر امام حسینؑ کو خون آلود پیراہن نکالا قبر پہ رکھا اور عرض کی ماں یہ ہے وہ نشانی جو میں سنبھال کر لائی ہوں [1]

---

[1] از مدینہ تا مدینہ جواد زہنی تہرانی

ماں کیا نہیں پوچھو گی کہ تیرے زینب پہ کیا گزری؟

ماں ہمیں ترک قیدیوں کی طرح قیدی بنا کر شہر شہر پھرایا گیا۔ زہرا کی قبر اطہر کو زلزلہ آیا بی بی زہرا کا ہاتھ باہر نکلا اور پیراہن حسینؑ کو اپنے ساتھ قبر میں لے گئی اور قیامت کو یہی قمیص لیکر دربار توحید آئیگی

جب اہل حرم واپس پہنچے تو تین دن تک امام حسینؑ کے گھر مجلس عزا اور ماتم داری ہوتا رہا

کچھ دن کے بعد تو لوگوں کا غم ہلکا ہوا مگر اہلحرم کو نہ دن کو چین تھا نہ رات کو سکون وہ ہمیشہ گریہ وزاری میں رہتے تھے

آنسو بہاتے اور فریادیں بلند کرتے تھے حتیٰ کہ سات سال تک اہلبیتؑ کے چولہوں سے کسی نے دھواں بلند ہوتے ہوئے نہ دیکھا

جب تین دن کے بعد لوگ ایک دوسرے کا حال پوچھنے لگے تو بشیر نے اجازت لی زینب علیا نے فرمایا خدا کی قسم بشیر نے بہت خدمت کی اس کے حق میں کوئی احسان کیا جائے

مگر کیا دوں کچھ بچا بھی نہیں دو کنگن دو بازو بند وکچھ زیوارات کنیز کو دیکر یہ فرمایا یہ بشیر کو دے اور یہ بتانا یہ صلہ تو نہیں مگر ہمارے جد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے اس کو قبول کرنا اب میرے پاس اس کے سوا کچھ نہین تو بشیر کہتے قیامت کے روز مجھے فراموش مت کرنا یہ کہ کر ہدیہ قبول نہ کی[2]

☆الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین☆

---

[1] ازمدینہ تا مدینہ جواد زہنی تہرانی
[2] از مدینہ تامدینہ جواد زہنی تہرانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال امام سجاد علیہ السلام

انَّ الْمَعْرِفَهَ، وَكَمالَ دينِ الْمُسْلِمِ تَرْكُهُ الْكَلامَ فيما لايُغْنيهِ، وَقِلَّهُ ريائِهِ،

وَحِلْمُهُ، وَصَبْرُهُ، وَحُسْنُ خُلْقِهِ

مجلس بیست ونہم

شہادت امام سجاد علیہ السلام

امام سجاد جب مع اہل حرم واپس مدینہ پہنچے تو لوگوں نے سوال کئے مولا سب سے سخت تکلیف کہاں ہوا

تو مولا نے تین بار فرمایا الشام الشام الشام

مولا سجاد علیہ السلام نے واقعہ کربلا کے بعد مدینہ میں فتنوں سے دور رہنے عبادت کے لئے فراغت پانے اور بابا پر گریہ کرنے کے لئے لوگوں سے کنارہ کشی اختیار کرلی آپ دن رات اپنے بابا پر گریہ کرتے رہتے یہاں تک کہ آپ کے چاہنے والے ایک نے شخص نے آپ سے کہا مولا اس قدر گریہ مت کریں

کیونکہ مجھے ڈر ہیں کہیں آپ دنیا سے رخصت نہ ہو جائیں[1]

اے شخص میں اپنے حال کی پراگندگی اور اپنے حزن وملال کا اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں شکوہ کرتا ہوں کیونکہ مجھے کربلا میں بکھرے ہوئے لاشے اور جب بھی اپنی بہنوں کو دیکھوں تو مجھے شام غریباں کا وہ وقت یاد آتا ہے جب ایک خیمہ سے دوسرے خیمہ کی طرف بھاگ رہی تھیں

خیموں میں آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلے مجھے یاد ہے۔امام سجادؑ نے کفر وضلالت کے پیروکاروں کو وحی اور رسالت کی بیٹیوں پر حملہ آور ہوتے ہوئے دیکھا

آپ نے نبی زادیوں کے ساتھ ہونے والے وہ ظلم وستم دیکھے جو مروت وجواں مردی کی شریعت میں ہرگز جائز نہیں

جب مخدرات عصمت کے مال واسباب کو لوٹا جارہا تھا ان کے مقنعوں کو چھینا جارہا تھا اور انہیں مارا پیٹا جارہا تھا۔ سارے منازل سجادؑ کیسے بھولتا

امام سجاد علیہ السلام پینتیس برس شہدای کربلا پر روئے

[1] مقتل مقرم

جب بھی آپ کے سامنے غذالا یا جاتا تو جانب کربلا رخ کرتے اور فرماتے۔

آہ یا ابا عبد اللہ قتلت جائعا۔ اے فرزند رسولﷺ آپ بھوکے شہید ہوئے۔

اسکے بعد ہچکی بندھ ہو جاتی اور کھانے کو ہاتھ تک نہیں لگاتے

جب پانی سامنے لایا جاتا پانی کو دیکھتے ہی بے ساختہ دھاڑیں مار کر روتے اور فرماتے

اہ یا ابا عبداللہ قتلت عطشانا ۔اے فرزند رسولﷺ آپ پیاسے شہید ہوئے

پھر روتے روتے بے ہوش ہو جاتے اور پانی کو بھی ہاتھ نہیں لگاتے

ایک دن آپ کا غلام آیا عرض کیا مولا۔آپ کھانے اور پانی کو دیکھ کر روتے رہتے ہیں نہ پانی پیتے ہیں اور نہ کھانا کھاتے ہیں۔اس طرح تو آپ کی زندگی کو خطرہ لاحق ہوگی[1]

آپ علیہ السلام نے فرمایا۔اے غلام کیا تجھے معلوم ہے کہ یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے ان مین سے صرف ایک ہی گم ہوا تھا حالانکہ یعقوب جانتا تھا کہ اس یوسف علیہ السلام زندہ ہے لیکن فراق یوسف میں اس قدر روئے بال تک سفید ہوا کمر خم ہوئی آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔

جب کہ میں نے اپنے باباو بھائی اور سترہ نوجوانوں کو تین تین دن بھوکا اور پیاسا خاک وخون میں غلطاں دیکھا ہے

کیا میں اس طرح پانی پی سکتا ہوں کھانا کھا سکتا ہوں

وا اباہ ا ا کل و قتل ابو عبد اللہ جائعا

ہائے بابا میں کیسے کھانا کھا سکتا ہوں جب کہ آپ بھوکے شہید ہوئے

[1] ریاض الاحزان

وأباه ءاشرب وقتل ابو عبد الله عطشانا

ہائے بابامیں کیسے پانی پیوں جب کہ آپ پیاسے شہید ہوئے

ایک روز زینب بنت علیؑ جناب جابر بن عبداللہ انصاری کے پاس تشریف لائیں اور فرمایا

اے صحابی رسول ﷺ آپ کو معلوم ہے کہ ہم اہلبیتؑ کا آپ پہ حق ہے

جابر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا میری جان آپ اہلبیتؑ پہ قربان ہو جائے میں اچھی طرح جانتا ہوں آپ حکم کریں۔

بی بی نے فرمایا جابر میری خواہش ہے کہ آپ امام سجادؑ کو کثرت عبادت سے روکیں۔

باپ اور بھائی کے غم میں گریہ نے بدن سجاد کو خالی کر دیا ہے

نہ کچھ پیتا ہے نہ نہ کچھ کھاتا ہے۔اور بعض اوقات تو روتے روتے غش بھی کھاتا ہے [1]

جناب جابر مولا سجادؑ کے پاس آئے تو آپ مصلیٰ عبادت پر مصروف نوافل تھے

جابر نے سلام کیا اور پہلو میں بیٹھ گیا

مولا سجاد نے جواب سلام کے بعد فرمایا اے صحابی رسول ﷺ کیسے تشریف آوری ہوئی

جناب جابر نے عرض کیا۔مولا میں صرف یہ عرض کرنے آیا ہوں

کہ آپ معصوم ہیں آپ کی محبت باعث جنت اور آپ کی عدوات موجب جہنم ہے۔

---

[1] ریاض الاحزان

آپ کافی کمزور ہیں سفر عراق وشام نے آپ کے جسم پر گوشت نہیں چھوڑا تا حال آپ کے زخموں سے خون بہ رہا ہے

مدینہ واپسی کے بعد آپ مسلسل مصروف عزاداری رہتے ہیں اگر عبادت کو کچھ کم کر دیں تو کوئی حرج نہیں ہو گا۔

آپ نے ایک طویل سرد آہ بھری اور فرمایا۔ آپ کو معلوم ہے جس ہستی کے صدقہ میں معصوم ہوں وہ کس قدر عبادت کیا کرتے تھے۔ میرے نانا کی عبادت کے مقابلہ میں میری عبادت تو کچھ بھی نہیں۔

آپ مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں۔

مجھے اپنے جد امیر المومنین اور جد بزرگوار سلطان انبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کے نقش قدم پر چلنے دیں اگر میں ان سے بڑھ کر عبادت خالق نہ کر سکوں تو کم از کم ان جتنی عبادت تو کروں[1]

امام سجاد (ع) محرم الحرام سنہ 94 (یا 95) ہجری، کو 57 سال کی عمر میں اموی بادشاہ "عبدالملک بن مروان" کے حکم پر اس کے ایک بیٹے کے ہاتھوں مسموم ہوئے اور بستر شہادت پر لیٹ گئے

امام علیہ السلام کی شہادت واقع ہوئی تو پورا مدینہ امام علیہ السلام کے سوگ میں عزادار ہو گیا، مرد وزن، گورا کالا اور چھوٹا بڑا سب امام کے غم میں گریاں تھے اور زمین وآسمان سے غم کے آثار نمایاں تھے

☆الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین☆

[1] ریاض الاحزان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال امام الحسین علیہ السلام

إِنَّكِ حَقّاً مِنْ شَجَرَةِ النُّبُوَّةِ وَ مِنْ مَعْدَنِ الرِّسالَةِ

مجلس سی ام

شہادت بی بی زینب سلام اللہ علیہا

جناب زینب سلام اللہ پیدا ہوئیں تو اس وقت رسول خداﷺ کہیں پر تشریف لے گئے تھے جناب زہراء سلام اللہ علیہانے مولا علیؑ سے عرض کی اس بیٹی کا کوئی نام رکھ دیجئے تو مولائے متقیان نے جواب دیا میں علیؑ اس سلسلہ میں آپ کے والدﷺ پر سبقت نہیں کرونگا۔اور رسول خداﷺ کی آمد کا منظر رہونگا

جب رسول خداﷺ سفر سے واپس تشریف لائے تو مولا علیؑ نے جناب زینب سلام اللہ علیہا کی تولد کی خبر دی تو فرمایا: زہراء سلام اللہ علیہا کی اولاد میری اولاد ہیں۔ لیکن ان کے بارے میں فیصلہ خدا کرتا ہے۔

اس کے بعد جبرائیل امین نازل ہوئے اور عرض کی کہ خداوند عالم آپﷺ پر سلام بھیجنے کے بعد فرماتا ہے اس دختر کا نام زینب رکھ دیجئے کہ مین نے اس کا نام لوح محفوظ میں یہی رقم کیا ہے۔اسوقت رسول خداﷺ نے بچی کو گودی میں لیا بوسہ دیا اور فرمایا میری وصیت ہے سب اس بچی کا احترام کریں یہ خدیجہ کبریٰ کی مانند ہیں [1]

زینب سلام اللہ علیہ نے عہد طفلی ہی میں دیکھا تھا کہ کیا کچھ ہونے والا ہے۔

ایک دن خدمت رسولﷺ میں آئیں اور فرمایا۔ یارسول اللہﷺ کل میں نے ایک خواب دیکھا ہے کہ شدید قسم کی ہوا چلی اور دیکھتے ہی دیکھتے طوفان میں بدل گئی

اس طوفان میں میں راستہ بھٹک جاتی ہوں اور ایک درخت کے اوٹ میں پناہ لیتی ہوں لیکن اس آندھی نے اس درخت کو بھی اکھاڑ دیا اور میں زمین پر گرپڑی

پھر میں نے اس درخت کی ایک شاخ کے نیچے پناہ لی لیکن وہ بھی تادیر باقی نہ رہی اسی طرح میں اس درخت کی دوسری شاخ کے نیچے آئی مگر آندھی نے اسے بھی توڑدی اس کے بعد میں دو جڑے ہوئے شاخوں کے نیچے آئی لیکن ناگاہ وہ بھی ٹوٹ گئی اور میں ڈر کر خواب سے بیدار ہوئی [2]

---

[1] ریاحین الشریعہ
[2] زینب کبریٰ جعفر قندی ص 19

خواب زینب سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت روئے اور فرمایا

زینب جس درخت کے نیچے تم نے پہلی بار پناہ لی وہ میں ہوں جو جلد از جلد دنیا سے رخصت ہو جائینگے اور اسکے بعد دو شاخیں تمہارے والدین ہیں کہ وہ بھی دنیا سے اٹھ جائینگے اور جو دو جڑی ہوئی شاخیں تمہارے بھائی حسن و حسین ہیں جن کی مصیبت میں دنیا تاریکی میں ڈوب جائے گی

کچھ روز کے بعد تمام جہانوں کے سروں سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ اٹھ گیا اور زینب پہلی بار اولین پناہ گاہ سے محروم ہو گئیں

اس کے بعد ماں نے داغ مفارقت دی۔ماں پر ظلم بابا کی گوشہ نشینی سے زینب کو بہت کچھ سیکھنے کو ملیں سارے مصایب آپ کے قلب اطہر پہ اثرانداز ہوئے

پر علی کی بیٹی ثابت قدم رہیں تاکہ آنے والے ہر مصائب پر صبر کروں اس کے بعد بابا پہ ضربت ابن ملجم نے تو زینب کی دنیا ہی اجاڑ دی

بابا کے بعد بھائی حسنؑ کو زہر۔اس کے بعد جنازے پہ تیر پھر بھی علی کی بیٹی نے صبر کرتے ہوئے بھائی حسینؑ کے ساتھ مشن حسینیؑ کی تکمیل کیلیئے جانب کربلا چلیں۔شب عاشور سے لیکر تا واپس مدینہ تک کبھی بھی علی کی بیٹی کو سکون نصیب نہ ہوئی

لہوف میں لکھتے ہے جب کاروان حسینیؑ کربلا پہنچا تو امام حسینؑ ایک جگہ پہ بیٹھ گئے اور مناجات کرنے لگے[1]

یا دَهرُ اُفٍّ لَکَ مِن خَلیلِ ۔۔۔ کَم لَکَ بِالاِشراقِ وَ الاَصیلِ[2]

مِن طالب وَ صاحِب قَتیل ۔۔۔ وَ الدَّهرُ لا یَقنَـــعُ بِالبَـــدیل

---

[1] لہوف سید ابن طاؤس

وکُلُّ حَیٍّ سالِکٍ سَبیل　　وَ اِنَّما الاَمرُ اِلَی الجَلیـــــلِ

ترجمہ۔تف ہوائے زمانہ تجھ پہ کہ تو براد وست ہے صبح شام میں حق کے طالبوں اور اپنے دوستوں کو قتل کر دیا ہے

زمانہ بدل قبول نہیں کرتا اور تمام امور خدا کے حوالے ہے اور ہر زندہ میری طرح جانے والا ہے

راوی کہتا ہے جب یہ بات زینبؑ کبریٰ نے سنی تو کہتی ہے بھیا ایسی باتیں تو وہ کرتا ہے جسے اپنے موت کا یقین ہو

مولا حسینؑ نے فرمایا جی بہن زینب مجھے یقین ہے

زینبؑ نے عرض کی ہائے یہ کتنی بڑی مصیبت ہے کہ بھائی حسینؑ مجھے اپنی موت کی خبر دے رہے ہے [1]

میری بہنو خیال رکھنا میرے بعد گریبان چاک مت کرنا

دیکھو میری بہنو۔اللہ سے کئے گئے وعدے دل میں رکھو۔مولا حسینؑ نے بہن کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا

شب عاشور زینب سلام اللہ علیہا ایک خیمے میں امام سجادؑ کی تیمارداری میں مصروف تھیں۔جونہی آپ نے میدان میں غل سنا گھبرائی ہوئی امام حسینؑ کے پاس آئیں

اور بولیں بھیا کیا آپ یہ غل سن رہے ہیں حسینؑ نے لشکر پہ توجہ دیۓ بغیر فرمایا بہن زرا آنکھ لگ گئی تھی نانا کہہ رہے تھے حسینؑ تم جلد میرے پاس آرہے ہو خدا ہی بہتر جانتا ہے زینب پہ کیا گزری ہو گی [2]

عصر عاشور کے بعد جناب زینب سلام اللہ کا کردار نمایاں ہونا شروع ہوتا ہے اب وہی اہل حرم کی قافلہ سالار نظر آتی ہے۔کیونکہ اس وقت مردوں میں سجادؑ زندہ تھے جو شدید بیمار تھے

---

[1] سید ابن طاؤس لہوف
[2] مقتل مطہر

ابن زیاد ملعون کا حکم تھا کہ اولاد حسین میں سے کسی کو بھی باقی نہ رکھا جائے اس حکم پر عملدرآمد کے لئے بہت کوشش کی ہر بار زینب نے سجادؑ کو بچایا۔ جب قتل گاہ سے گزر رہے تھے اسوقت زینب نے ایک بین کی بھائی میں قربان جاؤں تم صدمے اٹھا کر دنیا سے چلے گئے تم پیاسے ہی جہاں سے گزر گئے۔

جب قتل گاہ میں سجاد نے سر بریدہ اور بے کفن لاشوں کو دیکھا تو حالت بگڑ گئی یوں لگ رہا تھا جان نکل جائے گی زینب سلام اللہ نے بھائی کی لاش کو چھوڑی اور فورا سجاد کے پاس آئیں اور کہنے لگے یا ابن اخی اے میرے بھائی کی نشانی یہ حالت کیوں ہوئی ہے[1] سجادؑ نے نحیف آواز میں فرمایا پھوپھی اماں اپنے عزیزوں کی لاشیں دیکھ مجھے کیونکر اذیت نہ ہو زینب نے تسلی دی

سارے مصیبت جھیلنے کے بعد جب زینب واپس مدینہ پہنچی تو زینب سلام اللہ وام کلثوم نے یہ مرثیہ پڑھے

اے نانا ﷺ کے مدینہ ہمیں قبول نہ کر کیونکہ ہم سوائے حزن وملال کے کچھ لیکر نہیں آئے ہیں ہم جب یہاں سے نکلے تھے تو اہل وعیال ساتھ تھے اب نہ بچے ہے نہ بڑے ہمارے ساتھ

پھر مسجد نبوی کے دروازوں کے چوکھٹوں کو پکڑ کر پکارا

یا جداہ انی ناحیۃ الیک اخی الحسینؑ[2] نانا میں حسینؑ کی شہادت کی خبر لائی ہوں روایت کے مطابق علیؑ کی بیٹی دوبارہ شام گئیں اور وہیں پہ شہادت پائی

☆الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین☆

[1] مقتل مطہر
[2] مقتل مقرم